عمران سیریز
فاؤل پلے
مظہر کلیم ایم اے

ناشران ——— اشرف قریشی
——— یوسف قریشی
پرنٹر ——— محمد یونس
طابع ——— ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ——— -/35 روپے

چند باتیں

معزز قارئین! ——— سلام مسنون!
نیا اور منفرد انداز میں لکھا گیا ناول "فاؤل پلے" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ اس جرم کی کہانی ہے جو بین الاقوامی سطح پر مختلف کھیلوں کے سلسلے میں وقوع پذیر ہوتا ہے۔ اس جرم کی پشت پر بھی بڑی بڑی تنظیمیں ہوتی ہیں جن کا اربوں روپیہ داؤ پر لگا ہوتا ہے لیکن یہ ایسا جرم ہے جو نہ کبھی تماشائیوں کے سامنے آتا ہے۔ اور نہ اس جرم کے خلاف کوئی عدالت فیصلہ دیتی ہے۔ لیکن یہ جرم بہرحال کھیلوں میں کسی ملک کی عزت و وقار کے پرخچے ضرور اڑا دیتا ہے۔

اس ناول میں ایک بین الاقوامی کھیل کرکٹ کے بین الاقوامی میچز کے پس منظر میں کھیلے جانے والے ایک ایسے کھیل سے پردہ ہٹایا گیا ہے کہ یقیناً قارئین بھی اور کھیلوں میں دلچسپی رکھنے والے افراد بھی اس کہانی کو پڑھ کر اصل حقیقت سے پہلی بار آگاہ ہوں گے۔
عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس پہلی بار اس جرم کے خلاف حرکت میں آتی ہے۔ اور پھر پس منظر میں کھیلے جانے والے اس

گھناؤنے کھیل نما جرم میں ملوث افراد پوری طرح بے نقاب ہو کر سامنے آجاتے ہیں۔

یہ بالکل منفرد انداز میں لکھی گئی ایک ایسی کہانی ہے جسے یقیناً جاسوسی ادب میں ایک گراں قدر اضافہ کی حیثیت حاصل ہو گی۔ مجھے یقین ہے کہ تنوع پسند قارئین کو یہ کہانی یقیناً ہر لحاظ سے پسند آئے گی۔

اپنی آرا سے مجھے ضرور مطلع فرمائیے گا۔

والسلام

مظہر کلیم ایم۔ اے

عمران کی رنگ انگلی میں گھماتا اور ہلکی ہلکی سیٹی بجاتا ہوا بڑے اطمینان سے نیشنل ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کے جسم پر سنگل لائن نیوی بلیو کلر کا تھری پیس سوٹ تھا۔ آنکھوں پر انتہائی قیمتی چشمہ اور سر پر ہلکے نیلے رنگ کا فلیٹ پہنے ہوئے وہ انتہائی وجیہہ اور خوبصورت لگ رہا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ہوٹل سے نکلنے اور جانے والا ہر شخص ایک بار اسے مڑ کر ضرور دیکھتا۔ ساگوان اور مہاگنی کے بنے ہوئے خوب صورت دروازے کے باہر ایک دربان موجود تھا۔ اس کے جسم پر شاندار یونیفارم تھی۔ وہ ہر آنے والے کے لئے دروازہ کھولتا اور پھر سر جھکا کر اسے اس طرح سلام کہتا کہ ہوٹل میں داخل ہونے والے کی گردن خواہ مخواہ کلف لگے کپڑے کی طرح اکڑ جاتی۔ اور وہ یہی سمجھتا کہ سارے ہوٹل میں ہی وی آئی پی استقبال کیا جا رہا ہے۔ عمران سیٹی بجاتا جیسے ہی گیٹ کے قریب پہنچا، دربان نے بڑے مؤدبانہ انداز میں دروازہ کھولا اور پھر وہ

تقریباً رکوع کے بل جھک گیا۔ عمران کی سیٹی یک لخت رک گئی۔

"کیا ہوا — کیا گردن میں موچ آگئی ہے" — عمران نے آگے بڑھ کر دونوں ہاتھوں سے دربان کی گردن پکڑ لی۔ اور پھر اُسے اس طرح دبانا شروع کر دیا جیسے وہ باپ دادا سے مالش کرنے کا کام کرتا آ رہا ہو۔

"صص — صاحب — مم — میں تو صاحب۔ میری گردن" دربان نے بُری طرح بوکھلا کر سیدھا ہونے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ کیا کر رہے ہو۔ رگیں اور چڑھ جائیں گی۔ جھک جاؤ۔ جھک جاؤ۔ ابھی موچ ٹھیک ہو جائے گی" — عمران نے جبراً اس کی گردن جھکاتے ہوئے کہا۔ اور پھر ایک ہاتھ سے وہ اس کی گردن جھکا کر دوسرے ہاتھ سے بڑی مہارت سے مالش کرنے لگا۔ ہوٹل سے نکلنے اور جانے والے کئی افراد رک کر عمران اور دربان کو اس طرح دیکھنے لگے جیسے وہ دنیا کا نواں عجوبہ دیکھ رہے ہوں۔

"صص — صص صاحب۔ کیا کر رہے ہیں میں تو سلام کر رہا تھا۔ صاحب چھوڑ دیں" — دربان کی خوف سے گھگھی بندھی ہوئی تھی۔ اُسے اپنی نوکری شدید خطرے میں محسوس ہو رہی تھی۔

"میں کہتا ہوں۔ خبردار۔ اگر تم نے گردن اٹھائی۔ یہ بڑا ماہرانہ کام ہے۔ مذاق تو نہیں ہے" — عمران نے دربان کی گردن کو اور زیادہ دباتے ہوئے کہا۔ اور اب تو دربان بُری طرح اچھلنے لگا۔ لیکن عمران کے ہاتھ کا دباؤ اتنا زیادہ تھا کہ وہ نہ اپنی گردن سیدھی کر سکتا تھا اور نہ اس کی گرفت سے نکل سکتا تھا۔

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں" — اچانک ایک آدمی نے حیرت بھرے

انداز میں پوچھا۔ وہ بھی سوٹ میں ملبوس تھا اس کے ساتھ ایک خوب صورت لڑکی تھی جو خود بھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر یہ تماشہ دیکھ رہی تھی۔

"سوری — میں سرمہ نور نظر گھر بھول آیا۔ ورنہ آپ کی بینائی دو سلائیوں سے ٹھیک ہو جاتی۔ چچ — چچ — کتنے خوب صورت نوجوان ہو لیکن یہ اندھا پن۔ چچ — چچ" — عمران نے دربان کی گردن پر مالش کرتے ہوئے بڑے افسوس بھرے لہجے میں سوال کرنے والے کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

ادھر دربان اب اس طرح اچھل رہا تھا جیسے ڈسکو ڈانس کر رہا ہو۔ وہ عمران کی گرفت سے نکلنے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔ لیکن ظاہر ہے عمران کی گرفت تو موت سے بھی سخت تھی — موت کے پنجے سے تو شاید کوئی نکل بھی جاتا لیکن عمران کی گرفت سے نکلنا محال تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے جناب۔ آپ نے دربان کی گردن کیوں پکڑی ہوئی ہے۔ چھوڑیئے اسے" — اچانک ہوٹل کے اندر سے ایک ادھیڑ عمر آدمی نے تیزی سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

"کیا اس ہوٹل میں سب اندھے ہیں۔ دیکھ نہیں رہے کہ بیچارے کی گردن میں موچ آگئی ہے۔ میں ازراہِ ہمدردی مالش کر رہا ہوں بے چارہ" عمران کے ہاتھ اور زیادہ تیزی سے چلنے لگے اور اب تو دربان کے حلق سے چیخیں نکلنے لگی تھیں۔ دروازے پر دیکھنے والوں کے ٹھٹھ لگ گئے تھے۔ سب اس طرح حیرت سے یہ تماشا دیکھ رہے تھے جیسے انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"میں منیجر ہوں اس ہوٹل کا — یہ دربان ہے۔ چھوڑ دیجئے اسے پلیز"

اس ادھیڑ عمر آدمی نے آگے بڑھ کر دربان کی گردن چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"مگر وہ موچ" ——— عمران نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"اسے موچ نہیں آئی جناب۔ یہ تو جھک کر آپ کو سلام کر رہا تھا" مینجر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ وہ بجانے کس طرح اپنے آپ کو کنٹرول کئے ہوئے تھا۔

"ارے ——— سلام کر رہا تھا۔ ہت تیرے کی۔ میں سمجھا موچ آگئی ہے۔ وعلیکم السلام وعلیکم السلام" ——— عمران نے یک لخت پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ اور دربان بے چارہ اب دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن مسل رہا تھا۔ اس کا چہرہ سرخ پڑ چکا تھا۔ اور آنکھیں پھیلی ہوئی تھیں ظاہر ہے عمران کے ہاتھوں اتنی دیر پھنسنے کے بعد اس کا یہی حشر ہونا تھا۔

"یار تم سلام کر رہے تھے تو کم از کم مجھے بتا تو دیتے۔ گونگے تو نہیں ہو" ——— عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے جیب سے پانچ پانچ سو کے دو نوٹ نکال کر دربان کے ہاتھ پر رکھے۔

"دودھ پی لینا" ——— عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔ اور پھر دروازہ کھول کر اندر بڑھ گیا۔ پانچ پانچ سو کے دو نوٹ دیکھ کر دربان تو اپنی سب تکلیف یک لخت بھول گیا۔ اس کی حالت تو کسی مجسمے جیسی ہو گئی تھی۔ البتہ مینجر اور وہاں موجود باقی افراد کی حالت بھی قابل دید تھی۔ وہ سب کروڑوں پتی افراد تھے لیکن کسی دربان کو اس طرح ایک ہزار روپے ٹپ دے دینا یہ شاید ان کے کبھی تصور میں نہ آیا تھا۔

"یہ کوئی خبطی لگتا ہے" ——— ایک آدمی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور

اپنی ساتھی لڑکی کا ہاتھ پکڑے آگے بڑھ گیا۔ کیونکہ لڑکی کے چہرے پر عمران کی اس حرکت کو دیکھ کر جو تاثرات پیدا ہوئے تھے۔ اس سے شاید اسے خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ لڑکی اسے بار اسے چھوڑ کر عمران کے پیچھے بھاگ پڑے گی۔ اور شاید اس لئے اس نے عمران کو خبطی کہہ کر معاملہ برابر کرنے کی کوشش کی تھی ——— عمران ہال میں داخل ہوا تو ہال کی تقریباً تمام میزیں پُر تھیں۔

"آئیے جناب۔ میں آپ کے لئے سپیشل سیٹ کا بندوبست کر دیتا ہوں" ——— ادھیڑ عمر مینجر نے عمران کو اس طرح ہال کا جائزہ لیتے دیکھ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ شاید وہ بھی عمران کی اس سخاوت سے بُری طرح مرعوب ہو گیا تھا۔

"سپیشل سیٹ ——— کیا مطلب ——— کیا اس میں کیل ابھرے ہوئے ہوں گے" ——— عمران نے مڑ کر قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں جناب۔ میرا مطلب ہے۔ یہ تمام میزیں تو ریزرو ہیں۔ ان پر تو آپ بیٹھ نہیں سکتے۔ میں علیحدہ کرسی میز لگوا دیتا ہوں" ——— مینجر نے باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں بیٹھ سکتا۔ کیا میں ٹٹ پونجیا ہوں۔ تمہیں پرنس آف ڈھمپ کے متعلق ایسی بات کہنے کی جرأت کیسے ہوئی" ——— عمران کا لہجہ ایسا تھا جیسے وہ یک لخت تھتے سے ہی اکھڑ گیا ہو۔

"پرنس آف ڈھمپ ——— اوہ جناب ——— میرا یہ مطلب نہ تھا آپ کی ہوٹل میں آمد تو ہمارے لئے باعث فخر ہے جناب" ——— مینجر نے وضاحت کرنے کی کوشش کی۔ وہ یقیناً پہلے سے عمران کا واقف نہ تھا۔ اس لئے وہ پرنس آف ڈھمپ کے الفاظ سے واقعی انتہائی مرعوب نظر آ رہا تھا۔

"ہم یہیں بیٹھیں گے۔ کس کی جرأت ہے کہ پرنس آف ڈھمپ کو بیٹھنے سے روک سکے"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ قریب ہی رکھی ایک میز کی طرف بڑھ گیا۔ جس پر ایک غیر ملکی لڑکی اکیلی بیٹھی پینے پلانے کا شغل کر رہی تھی۔

عمران نے قریب جا کر بڑے اطمینان سے کرسی کھینچی اور پھر اس پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے میز ہی اس کے نام ریزرو ہو۔ لڑکی نے چونک کر اُسے دیکھا۔۔۔ اور اُسی لمحے عمران نے بڑے بدمعاشانہ انداز میں اُسے آنکھ مار دی۔

"اوہ نانسنس۔۔۔ بدمعاش۔ کون ہو تم۔ اٹھو یہاں سے۔ یہ میز ریزرو ہے" لڑکی نے انتہائی غصیلے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"میز ریزرو ہے تو ہوتی رہے۔ میں تو کرسی پر بیٹھا ہوں"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور دوسرے لمحے اس نے پوری قوت سے میز پر مکہ مارا۔ اس کے مکہ مارنے سے اتنے زور کا دھماکہ ہوا کہ پورا ہال گونج اٹھا۔ اور سب لوگ بُری طرح چونک کر اُس طرف دیکھنے لگے۔ لڑکی تو بوکھلا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"بیٹھئے بیٹھئے۔۔۔ تشریف رکھئے۔ میں نے آپ کو تو مکہ نہیں مارا۔ میں تو بیرے کو بلا رہا تھا"۔۔۔ عمران نے لڑکی کو اس طرح بوکھلاتے دیکھ کر بڑے میٹھے لہجے میں کہا۔

اُسی لمحے منیجر اور دو تین بیرے بجلی کی سی تیزی سے ان کی طرف بڑھے۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے۔ یہ کیسے لوگ یہاں آجاتے ہیں۔ یہی تمہارے ہوٹل کا انتظام ہے"۔۔۔ لڑکی انتہائی غصے کے عالم میں منیجر پر چڑھ دوڑی۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ مادام۔۔۔ یہ پرنس آف ڈھمپ ہیں۔ یہاں کی بہت بڑی شخصیت۔ پلیز۔ آپ ناراض نہ ہوں۔ میں ان سے بات کرتا ہوں" منیجر نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

اور پرنس آف ڈھمپ کا نام سنتے ہی لڑکی کا چہرہ بدل گیا وہ حیرت اور اشتیاق سے عمران کو دیکھنے لگی۔ جو اب بڑے بے نیازانہ انداز میں بیٹھا ادھر ادھر یوں دیکھ رہا ہو جیسے اُسے سمجھ نہ آ رہی ہو کہ وہ کہاں پہنچ گیا ہے۔

"جناب پرنس صاحب۔ پلیز۔ آپ کے لئے میں نے خصوصی سیٹ لگوا دی ہے۔ میری بات سنیں"۔۔۔ منیجر نے لجاجت بھرے لہجے میں کہا۔

"سوری۔ میرا سیکرٹری آج چھٹی پر ہے۔ باتیں وہی سنتا ہے۔ اُسے باتیں سننے کی تنخواہ ملتی ہے۔ مجھے تو ڈیڈی جیب خرچ بھی نہیں دیتے۔ بھلا میں کیسے باتیں سن سکتا ہوں۔ سوری"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ منیجر مزید کچھ کہتا۔ لڑکی نے اُسے جانے کا اشارہ کیا اور کرسی پر بیٹھ گئی۔

"پرنس۔۔۔ آپ واقعی پرنس ہیں۔ اگر ایسا ہے تو یقین کیجئے یہ میری خوش قسمتی ہے۔ میرا نام لوسیا ہے۔ اور میرا تعلق گریٹ لینڈ سے ہے" لڑکی نے بڑے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"جب میرے ڈیڈی ریاست ڈھمپ کے بادشاہ ہیں اور میں ان کا اکلوتا بیٹا ہوں تو پھر میں پرنس کیسے نہیں ہو سکتا۔ کیا آپ کو قانون وراثت کا علم نہیں ہے"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔۔۔ ویری گڈ۔ مجھے کتنا اشتیاق تھا کسی مشرقی پرنس سے

ملنے کا۔ لیکن میرے تصور میں تو پرنس کا نقشہ کچھ اور تھا"۔۔۔۔ لڑکی نے
انتہائی اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔
"یعنی آپ کی نظروں میں پرنس کا نقشہ کسی مینڈک جیسا تھا۔ آپ نے شاید
کسی مینڈک پرنس کی تصویر دیکھ لی ہوگی"۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے
ہوئے کہا۔
"اوہ۔۔۔ یہ بات نہیں۔ وہ گلے میں انتہائی قیمتی موتیوں کے ہار۔ وہ تاج
وغیرہ"۔۔۔۔ لوسیا نے اپنی طرف سے مشرقی شہزادے کی وضاحت
کرنے کی کوشش کی تھی۔
"اوہ۔۔۔ آپ نے کیا یاد دلا دیا۔ اوہ۔ ویری سیڈ"۔۔۔۔ عمران
کا لہجہ یکلخت رو دینے والا ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں
سے ٹپ ٹپ آنسو بہہ نکلے۔
"ارے ارے۔ آپ رو رہے ہیں۔ پلیز پرنس پلیز"۔۔۔۔ لڑکی عمران
کو واقعی روتے دیکھ کر بری طرح بوکھلا گئی۔ اور اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا
رومال تیزی سے عمران کی طرف بڑھا دیا۔
"واہ۔ کیا خوشبودار رومال ہے۔ چلو آنسو بہانے کا فائدہ تو ہوا۔ یہ شاید
لاری فرنچ ہے"۔۔۔۔ عمران رونا بھول کر زور زور سے سانس لے کر
رومال سونگھنے لگا۔ اب اس کے چہرے کو دیکھ کر ذرا بھی احساس نہ ہوتا تھا کہ
وہ رو بھی رہا تھا۔ لڑکی اس کی کایا پلٹ پر اور زیادہ حیران نظر آ رہی تھی۔
"آپ چلو سمجھتے تو ہیں پرنس۔۔۔ یہ لاری فرنچ پرفیوم ہے"۔۔۔۔ لڑکی
نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اب اس کی آنکھوں سے مسرت اور اشتیاق کے
تاثرات واضح طور پر نمایاں تھے۔ شاید اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ اس کی

ملاقات واقعی کسی مشرقی شہزادے سے ہوئی ہے۔
"لیکن آپ یہ خوشبو کیوں استعمال کرتی ہیں۔ اس خوشبو میں یہ بڑا
نقص ہے کہ اسے اگر مسلسل نہ لگایا جائے تو اس کی خوشبو اس طرح بدبو
میں بدل جاتی ہے جیسے کوئی چوہا مر گیا ہو۔ ویسے چوہوں کو مر جانا چاہیئے۔
بزدل ہوتے ہیں۔۔۔ اور ہمیں بزدل سے شدید نفرت ہے۔ بھلا یہ بھی کوئی
بات ہوئی کہ آدمی خواہ مخواہ لٹھ اٹھائے ہر آدمی کے پیچھے بھاگتا رہے
اس میں تحمل ہونا چاہیئے۔ وہ کیا کہتے ہیں کہ شرافت۔ یعنی اگر کوئی ایک گال
پر تھپڑ مارے تو آدمی کو دوسرا گال بھی آگے کر دینا چاہیئے"۔۔۔۔ عمران
کی زبان چل پڑی۔
"مم۔۔۔ مگر۔۔۔ مگر لوگ تو اسے ہی بزدل کہتے ہیں"۔۔۔۔ لوسیا
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"لوگ کہتے ہیں کہنے دیجیئے۔ ہمارا لوگوں سے کیا تعلق۔ ہم تو پرنس
ہیں۔ اور پرنس کو ہر لفظ کے اپنے معنی رکھنے چاہیئں۔ کیوں مس روسیاہ"
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"روسیاہ نہیں لوسیا"۔۔۔۔ لوسیا نے ہنستے ہوئے کہا۔
"چلو مان لیتا ہوں۔ لیکن کیا میں دوبارہ میز پر مکے مارنا شروع کر دوں"
عمران نے کہا۔
"اوہ سوری۔۔۔ معاف کیجیئے۔ مجھے آپ کی شخصیت کے طلسم کی وجہ
سے پوچھنا یاد ہی نہیں رہا کہ آپ کیا پیئں گے"۔۔۔۔ لوسیا نے معذرت
بھرے لہجے میں کہا۔
"کیا آپ خود لے آئیں گی"۔۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ارے نہیں ۔۔۔ میں ویٹر کو بلاتی ہوں" ۔۔۔ لوسیا نے کچھ نہ سمجھنے والے لہجے میں کہا۔

"تو بلایئے۔ یہ پوچھنا اس کا کام ہے۔ پر ڈوکول پر ڈوکول ہوتا ہے" عمران نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔ اور لوسیا نے مسکرا کر ایک سائیڈ پر کھڑے ویٹر کو بلانے کے لئے ہاتھ کا اشارہ کیا ۔۔۔ ویٹر اس کا اشارہ دیکھ کر تیر کی طرح اڑتا ہوا قریب پہنچا اور سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔

"یار۔ تمہاری بھی گردن میں موچ آگئی ہے۔ یا اللہ یہ ہوٹل ہے یا مالش خانہ۔ یہاں جو بھی آتا ہے گردن جھکا کر آتا ہے۔ مم ۔۔۔ مگر سوری۔ میرے پاس اب اور نوٹ نہیں ہیں۔ ڈیڈی نے اتنا ہی جیب خرچ دیا تھا۔ وہ ہوٹل کے باہر ہی خرچ ہو گیا" ۔۔۔ عمران نے انتہائی معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ ۔۔۔ کیسی موچ" ۔۔۔ لوسیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

اور عمران نے اُسے مختصر لفظوں میں دربان کے ساتھ آنے والا واقعہ بتا دیا۔ لوسیا قہقہہ مار کر ہنس پڑی۔

"اپنے ہوٹل کا سب سے قیمتی مشروب لے آؤ۔ جاؤ" ۔۔۔ لوسیا نے ہنستے ہوئے ویٹر سے کہا اور ویٹر تیزی سے واپس مڑنے لگا۔

"ٹھہرو" ۔۔۔ عمران نے یک لخت شاہانہ انداز میں کہا۔ اور ویٹر تیزی سے مڑا اور سوالیہ نظروں سے عمران کو دیکھنے لگا۔

"یہ پرنس آف ڈھمپ کی شان کے خلاف ہے کہ ہوٹل میں موجود افراد اس مشروب سے محروم رہیں جو ہم نے پینا ہے۔ اس لئے پہلے یہاں ہال میں موجود ہر فرد کو ہماری طرف سے مشروب پیش کرو پھر اس ٹیبل پر سرو کرو۔ جاؤ" ۔۔۔ عمران نے انتہائی باوقار انداز میں کہا۔ اور ویٹر کی آنکھیں شاید یہ تصور کر کے ہی پھیلنے لگیں کہ ہال میں موجود ہر فرد کو قیمتی مشروب پیش کرنے کا بل کتنا بنے گا۔

"ارے ارے پرنس پلیز۔ میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے" لوسیا نے بُری طرح بوکھلاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"کوئی بات نہیں ہم ادا کر دیں گے۔ آپ اسے ادھار سمجھیں" عمران نے سمجھاتے ہوئے کہا۔ اور ویٹر کو ہاتھ سے جانے کا اشارہ کیا۔

"لل ۔۔۔ لل ۔۔۔ لیکن" ۔۔۔ لوسیا نے شاید کچھ کہنا چاہا۔

"ہشت ۔۔۔ پرنس کے ساتھ بیٹھ کر ایسی باتیں نہیں کیا کرتے" عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور لوسیا بے اختیار اپنے ہونٹ کاٹنے لگی۔ اُسی لمحے منیجر ایک بار پھر تیزی سے چلتا ہوا ان کے قریب پہنچا۔

"پرنس ۔۔۔ آپ نے واقعی ہال میں موجود ہر شخص کو ہوٹل کا سب سے قیمتی مشروب سرو کرنے کا آرڈر دیا ہے" ۔۔۔ منیجر نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔ اُسے شاید ویٹر کی بات پر یقین نہ آیا تھا اور بات بھی یقین نہ کرنے والی ہی تھی۔

"ہاں ۔۔۔ مس لوسیا کی طرف سے مشروب پیش کرو۔ اور سنو۔ اب ہوٹل کے مالک کو تصدیق کرنے کے لئے نہ بھجوا دینا۔ جاؤ" عمران نے کہا۔ اور منیجر کے چہرے پر تذبذب کے آثار نمایاں تھے جیسے وہ کوئی بات کرنا چاہتا ہو لیکن کر نہ سکتا ہو۔

"میں کہتا ہوں۔ جاؤ۔ ارے ہاں۔ ٹھہرو"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اور بڑے نوٹوں کی ایک موٹی سی گڈی نکال کر منیجر کی طرف اچھال دی۔

"مس لوسیا کی طرف سے بل کاٹ کر باقی بیروں میں بطور ٹپ بانٹ دینا۔ جاؤ"۔۔۔۔ عمران نے اس طرح بے نیازانہ لہجے میں کہا جیسے اس نے بڑے نوٹوں کی گڈی نہ دی ہو بلکہ اخباری کاغذوں کا بنڈل دیا ہو۔ اور منیجر چند لمحے تو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر گڈی کو دیکھتا رہا پھر تیزی سے مڑ گیا۔۔۔۔ لوسیا کا چہرہ ایسے ہو رہا تھا جیسے اچانک کسی جادوگر نے اُسے مجسمے میں تبدیل کر رہا ہو۔

"اوہ پرنس۔ حیرت ہے۔ میں حیرت سے مر جاؤں گی"۔۔۔۔ لوسیا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو آپ کے ملک میں خودکشی حیرت سے کی جاتی ہے۔ بہت خوب بڑا رومانٹک انداز ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ لوسیا کوئی جواب دیتی۔ ایک لمبا تڑنگا غیر ملکی تیز تیز قدم اٹھاتا میز کے قریب پہنچ کر رکا وہ حیرت سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ لوسیا اُسے دیکھتے ہی بوکھلا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"رچرڈ۔۔۔ یہ پرنس ہیں۔ پرنس آف ڈھمپ"۔۔۔۔ لوسیا نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ لیکن عمران نے آنے والے کو نظریں اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔

"لیکن یہ میز تو ریزرو ہے پھر"۔۔۔۔ رچرڈ کے لہجے میں سختی تھی۔

"تو میں نے کب کہا ہے کہ ریزرو نہیں ہے۔ بیٹھ جاؤ میز پر۔ مجھے کیا

اعتراض ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پلیز رچرڈ۔ یہ بہت بڑی شخصیت ہیں۔ بہت ہی بڑی"۔۔۔۔ لوسیا نے رچرڈ کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔ اور رچرڈ کا سخت چہرہ یک لخت نرم پڑ گیا۔ وہ شاید لوسیا کا اشارہ سمجھ گیا تھا۔ عمران بظاہر تو انہیں نہیں دیکھ رہا تھا لیکن کن انکھیوں سے اس نے لوسیا کا اشارہ دیکھ لیا تھا۔

"اوہ۔۔۔ اچھا اچھا۔ مجھے آپ سے مل کر بے حد مسرت ہوئی پرنس"۔ رچرڈ نے یک لخت بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور مصافحے کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا۔

"سوری۔۔۔ آج ہمارا سیکرٹری چھٹی پر ہے۔ یہ مصافحے کا کام میری طرف سے وہی کرتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور رچرڈ کے چہرے پر غصے کے بھڑکتے ہوئے آثار ایک لمحے کے لئے پیدا ہوئے لیکن دوسرے لمحے اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔۔۔۔ لوسیا جلدی جلدی اُسے انتہائی قیمتی مشروب سارے ہال کو پیش کرنے اور بڑے نوٹوں کی موٹی گڈی منیجر کو دینے کا واقعہ سنانے لگی۔ اور رچرڈ کے چہرے پر یک لخت حیرت کے آثار پھیلتے گئے۔۔۔۔ اُسے شاید یقین نہ آ رہا تھا لیکن اُسی لمحے اس نے بیروں کو ہر میز پر مشروب کے گلاس پیش کرتے دیکھا۔ وہ شاید ساتھ ساتھ بتا رہے تھے کہ یہ مشروب مس لوسیا کی طرف سے پیش کیا جا رہا ہے۔ اس لئے ہر شخص چونک کر لوسیا کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔

"اوہ اوہ پرنس۔ آپ نے واقعی مجھے بے حد عزت دی ہے۔ میں آپ کی مشکور ہوں"۔۔۔۔ لوسیا نے ہال میں موجود ہر شخص کو اپنی طرف

دیکھتے ہوئے انتہائی تشکرانہ انداز میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
"پرنس میرا نام رچرڈ ہے اور میں ہالی وڈ میں فلمیں پروڈیوس کرتا ہوں۔
کیا آپ کو بھی فلم لائن میں دلچسپی ہے"۔۔۔ رچرڈ نے اچانک مؤدبانہ
لہجے میں کہا۔
"ارے ہاں۔ کیوں نہیں۔ میں نے ہنٹر والی فلم دیکھی تھی۔ بھئی یقین کرو۔
جب مس نادیا گھوڑا دوڑاتے ہوئے ریل گاڑی کا مقابلہ کرتی ہے تو بس
لطف آجاتا ہے۔۔۔ واہ واہ کیا فلم ہے۔ کیا آپ بھی ایسی ہی فلم بناتے
ہیں"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"اوہ۔۔۔ تو آپ کو ایسی فلمیں پسند ہیں۔ لیکن ایسی فلموں پر خرچ بے حد
آتا ہے۔ دیکھئے نا پوری ریل گاڑی خریدنی پڑتی ہے"۔۔۔ رچرڈ نے
لوسیا کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔
"ہاں۔ خریدنی تو پڑتی ہے۔ تو کیا ہوا خرید لو۔ یہ خریدنا تو میری ہابی ہے۔
مجھے تو خریدنے میں بڑا لطف آتا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اس کے
چہرے پر اس وقت حماقتوں کا بھرپور جلوہ موجود تھا۔
"آپ تو خرید سکتے ہیں۔ ایک کیا دس ریل گاڑیاں خرید سکتے ہیں لیکن
ہم۔ بہرحال کیا آپ ایسی فلم پروڈیوس کرنا پسند کریں گے"۔۔۔ رچرڈ
نے اب اپنا جال واضح طور پر پھینک دیا۔ وہ شاید عمران کی دولت مندی
کے مظاہرے اور اس کے چہرے پر موجود حماقتوں کی آبشار دیکھ کر کچھ
اور سوچ رہا تھا۔
"ہاں۔ خرید لو۔ دس کیا دس ہزار ریل گاڑیاں خرید لو۔ ہمیں کیا فرق پڑتا
ہے۔ لیکن ایک بات ہے۔ مس نادیا کی جگہ مس لوسیا کام کریں گی۔

اس فلم میں۔ اور ہاں اگر گھوڑے کی بجائے گدھے اور ریل گاڑی کا
مقابلہ دکھایا جائے تو کیسا رہے گا۔ واہ واہ۔ بہت خوب۔ بڑا لطف
آئے گا"۔۔۔ عمران بھی اب رچرڈ کو گھسنے پر اتر آیا تھا۔
"واہ۔۔۔ کیا گریٹ آئیڈیا ہے۔ گدھے اور ریل گاڑی کا مقابلہ۔
واہ۔ ویری گڈ۔ کمال ہے۔ بہت ہی شاندار آئیڈیا ہے"۔۔۔ رچرڈ کا
لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ بڑی مشکل سے اپنی ہنسی کو کنٹرول کر رہا ہے۔
اسی لمحے بیرے نے مشروب کے گلاس ان تینوں کے سامنے
رکھ دیئے۔
"لیکن ایک ترمیم تمہیں کرنی پڑے گی۔ اس گدھے پر مس لوسیا کی
بجائے تمہیں بیٹھنا ہو گا۔ تم واقعی اس پر بیٹھے ہوئے بہت اچھے لگو گے۔
واہ گدھے پر گدھا۔۔۔ واقعی زوردار آئیڈیا ہے۔ بہت خوب۔ واہ"
عمران نے مشروب کا گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ اور رچرڈ کا چہرہ ایک
بار پھر بھڑکنے لگا۔ لیکن اس نے ایک بار پھر اپنے آپ پر کنٹرول کر لیا۔
"ٹھیک ہے جیسے آپ کہیں۔ لیکن اس فلم کے لئے رقم کا بندوبست
آپ کو کرنا ہو گا"۔۔۔ رچرڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
"کتنی رقم لگ جائے گی"۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔
"رقم۔۔۔ میرے خیال میں زیادہ سے زیادہ دس کروڑ روپے تو خرچ
ہو جائیں گے۔ لیکن پرنس یہ فلم اتنا بزنس کرے گی کہ ایک ارب تو
کیا دس ارب روپے میں تو صرف یورپ کا سرکٹ بک جائے گا اور
باقی دنیا تو بہرحال پڑی ہی ہے"۔۔۔ رچرڈ نے امید بھرے
لہجے میں کہا۔

"یہ پرنس وزنس چھوڑو۔ ڈیڈی کو پتہ چل گیا کہ ہم اس بنیا گیری کے چکر میں پڑ گئے ہیں تو وہ ہمیں ریاست سے ہی عاق کر دیں گے۔ باقی رہی رقم تو یہ معمولی رقم ہے ـــــ اتنی رقم تو ہم اپنی سالگرہ پر مبارک دینے والوں کو بانٹ دیا کرتے ہیں" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور رچرڈ اور لوسیا کی آنکھیں اتنی تیزی سے پھیلیں کہ عمران کو خطرہ محسوس ہونے لگا کہ وہ یقیناً کانوں تک پہنچ جائیں گی۔

"تو پھر ڈن پرنس" ـــــ رچرڈ نے مسرت سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں ڈن ہی سمجھو۔ میں تمہیں رقم دے دوں گا تم جا کر فلم بنا لینا۔ بس اس کا ایک پرنٹ ہمیں بھجوا دینا ہم دیکھ لیں گے" ـــــ عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

"بالکل پرنس بالکل ـــــ تو پھر رقم کب دیں گے آپ" ـــــ رچرڈ کو شاید یقین نہ آ رہا تھا۔

"ابھی دے دیتے ہیں۔ بس ایک فون ہمیں بنک میں کرنا ہو گا۔ منیجر رقم لے کر یہاں پہنچ جائے گا" ـــــ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"تو پھر میں فون منگواؤں" ـــــ رچرڈ نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لیکن وہ پہلا ادھار۔ دراصل بات یہ ہے کہ ہم کلیرنس کے بغیر آگے نہیں بڑھتے۔ ڈیڈی کہتے ہیں کلیرنس بے حد ضروری ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

"ادھار ـــــ کلیرنس ـــــ کیا مطلب ـــــ میں سمجھا نہیں"

رچرڈ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

لوسیا تو بالکل ہی خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کی حالت تو ایسی تھی جیسے اسے سانپ سونگھ گیا ہو۔

"بھئی ہم نے مشروبات کے لئے ایک لاکھ روپیہ دیا ہے۔ اور یہ مس لوسیا نے ادھار لیا ہے۔ جب وہ ایک لاکھ واپس ملے گا تو ہم دس کروڑ روپے دے دیں گے تاکہ کلیرنس ہو جائے ـــــ اور ویسے ہم وہ ایک لاکھ روپیہ بھی مس لوسیا کو تحفے کے طور پر پیش کر دیں گے۔ کیونکہ ہمارے لئے ایک لاکھ روپے واپس لینا توہین ہے۔ لیکن وہ اصول اور کلیرنس یہ بھی مجبوری ہے" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

رچرڈ چند لمحے تو بیٹھا ہونٹ کاٹتا رہا۔ جیسے کسی فیصلے پر پہنچنا چاہتا ہو۔ پھر اس نے یک لخت کندھے جھٹکے۔

"ٹھیک ہے پرنس۔ بات واقعی اصول کی ہے۔ میں ابھی مس لوسیا کی طرف سے آپ کو ایک لاکھ پیش کرتا ہوں" ـــــ رچرڈ نے کہا۔ اور وہ جلدی سے اٹھ کر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا واقعی آپ ایک لاکھ روپے مجھے تحفے میں دے دیں گے۔ اور دس کروڑ روپے فلم پر لگائیں گے" ـــــ لوسیا نے رچرڈ کے جاتے ہی آنکھیں پھاڑتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں تو اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ یہ ایک لاکھ یہ دس کروڑ روپے کی ہماری نظروں میں کیا حیثیت ہے ہم پرنس ہیں کوئی گھسیارے تو نہیں ہیں" ـــــ عمران نے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

اسی لمحے رچرڈ واپس آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں بڑے نوٹوں کی گڈی

تھی وہ شاید کاؤنٹر پہ سے چیک دے کر لے آیا تھا۔

"یہ ایک لاکھ روپے ہیں۔ یہ لیجئے اور بینک سے رقم منگوا لیجئے اب تو کلیرنس ہو گئی" ——— رچرڈ نے نوٹوں کی گڈی عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اصلی ہیں" ——— عمران نے گڈی ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔ اور پھر اُسے غور سے دیکھ کر اس نے گڈی کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لی۔

"یہ تو آپ مجھے تحفے میں دے رہے تھے" ——— لوسیا نے جلدی سے اُسے یاد دلاتے ہوئے کہا۔

"یہ پرانے نوٹ ہیں۔ یہ بھلا کیسے تحفے میں دیئے جا سکتے ہیں۔ ہم نئے نوٹ دینا چاہتے ہیں۔ میں بینک منیجر کو کہہ دوں گا وہ آپ کے لئے بالکل نئے نوٹ لے آئے گا" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"وہ فون آپ کر لیں۔ میں نے کاؤنٹر پہ کہہ دیا ہے وہ فون یہیں لے آئیں گے" ——— رچرڈ نے جلدی سے کہا اس کے چہرے پر اشتیاق تھا۔

"خون ——— اسے باپ رے۔ آپ مجھے خون کرنے کے لئے کہہ رہے ہیں۔ سوری مسٹر رچرڈ۔ میں کسی کا خون نہیں کر سکتا۔ یہ میرے بس سے باہر ہے" ——— عمران نے خوف زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"خون نہیں بلکہ فون۔ ٹیلی فون کہہ رہا ہوں" ——— رچرڈ نے کہا۔

"ٹیلی فون ——— اوہ اچھا اچھا ——— لیکن کس کو کرنا ہے اور کیوں کرنا ہے" عمران نے پیشانی پہ ہاتھ رکھتے ہوئے یوں کہا جیسے وہ یادداشت نہ ہونے کا مریض ہو۔

"وہ آپ فلم بنانے کے لئے مجھے دس کروڑ روپے دے رہے تھے۔ اور آپ نے کہا تھا کہ بینک منیجر کو ٹیلی فون کرنا ہے" ——— رچرڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"وہ فلم ——— اوہ اچھا اچھا ——— اب مجھے یاد آگیا وہ جس میں آپ گدھے پہ سوار ہوں گے۔ ہاں ہاں۔ ضرور ضرور بنائیں۔ آپ واقعی گدھے پہ بیٹھے ہوئے بہت خوب صورت لگیں گے۔ ویسے بھی آپ کے لئے یہ انتہائی مناسب سواری ہے" ——— عمران نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ رقم" ——— رچرڈ نے جلدی سے کہا۔

"رقم ——— ہاں ضرور ——— رقم کی تو کوئی کمی نہیں ہے۔ دس کروڑ کیا ہم چاہیں تو دس ارب روپے ہماری ایک کال پہ آ سکتے ہیں۔ لیکن مسئلہ ہے" ——— عمران نے کہا۔

"مسئلہ ——— کیسا مسئلہ" ——— رچرڈ اور لوسیا دونوں نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"مسئلہ یہ ہے کہ حساب کتاب تو ہمارے سیکرٹری کے پاس ہوتا ہے۔ ہم تو پرنس ہیں۔ ہمارا بھلا حساب کتاب سے کیا تعلق۔ اکاؤنٹ بھی اُسی کے نام ہے ——— اور نمبر بھی اُسے ہی معلوم ہے۔ اور ہمارا سیکرٹری تو چھٹی پہ ہے۔ اس لئے مجبوری ہے۔ کل البتہ وہ آجائے گا۔ کیا آپ کل تک انتظار نہیں کر سکتے۔ چلئے وعدہ رہا۔ کل آپ کو دس کروڑ کی جگہ پندرہ کروڑ دے دوں گا" ——— عمران نے کہا۔

"تو وہ ایک لاکھ مجھے دیجئے۔ یہ بھی کل ہی واپس کر دوں گا" رچرڈ کا لہجہ یک لخت سخت ہو گیا۔

"کون سا ایک لاکھ روپیہ" ـــــ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"وہی جو میں نے ابھی دیا ہے کاؤنٹر سے لا کر" ـــــ رچرڈ کا لہجہ کاٹ کھانے والا تھا۔ وہ شاید اب بڑی رقم سے مایوس ہو چکا تھا۔

"لیکن وہ تو آپ نے ادھار چکایا ہے۔ سارے ہال نے قیمتی مشروب نہیں پیا" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں کچھ نہیں جانتا۔ لاکھ روپیہ نکالو" ـــــ رچرڈ کا لہجہ یک لخت تلخ ہو گیا۔

"کمال ہے۔ حیرت ہے۔ اتنے بڑے ہوٹل میں غنڈہ گردی۔ ڈاکہ" عمران نے یک لخت اونچی آواز میں چیختے ہوئے کہا۔ اور ڈاکے کا لفظ سن کر پورا ہال اس طرح چونک پڑا جیسے واقعی ڈاکو آ گئے ہوں۔

"میں کہتا ہوں شرافت سے لاکھ روپے دے دو۔ ورنہ" رچرڈ نے یک لخت اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ریوالور نکال لیا۔ اس کے چہرے کے نقوش یک لخت انتہائی کرخت ہو گئے تھے۔

"منیجر منیجر ـــــ یہ ڈاکو۔ مجھ سے لاکھ روپیہ چھیننا چاہتا ہے۔ ہلپ ہلپ" ـــــ عمران نے ریوالور دیکھتے ہی بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اور ارد گرد سے ویٹر تیزی سے عمران اور رچرڈ کی طرف دوڑ پڑے۔

"میں کہتا ہوں۔ روپیہ نکالو" ـــــ رچرڈ نے یک لخت عمران کے گریبان میں ہاتھ ڈالنا چاہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بُری طرح چیختا ہوا پیچھے موجود کرسی سے ٹکرایا۔ اور دھڑام سے کرسی سمیت فرش پر جا گرا۔

"یہ میرا کارڈ ہے۔ تحفہ اور ظلم کی رقم لینے آ جانا" ـــــ عمران نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر میز پر رکھا اور پھر اس سے پہلے کہ لوگ کچھ پوچھتے وہ بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا مین گیٹ سے باہر نکل گیا۔

"ارے ـــ پکڑو پکڑو۔ وہ میرا لاکھ روپیہ لے گیا" ـــــ رچرڈ نے فرش سے اٹھتے ہوئے بُری طرح چیخ کر کہا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا آپ ہوش میں ہیں۔ وہ پرنس آف ڈھمپ ہیں۔ انتہائی معزز شخصیت" ـــــ منیجر نے رچرڈ کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"ایسی کی تیسی اس پرنس کی۔ میرا لاکھ روپیہ۔ میں اس کی ہڈیاں توڑ دوں گا" ـــــ رچرڈ نے بھی اٹھ کر مین گیٹ کی طرف دوڑ لگا دی۔ ریوالور گرتے ہوئے اس کے ہاتھ سے نکل کر کہیں دور جا گرا تھا۔ اور عمران کو جاتے دیکھ کر اسے صرف ایک لاکھ روپیہ یاد رہ گیا تھا۔ اس لئے اس نے بے اختیار اس کے پیچھے دوڑ لگا دی۔

لوسیا چند لمحے تو وہاں کھڑی ہونٹ کاٹتی رہی پھر اس نے عمران کا میز پر پھینکا ہوا کارڈ اٹھایا اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی لفٹ کی طرف بڑھ گئی۔ وہ اسی ہوٹل میں ٹھہری ہوئی تھی ـــــ اس کی پیشانی پر شکنوں کا جال سا پھیلا ہوا تھا۔ جیسے وہ کسی گہری سوچ میں غرق ہو۔ اس سارے عجیب و غریب واقعے نے اسے واقعی ذہنی طور پر مفلوج کر دیا تھا۔

دروازے پر دستک ہوتے ہی میز کے پیچھے بیٹھا ہوا بھاری جبڑوں والا نوجوان چونک پڑا۔

"یس کم ان" ـــــ بھاری جبڑے والے نوجوان نے کرخت آواز میں کہا ۔اور دوسرے لمحے دروازہ کھلتے ہی ایک نوجوان اندر داخل ہوا ۔ اس کے جسم پر موجود مخصوص لباس بتا رہا تھا کہ وہ کھلاڑی ہے ۔

"اوہ ــــ راشیل تم" ـــــ بھاری جبڑے والا کھلاڑی کو دیکھتے ہی چونک کر سیدھا ہو گیا ۔

"بڑا شاندار آفس ہے تمہارا ۔میں تو سوچ بھی نہ سکتا تھا" ـــــ آنے والے نے حیرت اور تحسین بھرے لہجے میں کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے کہا ۔

"کیا ـــ کیا کیجیے ۔بزنس ہی ایسا ہے ۔بہرحال بیٹھو ۔کیا پیو گے" بھاری جبڑے والے نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"جو جی چاہے پلوا دو" ـــــ راشیل نے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا ۔اور میز کے سامنے موجود ایک انتہائی آرام دہ کرسی پر بیٹھ گیا ۔

بھاری جبڑے والے نے میز پر رکھی ہوئی ایک خوب صورت سی گھنٹی بجائی تو سائیڈ کا دروازہ کھلا اور ایک خوب صورت لڑکی اندر داخل ہوئی اس کے جسم پر انتہائی چست لباس تھا ـــــ راشیل چونک کر اُسے دیکھنے لگا ۔لڑکی نے بھی مسکرا کر راشیل کو دیکھا اور پھر بھاری جبڑے والے کی طرف متوجہ ہو گئی ۔

"یس باس" ـــــ لڑکی نے سوالیہ لہجے میں کہا ۔

"بھئی راشیل آئے ہیں ۔ان کی کچھ خدمت کرو" ـــــ بھاری جبڑے والے نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"اوہ تو آپ راشیل ہیں ۔گڈ ۔وہی میں سوچ رہی تھی ۔کہ چہرہ جانا پہچانا ہے ۔ میں تو آپ کی پرستار ہوں راشیل صاحب ۔آپ کے فوٹو تو میرے ذاتی کمرے میں ہر طرف پھیلے ہوتے ہیں" ـــــ لڑکی نے بے اختیار آگے بڑھتے ہوئے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا ۔

"اوہ تھینک یو مس ......" ـــــ راشیل نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا ۔

"مارگریٹ ـــ میں ماؤنٹ کی سیکرٹری ہوں" ـــــ مارگریٹ نے تعارف کراتے ہوئے کہا ۔اور راشیل نے سر ہلا دیا ۔

"مارگریٹ ـــ آج وہ سو سالہ پرانی شراب لے آؤ ۔راشیل صاحب بھی کیا یاد کریں گے کہ ماؤنٹ ایجنسی میں آئے اور پینے کے لئے انہیں عام سی شراب ملی" ـــــ بھاری جبڑوں والے نے جس کا نام ماؤنٹ تھا

مسکراتے ہوئے کہا۔
" ابھی لائی "۔۔۔۔ مارگریٹ نے کہا۔ اور بڑے لگاوٹ بھرے انداز میں راشیل کو دیکھتی ہوئی مڑی۔ اور اسی دروازے میں غائب ہو گئی۔
" مسٹر ماؤنٹ ۔۔۔۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ آخر آپ نے مجھے کس بنا پر یہاں آنے کی دعوت دی ہے۔ آپ نے کہا تھا کہ بلیے بزنس کی بات ہے۔ حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ میں کھلاڑی ہوں بزنس سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے "۔۔۔۔ راشیل نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔
" میں جانتا ہوں راشیل صاحب کہ آپ گریٹ لینڈ کی کرکٹ ٹیم کے کپتان ہیں۔ لیکن اگر آپ چاہیں تو بغیر ہاتھ پیر ہلائے آپ لمبی رقم کما سکتے ہیں ۔۔۔۔ دو لاکھ پونڈ چھوٹی رقم نہیں ہوتی "۔۔۔۔ ماؤنٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھولی اور نوٹوں کی گڈیاں نکال نکال کر میز پر رکھنی شروع کر دیں۔
" دو لاکھ پونڈ ۔۔۔۔ کیا مطلب ۔۔۔۔ مجھے تفصیل بتلائیے "۔۔۔۔ راشیل کی آنکھیں حیرت سے پھیلنے لگیں۔
" تفصیل بھی بتا دیتا ہوں۔ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کی ٹیم اور پاکیشیا کی کرکٹ ٹیم کے درمیان ون ڈے اور ٹیسٹ میچوں کی سیریز شروع ہونے والی ہے ۔۔۔۔ پاکیشیا کی کرکٹ ٹیم یہاں آنے والی ہے "
ماؤنٹ نے کہا۔
" ہاں بالکل ۔۔۔۔ مجھے ہی کیا ساری دنیا کو علم ہے "۔۔۔۔ راشیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اور آپ یہ بھی چاہیں گے کہ آپ یہ سیریز جیت جائیں "۔۔۔۔ ماؤنٹ نے پراسرار سے لہجے میں کہا۔
" بالکل چاہتا ہی کیا ہماری پوری کوشش ہو گی۔ آخر ہمارے ملک کی زت کا سوال ہے "۔۔۔۔ راشیل نے الجھے ہوتے لہجے میں جواب یا۔
" میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ اور اس سلسلے میں دو لاکھ پونڈ آپ کو مل سکتے یں کہ آپ جیت جائیں۔ اور یہ مارگریٹ بھی آپ کی مکمل خدمت کے لئے یار رہے گی "۔۔۔۔ ماؤنٹ نے کہا۔
" لیکن ہماری جیت کے سلسلہ میں یہ دو لاکھ پونڈ کیسے مجھے ملیں گے۔ لیا آپ کسی انعام کا اعلان کریں گے "۔۔۔۔ راشیل ابھی تک الجھا ہوا ھا۔
" دیکھیئے مسٹر راشیل۔ آپ پہلی بار کپتان بنے ہیں۔ اس سے پہلے پ عام کھلاڑی تھے۔ یہ درست ہے "۔۔۔۔ ماؤنٹ نے کہا۔
" بالکل درست ہے۔ لیکن ۔ ۔ ۔ ۔ "۔۔۔۔ راشیل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
" پہلے میری بات تفصیل سے سن لیجئے۔ پھر تبصرہ کیجئے۔ کپتان ہونے ی حیثیت سے آپ سلیکشن کمیٹی کے ممبر بھی ہیں۔ اور سلیکشن کمیٹی میں آپ کا ووٹ بھی ہے "۔۔۔۔ ماؤنٹ نے کہا۔
" ہاں بالکل "۔۔۔۔ راشیل نے کہا۔
اسی لمحے مارگریٹ واپس نمودار ہوئی۔ اس نے ایک قدیم زمانے کی صراحی نما بوتل اٹھائی ہوئی تھی۔ وہ بوتل اس نے میز پر رکھی اور پھر ایک الماری

سے جام نکال کر اس نے دو جام بھرے اور ایک جام اٹھا کر بڑے سے
لگاوٹ بھرے انداز میں راشیل کی طرف بڑھا دیا۔
"شکریہ" ـــــ راشیل نے کہا۔ اور جام مارگریٹ کے ہاتھ سے
لے لیا۔ ماؤنٹ نے دوسرا جام اٹھا لیا۔ مارگریٹ اسی طرح اٹھلا کر چلتی
ہوئی واپس چلی گئی۔
"ہاں مسٹر ماؤنٹ آپ کہہ رہے تھے" ـــــ راشیل نے گھونٹ
بھرتے ہوئے کہا۔
"دیکھئے ـــــ یہ بات تو طے ہو چکی ہے کہ پاکیشیا کی ٹیم یہاں تین ون
ڈے اور دو ٹیسٹ کھیلے گی۔ لیکن مقامات ابھی طے نہیں ہوئے"
ماؤنٹ نے کہا۔
"تقریباً طے ہو چکے ہیں۔ لیکن ابھی قطعی فیصلہ نہیں ہوا" ـــــ راشیل
نے جواب دیا۔
"کون کون سے مقامات طے ہوئے ہیں میں بتا دوں" ـــــ ماؤنٹ
نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے میز کی دراز کھول کر ایک کاغذ
نکالا اور راشیل کے آگے رکھ دیا۔
"کمال ہے۔ یہ تو ٹاپ سیکرٹ تھا۔ یہ آپ تک کیسے پہنچ گیا"
راشیل نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"اسے چھوڑیں۔ یہ ہمارا بزنس سیکرٹ ہے۔ اب آپ سے کھل کر
بات ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے" ـــــ ماؤنٹ نے کہا اور پھر اس نے
جیب سے ایک اور کاغذ نکالا اور اسے راشیل کی طرف بڑھا دیا۔
"یہ دیکھئے ـــــ اس پر مقامات لکھے ہوئے ہیں۔ آپ نے آخری میٹنگ

میں ان مقامات پر میچز طے کرانے ہیں۔ اگر ایسا ہو جائے تو یہ دو لاکھ پونڈ آپ
کے ہوں گے" ـــــ ماؤنٹ نے کہا۔
"لیکن آپ تو جیت کی بات کر رہے تھے۔ پھر یہ مقامات کہاں سے آ
گئے" ـــــ راشیل نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔
"ان مقامات پر اگر آپ میچز منعقد کرا دیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ
آپ کی ٹیم میچز جیت جائے گی۔ کیسے جیت جائے گی یہ بات ہم پر چھوڑ
دیں" ـــــ ماؤنٹ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔
"لیکن مسٹر ماؤنٹ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ کمیٹی میں اکیلا میں تو نہیں
ہوں۔ چار افراد اور ہوں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ مقامات
بین الاقوامی حیثیت کے میچز کے لئے مناسب نہیں ہیں"
راشیل نے جواب دیا۔
"باقی چار افراد کی بات چھوڑیں۔ میں آپ کی بات کر رہا ہوں۔ آپ
اپنی بات کریں۔ باقی رہا مناسب یا غیر مناسب یہ کوئی اہم بات نہیں۔
ان مقامات پر پہلے بھی میچز ہوتے رہے ہیں۔ اور اہم بات یہ ہے
کہ ان مقامات پر میچز کھیلنے سے آپ کی ٹیم لازماً جیت جائے گی"
ماؤنٹ نے کہا۔
"لیکن کیسے۔ کچھ مجھے بھی پتہ چلے" ـــــ راشیل نے کہا۔
"یہ ہم پر چھوڑ دیں" ـــــ ماؤنٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور
ساتھ ہی اس نے میز پر رکھی ہوئی نوٹوں کی گڈیاں راشیل کی طرف کھسکا
دیں۔
"سوری مسٹر ماؤنٹ ـــــ میں اس سلسلے میں معذرت خواہ ہوں،

راشیل نے جام میز پر رکھتے ہوئے کہا۔
"سوچ لیں مسٹر راشیل ——— اگر باقی چار افراد انہی مقامات پر متفق ہو گئے تو آپ کا اکیلا ووٹ کچھ نہیں کر سکے گا۔ اور آپ خواہ مخواہ دو لاکھ پونڈ کی خطیر رقم سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے" ——— ماؤنٹ نے کہا۔
"اوہ ——— تو یہ بات ہے۔ لیکن شاید آپ کو اس نئے قانون کا علم نہیں ہے کہ مقامات کے انتخاب کے لئے متفقہ فیصلہ ضروری ہے"
راشیل نے چونکتے ہوئے کہا۔
"تو پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کپتان ہی نہ رہیں" ——— ماؤنٹ کا لہجہ یک لخت سرد ہو گیا۔
"کپتان نہ رہوں ——— کیا مطلب ——— یہ کیسے ممکن ہے۔ اس بارے میں تو حتمی فیصلہ بھی ہو چکا ہے اور اس کا اعلان بھی کیا جا چکا ہے"
راشیل کے لہجے میں غصہ تھا۔
"آپ کو اچانک چوٹ لگ سکتی ہے۔ ایکسیڈنٹ ہو سکتا ہے۔ گولی لگ سکتی ہے۔ آپ بہت بیمار ہو سکتے ہیں۔ آپ کا دماغی توازن خراب ہو سکتا ہے ——— آپ منشیات رکھنے کے جرم میں پکڑے جا سکتے ہیں۔ ایسی اور بھی بے شمار صورتیں ہو سکتی ہیں۔ کیا خیال ہے۔ کیا اس کے بعد آپ کپتان رہیں گے" ——— ماؤنٹ نے بھیڑیئے کے سے انداز میں دانت نکوستے ہوئے کہا۔
"تو آپ مجھے دھمکی دے رہے ہیں۔ بلیک میل کرنا چاہتے ہیں۔ سنئے مسٹر ماؤنٹ۔ میں نہیں جانتا کہ آپ دراصل کیا گیم کھیل رہے ہیں۔ لیکن بحیثیت کھلاڑی میں آپ کی کسی غلط گیم میں حصہ دار نہیں ہو سکتا۔

یہ سب کچھ ایک کھلاڑی کے ضمیر کے خلاف ہے۔ آپ مجھے دو لاکھ پونڈ تو کیا دس لاکھ پونڈ بھی دے دیں تب بھی فاؤل پلے کم از کم مجھ سے نہیں ہو سکتا" ——— راشیل نے غصیلے لہجے میں کہا اور اٹھ کر تیزی سے مڑ کر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔
اسی لمحے مارگریٹ اندر داخل ہوئی۔
"چلا گیا" ——— مارگریٹ نے کہا۔
"ہاں چلا گیا۔ میرا خیال تھا کہ قابو آ جائے گا۔ لیکن" ——— ماؤنٹ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔
"تو پھر کیا پروگرام ہے" ——— مارگریٹ نے ساتھ والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
"پروگرام تو باس ہی بتلائے گا۔ میرا تو کام صرف اتنا ہی تھا کہ میں اسے چیک کر دوں" ——— ماؤنٹ نے کہا۔ اور اس نے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا۔ اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
"یس ٹی ٹی سپیکنگ" ——— دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔
"ماؤنٹ بول رہا ہوں باس ——— راشیل نہیں مانا۔ میں نے بڑی کوشش کی۔ لالچ بھی دیا۔ دھمکیاں بھی دیں لیکن وہ کسی طرح راہ پر ہی نہیں آیا" ——— ماؤنٹ نے کہا۔
"اوہ ——— مجھے پہلے ہی یقین تھا۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ ہمارا کام ہو گیا"
باس نے جواب دیا۔
"باس ——— ایسا نہیں ہو سکتا کہ اسے گولی مار دی جائے۔ ظاہر ہے

اس کے بعد کسی اور کھلاڑی کو کپتان بنایا جائے گا۔ اس سے لائن کر لی جائے"
ماؤنٹ نے جواب دیا۔

" نہیں ـــــ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ کھلاڑی چاہے کوئی بھی ہو۔ وہ ایسا ہی نکلے گا۔ اور ویسے بھی راشیل جیسے بہترین کھلاڑی کو ضائع نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ایک قومی نقصان ہو گا۔ تم فکر نہ کرو۔ میں نے کہا ہے۔ کہ ہمارا کام ہو گیا ہے"ـــــ باس نے کہا۔

" لیکن باس ـــــ راشیل نے تو انکار کر دیا ہے۔ جب کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ کام ہو گیا ہے۔ میں یہ بات سمجھا نہیں"ـــــ ماؤنٹ نے پوچھا۔

" تم یہ باتیں نہیں سوچ سکتے۔ یہ بڑی پیچیدہ گیم ہے۔ تم بس اتنا سوچا کرو جتنا تمہیں حکم دیا جاتے۔ بہرحال میں تھوڑی سی وضاحت کر دیتا ہوں۔ تاکہ تمہیں مکمل اطمینان ہو جائے ـــــ ہم یہ مقامات نہیں چاہتے تھے بلکہ یہ ہمارے مخالف چاہتے تھے۔ اب راشیل کبھی بھی ان مقامات پر راضی نہ ہو گا اور یہ ہمارا مقصد تھا"ـــــ باس نے جواب دیا۔

" اوہ ـــــ میں سمجھ گیا باس۔ واقعی بڑی گہری گیم ہے"
ماؤنٹ نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ اور دوسری طرف سے او۔کے کے الفاظ سن کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

سفید رنگ کی نئے ماڈل کی ٹویوٹا کرولا جیسے ہی گیٹ پر رکی۔ گیٹ پر موجود دو مسلح دربانوں نے جھک کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر آدمی کو دیکھا۔

" کوڈ پلیز"ـــــ ایک دربان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" ون زیرو ون"ـــــ ادھیڑ عمر آدمی نے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔ اور دونوں دربانوں کے ہاتھ سیلوٹ کے سے انداز میں اٹھ گئے اور پھر ایک نے آگے بڑھ کر جلدی سے پھاٹک کھول دیا۔ سفید کار تیزی سے آگے بڑھی اور پھاٹک کراس کرتی ہوئی سیدھی ایک سائیڈ پر بنی ہوئی سفید رنگ کی چھوٹی سی عمارت کی طرف بڑھ گئی ـــــ پھاٹک اس کے عقب میں بند ہو گیا۔ یہ ایک وسیع و عریض گراؤنڈ تھا۔ جس کی ایک سائیڈ پر یہ عمارت موجود تھی۔ عمارت دو منزلہ تھی۔

گراؤنڈ میں سفید پتلونوں اور سفید قمیضوں میں ملبوس کھلاڑی کرکٹ کھیلنے

کی پریکٹس میں مصروف تھے۔

کار ایک سائیڈ پر روک کر ادھیڑ عمر آدمی باہر آیا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا عمارت کے سامنے کے رخ کی طرف بڑھا۔ اس طرف کرسیوں پر تین افراد بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ وہ اس ادھیڑ عمر کو آتے دیکھ کر تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"معاف کیجئے۔ میں چند منٹ لیٹ ہو گیا۔ دراصل بڑے صاحب نے ایک ضروری بات کے لئے فون کیا تھا" ——— ادھیڑ عمر نے قریب جا کر معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں جناب" ——— ان تینوں نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"راشیل کو بلا لیجئے۔ تاکہ میٹنگ شروع کی جا سکے" ——— ادھیڑ عمر نے ایک آدمی سے کہا۔ اور وہ سر ہلاتا ہوا گراؤنڈ کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ باقی افراد اس ادھیڑ عمر آدمی کے پیچھے چلتے ہوئے عمارت کے ایک کمرے کی طرف بڑھ گئے ——— یہ ساؤنڈ پروف کمرہ تھا۔ اس کے درمیان میں ایک بڑی میز اور اس کے گرد آٹھ کے قریب کرسیاں پڑی تھیں۔ درمیانی کرسی پر وہ ادھیڑ عمر آدمی بیٹھ گیا جب کہ سائیڈ کی دو کرسیوں پر اس کے پیچھے آنے والے دو آدمی بیٹھ گئے۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور وہی آدمی ایک کھلاڑی کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ یہ راشیل تھا گریٹ لینڈ کی قومی کرکٹ ٹیم کا نیا کپتان۔

"آؤ راشیل بیٹھو" ——— ادھیڑ عمر آدمی نے بڑے شفقت بھرے انداز میں راشیل سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور راشیل سر ہلاتا ہوا ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"مسٹر وائٹ۔ دروازہ بند کر کے حفاظتی سسٹم آن کر دیجئے۔ تاکہ میٹنگ کی کارروائی کسی طور باہر نہ جا سکے" ——— ادھیڑ عمر آدمی نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا جو راشیل کے ساتھ اندر داخل ہوا تھا۔ راشیل کا چہرہ ستا ہوا تھا۔ اس کے انداز سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی گہری سوچ میں ہو ——— وائٹ دروازہ بند کر کے راشیل کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تو پھر اس اہم میٹنگ کی کارروائی شروع کیجئے" ——— ادھیڑ عمر آدمی نے باقی ممبرز کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اور کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک بڑا سا لفافہ نکال کر میز پر رکھ دیا۔

"جی ہاں جناب ——— آج ہم نے میچز کے مقامات کا فیصلہ لازماً کرنا ہے۔ کیونکہ ان مقامات کی فہرست پاکیشیا کرکٹ کنٹرول بورڈ کو بھی ارسال کرنی ہے۔ ان کے کئی روز سے فون آ رہے ہیں" ——— ایک آدمی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"دیکھئے۔ تین ون ڈے اور تین ٹیسٹ کھیلنے طے ہوئے ہیں۔ اب اس سلسلے میں ہمارے پاس بہت سی کاؤنٹیز کی آفرز موجود ہیں۔ جو اپنے مقامات پر یہ میچز کروانا چاہتی ہیں ——— اسی طرح میچز کی ٹھیکیدار کمپنیوں کی طرف سے بھی آفرز موجود ہیں جو مختلف شہروں میں یہ میچز کروانے پر مُصر ہیں۔ تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ بزنس کر سکیں" ——— ادھیڑ عمر آدمی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو سر بزنس پوائنٹ آف ویو سے جو مقامات سب سے زیادہ فائدہ مند ہوں وہاں میچز طے کر دیجئے۔ کیونکہ اس بار پاکیشیا کرکٹ کنٹرول بورڈ کے ساتھ اس دورے کی سب سے خطیر رقم طے ہوئی ہے۔ جو ہمیں انہیں

ادا کرنی ہے ۔ اس لئے اگر کسی ایسے مقام پر میچ رکھ دیا گیا جہاں بزنس کم ہوا تو اس سے گریٹ لینڈ کرکٹ بورڈ کو بڑا خسارہ ہو گا" ـــــ ایک دبلے پتلے لیکن لمبی گردن والے آدمی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا ۔

" مسٹر جیکب ۔ بات صرف بزنس کی ہی نہیں ہے ۔ ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ کن شہروں کے تماشائی اس دورے میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں" ایک ادھیڑ عمر، موٹے جسم اور پستہ قد شخص نے اس دبلے پتلے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" آج کل تماشائیوں کا کوئی مسئلہ نہیں ہے ۔ ٹیلی ویژن نیٹ ورک پر پوری دنیا یہ میچز دیکھتی ہے ۔ اس لئے اگر گراؤنڈ میں تماشائی کم بھی ہوں تب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا" ـــــ وائٹ نے تیز لہجے میں کہا ۔

" میرا خیال ہے سر ۔ ہمیں ٹھیکیدار کمپنیوں کی آفرز دیکھ لینی چاہئیں ۔ جن مقامات کے لئے زیادہ سے زیادہ آفرز ہوں ۔ وہاں میچ طے کر لینے چاہئیں ۔ ویسے میں نے اپنے طور پر بھی کام کر کے ایک لسٹ تیار کی ہے کیونکہ میرا تعلق مالی امور سے ہے ـــــ اس لئے مجھے اس بات کی بے حد فکر رہتی ہے کہ یہ دورہ مالی طور پر نقصان میں نہ جائے" ـــــ اب تک خاموش بیٹھے ایک بوڑھے شخص نے کہا ۔ اس کی چھوٹی چھوٹی داڑھی برف کی طرح سفید تھی ۔

" یہ لسٹ ذرا مجھے دکھائیے" ـــــ ماشیل نے چونک کر کہا اور پھر اس نے انتظار کئے بغیر اس بوڑھے آدمی سے وہ لسٹ جھپٹ لی ۔ دوسرے لمحے اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھری اور اس نے لسٹ واپس لوٹا دی ۔

" آپ کا کیا خیال ہے مسٹر ماشیل" ـــــ اس بوڑھے آدمی نے امید بھری نظروں سے ماشیل کو دیکھتے ہوئے پوچھا ۔

" آپ سب بزرگ اور تجربہ کار لوگ ہیں ۔ اس لئے میں سب سے آخر میں اپنا خیال پیش کروں گا" ـــــ ماشیل نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا ۔

" آپ یہ لسٹ مجھے دکھائیے" ـــــ ادھیڑ عمر آدمی نے کہا ۔

" ہاں دیکھئے مسٹر رانسن ۔ ویسے یہ میرے تجربہ کا نچوڑ بھی ہے ۔ یہ مقامات اس دورے کے لئے ہر لحاظ سے مفید رہیں گے ۔ میں نے ہر مقام کے آگے کمپنیوں کی طرف سے زیادہ سے زیادہ آفر بھی لکھ دی ہے" ـــــ جیکب نے کہا اور لسٹ ادھیڑ عمر رانسن کے ہاتھ میں دے دی ۔

" ہوں ـــــ یہ مقامات تو اس لسٹ سے بالکل مختلف ہے جو گذشتہ میٹنگ میں تیار کی گئی تھی ۔ لیکن میرے خیال میں یہ زیادہ درست ہے" رانسن نے کہا اور لسٹ وائٹ کی طرف بڑھا دی ۔

" جی ہاں مسٹر روز کی یہ لسٹ درست ہے" ـــــ وائٹ نے جواب دیا اور لسٹ چوتھے آدمی کی طرف بڑھا دی ۔ اس نے بھی لسٹ دیکھ کر تائید کر دی اور بوڑھے روز کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی اور چہرے پر فتح مندی کے آثار واضح ہو گئے ۔

" تو پھر یہ مقامات طے ہو گئے" ـــــ رانسن نے سر ہلاتے ہوئے کہا ۔

" مسٹر روز ـــــ اگر میں یہ پوچھوں کہ آپ نے ان مقامات کو طے کرانے کے عوض کتنی رقم لی ہے تو امید ہے آپ بُرا نہیں منائیں گے" ۔ ماشیل نے یک لخت تلخ لہجے میں روز سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" کک ـــــ کک ـــــ کیا مطلب ـــــ آپ کیا کہہ رہے ہیں مسٹر ماشیل" ـــــ مسٹر روز اس طرح اچھلے جیسے ان کے پیر اچانک بجلی کی ننگی تار سے چھو گئے ہوں ۔

اور میٹنگ کے باقی ممبر کا بھی انتہائی حیرت سے راشیل کو دیکھنے لگے۔

"میں پوچھ رہا ہوں کہ آپ سب لوگوں نے ماؤنٹ سے ان مقامات کو منتخب کرنے کی کتنی رقم وصول کی ہے" ___ راشیل کا لہجہ بدستور تلخ تھا۔ اور اس بار اس نے روز کے ساتھ ساتھ باقی سب کو بھی الزام کی لپیٹ میں لے لیا تھا۔

"تو آپ مجھ پر اتنا بڑا الزام لگا رہے ہیں۔ مجھ پر۔ جس کے بال کرکٹ بورڈ میں سفید ہو گئے ہیں اور جس پر آج تک کسی نے ایک پیسے کی بے ایمانی کا الزام نہیں لگایا ___ اور آپ اتنی دیدہ دلیری اور ڈھٹائی سے مجھ پر الزام لگا رہے ہیں" ___ روز نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"ٹھہریئے مسٹر روز ___ راشیل نے صرف آپ پر ہی الزام نہیں لگایا ہم سب پر بھی ساتھ لگایا ہے۔ اور یہ بہت بڑا الزام ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس کے پس منظر میں کوئی خاص بات ہے۔ مسٹر راشیل کیا آپ اپنے الزام کی وضاحت کریں گے" ___ چیئرمین رانسن نے ہونٹ کاٹتے ہوئے راشیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ الزام نہیں حقیقت ہے۔ جس طرح مسٹر روز نے یہ لسٹ نکالی اور جس طرح آپ سب حضرات نے بغیر کسی اعتراض کے اسے قبول کر لیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ سب حضرات نے اس سلسلہ میں بھاری رقوم وصول کی ہیں ___ اور میں اس پر احتجاج کرتا ہوں۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ میں اس کے حق میں ووٹ نہیں دوں گا۔ یہ کھیل میں بے ایمانی ہے۔ جب کہ کھیل کو صاف ستھرا رہنا چاہیئے" ___ راشیل نے بڑے

جذبات بھرے لہجے میں کہا۔

"دیکھیئے مسٹر راشیل ___ صرف اتنی سی بات سے کہ مسٹر روز نے لسٹ دی اور ہم نے بغیر کسی اعتراض کے اسے قبول کر لیا۔ اس پر اتنا بڑا الزام نہیں لگایا جا سکتا۔ آپ اصل بات بتائیں۔ ورنہ دوسری صورت میں آپ کا یہ الزام فوری طور پر ڈائریکٹران کی میٹنگ بھیج دیا جائے گا۔ اور آپ جانتے ہیں کہ اگر اتنا بڑا الزام جھوٹا اور غلط ثابت ہوا تو اس کا نتیجہ ہرگز آپ کے حق میں اچھا نہیں نکلے گا" ___ رانسن کا لہجہ اس بار خاصا سخت تھا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ بے شک بھیج دیں۔ میں اپنے ضمیر کے سوا اور کسی سے نہیں ڈرتا۔ اور یہی کھیل نے مجھے سکھایا ہے کہ ہمیشہ ہر معاملے میں فیئر گیم ہونا چاہیئے ___ ویسے میں تفصیل بتا دیتا ہوں۔ پرسوں شام کو کلب میں مجھے ایک صاحب ملے جن کا نام ماؤنٹ تھا۔ ان کی کھیل کے سامان کی ایجنسی ہے۔ انہوں نے مجھے اپنے دفتر آنے کی دعوت دی۔ اور کہا کہ وہ مجھ سے آئندہ میچز کے سلسلہ میں راز کی بات بتانا چاہتے ہیں ___ چنانچہ میں وہاں چلا گیا تو انہوں نے دو لاکھ پونڈ کے نوٹ نکال کر میز پر رکھے اور ساتھ ہی ایک لسٹ بھی جس میں یہی مقامات درج تھے۔ ساتھ ہی اس نے کہا کہ انہوں نے سلیکشن کمیٹی کے باقی ممبران کو بھی خرید لیا ہے ___ وہ ان مقامات پر اعتراض نہیں کریں گے۔ لیکن میں نے اس کی پیشکش کو سختی سے ٹھکرا دیا۔ میں نے اسے بتایا کہ مقامات کا انتخاب اچھے کھیل کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ اور یہ انتخاب سلیکشن کمیٹی کا اپنا حق ہے جس پر اس نے مجھے دھمکی دی کہ تمہارا ایکسیڈنٹ کرایا جا سکتا ہے۔ تمہیں

گولی ماری جاسکتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن میں نے اس کی دھمکیوں کی کوئی پرواہ نہ کی۔ لیکن آج میں دیکھ رہا ہوں کہ مسٹر روز کی جیب سے وہی فہرست نکلی ـــــ اور آپ سب حضرات نے اس لسٹ کو بغیر کسی بحث کے اس طرح منظور کر لیا جیسے یہ بات آپ لوگ پہلے سے طے کئے ہوئے تھے" راشیل نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــــ اگر ایسی بات ہے تو پھر آپ واقعی الزام لگانے میں سچے ہیں۔ اگر آپ کی جگہ میں ہوتا تو یقیناً ایسا ہی سوچتا۔ لیکن مسٹر راشیل آپ کو چاہیئے تھا کہ آپ اس واقعہ کی فوری طور پر رپورٹ کرتے آپ خاموش کیوں رہے" ـــــ رانسن نے بڑے متحمل لہجے میں کہا۔

"میں صرف چیک کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے خاموش رہا" ـــــ راشیل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مسٹر روز ـــــ کیا آپ حلف دے سکتے ہیں کہ یہ لسٹ آپ نے صرف کھیل کے مفاد کی بنیاد پر بنائی ہے۔ کسی کے کہنے پر نہیں" ـــــ رانسن نے مسٹر روز سے مخاطب ہو کر کہا۔

"حلف ـــــ بالکل میں حلف دے سکتا ہوں" ـــــ مسٹر روز نے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنیئے مسٹر راشیل ـــــ کیا آپ کو ہمارے حلف پر اعتماد رہے گا۔ ویسے آپ بے فکر رہیں۔ ہم آپ کے واقعہ کی بھی مکمل تحقیق کرائیں گے۔ اور اب ان مقامات پر دوبارہ تفصیل سے بھی بحث ہو گی۔ تاکہ آپ کو بھی معلوم ہو سکے کہ ان مقامات کے انتخاب میں بورڈ کو کیا فائدے یا کیا نقصان ہیں ـــــ کیونکہ آپ پہلی بار کپتان بنے ہیں اور ہماری عمریں اسی

کام میں گزر گئی ہیں" ـــــ رانسن نے کہا۔

"مسٹر رانسن۔ مجھے آپ کے اور مسٹر روز کے لہجے سے ہی یقین ہو گیا ہے۔ کہ آپ خلوص سے بات کر رہے ہیں۔ اس لئے اب حلف کی ضرورت نہیں ـــــ آئی۔ ایم۔ سوری۔ آپ جو فیصلہ کریں گے مجھے منظور ہو گا" راشیل نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"آپ کے اس اعتماد کا شکریہ ـــــ لیکن حلف بہرحال اب سب کو اٹھانا ہو گا۔ سب سے پہلے میں حلف دوں گا" ـــــ رانسن نے کہا۔ اور پھر اس نے کھڑے ہو کر باقاعدہ ہاتھ اٹھا کر انجیل مقدس کی قسم کھا کر حلف دیا کہ ان مقامات کے انتخاب میں اس کے پیش نظر صرف اور صرف کھیل کا مفاد تھا ـــــ اس کے بعد باقی سب افراد نے بھی اسی طرح حلف دیا۔ اور پھر رانسن نے اس لسٹ کے ہر مقام پر پوری تفصیل سے بحث کی۔ تب راشیل کو معلوم ہوا کہ واقعی پہلے مقامات کی نسبت ان مقامات پر کھیل کا مفاد زیادہ ہے۔

"لیکن مسٹر رانسن اس آدمی ماؤنٹ کو آخر ان مقامات میں ایسی کیا دلچسپی تھی کہ وہ مجھے دو لاکھ پونڈ دینے پر رضامند ہو گیا تھا" ـــــ راشیل نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ میں بتاتا ہوں۔ آپ سے پہلے بھی کپتانوں کو اس قسم کے واقعات سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ دراصل ہر جگہ جہاں بھی کھیل ہوتے ہیں۔ سٹہ باز خفیہ طور پر ان میچز پر کروڑوں اربوں روپے کا جوا کھیلتے ہیں۔ شرطیں لگتی ہیں ـــــ یہ سب کام غیر قانونی ہے۔ لیکن بہرحال ہوتا ہے۔ اس لئے مختلف بڑی بڑی پارٹیاں اپنے اپنے مفادات کے تحت کام کرتی رہتی

ہیں۔ یہ مقامات جن کی لسٹ مسٹر روز نے دی ہے۔ یہ مقامات وہ ہیں۔ جن کی پچز ایسی ہیں کہ جو ہماری ٹیم اور پاکیشیا کی ٹیم کو سامنے رکھ کر بنائی گئی ہیں ــــ اور ایسا ہر میزبان ملک کرتا ہے۔ تاکہ وہ سیریز اور میچز کو رسک میں نہ ڈالے بلکہ جیتنے کا امکان ہو۔ آپ کم از کم اتنا تو جانتے ہی ہیں کہ پاکیشیا کی ٹیم جو اس بار گریٹ لینڈ کے دورے پر آ رہی ہے۔ انتہائی خطرناک ٹیم ہے ــــ گو گریٹ لینڈ کی ٹیم بھی اس وقت پورے فارم میں ہے۔ لیکن پاکیشیا کی ٹیم میں دنیا کے بہترین بیٹسمین اور باؤلروں کے ساتھ ساتھ ایسے نئے لڑکے شامل ہیں۔ جن کے پاس گو بین الاقوامی میچز کا بڑا تجربہ نہیں ہے لیکن وہ جان مارنا جانتے ہیں ــــ اور اس کے ساتھ ساتھ پاکیشیا ٹیم کا کپتان فرحان انتہائی جرآت مند کھلاڑی ہے۔ وہ ہر قیمت پر فیصلہ چاہتا ہے اور پوری ٹیم اس کی کپتانی میں متحد ہو کر کھیلتی ہے ــــ اس لئے ہمیں خاص طور پر ایسے مقامات چاہئیں تھے جن کی پچز پاکیشیا ٹیم کی بجائے ہماری ٹیم کی فیور میں ہوں" ــــ رانسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ سب کچھ اپنی جگہ درست ہے۔ لیکن میرا سوال وہیں رہا۔ کہ وہ ماؤنٹ کیوں چاہتا تھا کہ یہ مقامات منتخب ہوں" ــــ راشیل نے کہا۔

"وہ دراصل نہیں چاہتا تھا کہ یہ مقامات منتخب ہوں۔ اس لئے اس نے یہ چال چلی کہ آپ کو بلا کر رقم آفر کی تاکہ آپ بدک جائیں۔ اور پھر ان مقامات کے انتخاب میں ووٹ نہ دیں ــــ دراصل جہاں تک میرا تجربہ اور معلومات ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اس بار گریٹ لینڈ ٹیم کا بھاؤ شرطوں میں پاکیشیا سے اونچا جانے کی امید ہے۔ یعنی گریٹ لینڈ کی ٹیم کے

جیتنے کے امکانات زیادہ ہیں۔ اس لئے اس کا بھاؤ بھی اونچا رہے گا۔ اور اگر گریٹ لینڈ ٹیم جیت گئی تو ان شرط بازوں کو انتہائی بھاری رقوم ادا کرنی پڑیں گیں ــــ لیکن اگر فیصلہ نہ ہو سکا یا پاکیشیا کی ٹیم جیت جاتی ہے تو انہیں پاکیشیا ٹیم کا کم بھاؤ ہونے کی وجہ سے بہت بڑا منافع ملنے کی توقع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ایسے مقامات چاہتے ہیں جہاں فیصلہ پاکیشیا ٹیم کے حق میں ہو ــــ انہوں نے گہری چال چلی ہے۔ اور آپ اس چال میں آ گئے ہیں۔ ویسے مجھے آپ کی یہ بات سن کر دلی مسرت ہوئی ہے کہ آپ نے واقعی ایک کھلاڑی کا رول ادا کیا ہے۔ اور فاؤل پلے پر فیئر پلے کو ترجیح دی ہے۔ اور اس کے لئے بھاری رقم بھی ٹھکرا دی ہے" رانسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ میں اپنے الفاظ پر آپ سب حضرات سے دلی طور پر معافی چاہتا ہوں" ــــ راشیل نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ ایسا ہوتا رہتا ہے" ــــ رانسن نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے بعد میٹنگ کی باقی تفصیلات طے ہو جانے کے بعد میٹنگ برخواست کر دی گئی۔

"اوہ ــــ وہ پرنس آف ڈھمپ تو غائب ہی ہو گیا ہے۔ نجانے اُسے زمین کھا گئی ہے یا آسمان" ــــ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے ہی رچرڈ نے شکست خوردہ سے لہجے میں کرسی پر بیٹھی لوسیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اُس نے غائب ہونا ہی تھا۔ ہر جگہ ایسے لوگ موجود ہوتے ہیں جو اس قسم کا فراڈ کرتے ہیں۔ لیکن یہ آدمی واقعی عجیب تھا۔ اس نے بظاہر کوئی فراڈ نہیں کیا ــــ بلکہ پہلے ایک لاکھ کی رقم مشروب پر خرچ کر دی اور پھر چکر دے کر ایک لاکھ کی رقم واپس لے گیا۔ البتہ ہمیں خواہ مخواہ نقصان پہنچ گیا" ــــ لوسیا نے سر ہلاتے ہوتے جواب دیا۔

"ہونہہ ــــ نقصان ــــ رچرڈ کو نقصان پہنچانے والے زندہ نہیں رہ سکتے مس لوسیا۔ میں اُسے پاتال سے بھی ڈھونڈھ نکالوں گا۔ وہ کارڈ پھینک گیا تھا۔ وہ کارڈ کہاں ہے" ــــ رچرڈ نے چونکتے

ہوئے پوچھا۔

"کارڈ پر تو کسی سپرنٹنڈنٹ فیاض سنٹرل انٹیلی جنس کا پتہ چھپا ہوا ہے" لوسیا نے کارڈ رچرڈ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور سنٹرل انٹیلی جنس کے الفاظ سن کر رچرڈ بُری طرح چونک پڑا۔

"اوہ اوہ ــــ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں مشکوک سمجھا جا رہا ہے۔ اور سنٹرل انٹیلی جنس ہمارے خلاف کام کر رہی ہے" ــــ رچرڈ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مشکوک ــــ کیا مطلب ــــ ابھی ہمیں یہاں آئے دوسرا روز ہے۔ اور ہم نے کوئی کارروائی بھی نہیں کی پھر ہم کیسے مشکوک ہو سکتے ہیں" لوسیا نے بھی چونکتے ہوئے کہا۔

"ہونے کو سب کچھ ہو سکتا ہے۔ لیکن یہاں کی انٹیلی جنس اس قدر تیز نہیں ہو سکتی۔ یہ تو پس ماندہ سا ملک ہے۔ بہرحال اب ہمیں انتہائی محتاط رہنا ہوگا" ــــ رچرڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیسی احتیاط ــــ اگر واقعی ہم انٹیلی جنس کی نظروں میں مشکوک ہیں تو پھر تو ہمارے لئے یہاں کارروائی انتہائی مشکل ہو گی" ــــ لوسیا نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ یہ اچھا ہوا کہ ایک لاکھ روپیہ خرچ کر کے چوکنا ہو گئے۔ ایک لاکھ کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ وہ ہم کسی بھی طرح وصول کر سکتے ہیں ــــ لیکن اب ہمیں نہ صرف فوری طور پر یہ ہوٹل چھوڑنا پڑے گا بلکہ میک اپ میں بھی رہنا ہو گا" ــــ رچرڈ نے کہا۔

"تو پھر یہاں سے نکل چلیں" ــــ لوسیا نے کہا۔

"ہاں ـــــ لیکن ہمیں خفیہ طور پر یہ جگہ چھوڑنی ہوگی۔ ٹھہرو۔ میں ایک فون کر لوں۔ لیکن نہیں۔ ہو سکتا ہے فون بھی چیک کیا جا رہا ہو۔ چلو میک اپ باکس نکالو۔ ہم پہلے میک اپ کر لیں پھر خاموشی سے یہاں سے نکل چلتے ہیں" ـــــ رچرڈ نے کہا۔

اور لوسیا سر ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

تھوڑی دیر بعد رچرڈ اور لوسیا مختلف میک اپ میں سامان اٹھائے ہوٹل کے سامنے کے رخ سے جانے کی بجائے فائر ایسکو سیڑھیوں سے اتر کر عقبی گلی میں پہنچ گئے۔ عقبی گلی سے چلتے ہوئے وہ مین روڈ پر آ گئے۔

"تم یہیں ٹھہرو۔ میں بوتھ سے فون کر لوں" ـــــ رچرڈ نے کہا۔ اور ہاتھ میں پکڑا ہوا بیگ ایک طرف رکھ کر وہ سڑک کراس کرتا ہوا تیزی سے پبلک فون بوتھ کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ لوسیا وہیں بیگ کے ساتھ ہی سڑک کے کنارے کھڑی ہو گئی۔

رچرڈ نے جیب سے سکے نکال کر ڈالے اور پھر رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر گھمانے لگا۔

"یس ـــــ راجہ بار" ـــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

"راجہ ـــــ میں رچرڈ بول رہا ہوں" ـــــ رچرڈ نے کہا۔

"اوہ مسٹر رچرڈ ـــــ آپ کہاں سے بول رہے ہیں۔ میں نے ابھی ہوٹل فون کیا تھا تو پتہ چلا کہ آپ اور لوسیا کمرے میں نہیں ہیں" دوسری طرف سے راجہ نے چونک کر پوچھا۔

"تم بتاؤ کہ معلومات مل گئیں" ـــــ رچرڈ نے اس کی بات کا جواب دیئے بغیر سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"بالکل مل گئی ہیں۔ راجہ ایسے معاملات میں کبھی ناکام نہیں رہا" راجہ نے فاتحانہ انداز میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ میں وہیں تمہارے دفتر میں آ رہا ہوں۔ لوسیا میرے ساتھ ہے۔ ہم دونوں میک اپ میں ہوں گے۔ اس لئے کوڈ زیرو زیرو ہو گا" ـــــ رچرڈ نے تیز لہجے میں کہا۔ اور راجہ کی طرف سے کوئی جواب سنے بغیر اس نے رسیور رکھ دیا۔ اور تیزی سے بوتھ سے باہر آ گیا۔ اس کی آنکھوں میں چمک تھی۔

"کیا ہوا ـــــ کیا معلومات مل گئی ہیں۔ جو اتنے خوش نظر آ رہے ہو" لوسیا نے اسے دیکھتے ہی پوچھا۔

"ہاں ـــــ راجہ نے کام مکمل کر لیا ہے۔ میں نے اسے کہا ہے کہ ہم اس کے دفتر آ رہے ہیں لیکن پہلے ہمیں کوئی ٹھکانہ ڈھونڈھ لینا چاہیئے۔ سامان ہاتھوں میں اٹھائے گھومنا پھرنا اچھا نہیں لگتا۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی چیک ہی کر لے" ـــــ رچرڈ نے جھک کر زمین پر رکھا ہوا اپنا بیگ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"تو کیا کسی نئے ہوٹل میں جانا ہو گا" ـــــ لوسیا نے پوچھا۔

"نہیں۔ معلومات ملنے کے بعد ہم نے اپنا مشن مکمل کرنا ہے۔ اس لئے ہوٹل کی بجائے پرائیویٹ رہائش گاہ درست رہے گی۔ میرے ذہن میں پہلے سے بات موجود تھی۔ اس لئے میں ـــــ رہائش گاہ کا بندوبست کرنے ہی گیا تھا" ـــــ رچرڈ نے کہا۔ اور اسی لمحے ایک خالی ٹیکسی اس کے قریب آ کر رک گئی۔

رچرڈ نے دروازہ کھول کر پہلے لوسیا کو بٹھایا اور پھر خود بھی ساتھ بیٹھ گیا۔

"ایکس کالونی چلو" ——— رچرڈ نے ڈرائیور سے کہا۔ اور ڈرائیور نے میٹر ڈاؤن کر کے گاڑی آگے بڑھا دی۔

ایکس کالونی پہنچ کر رچرڈ نے پہلے ہی چوک پر ٹیکسی فارغ کر دی اور پھر جب تک وہ واپس جا کر چوک سے مڑ نہ گئی رچرڈ اور لوسیا وہیں کھڑے رہے۔

"آؤ" ——— رچرڈ نے ٹیکسی کے چوک سے مڑتے ہی کہا۔

"کیا بات ہے۔ تم کچھ ضرورت سے زیادہ ہی محتاط نظر آ رہے ہو" لوسیا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"دراصل اس پرنس آف ڈھمپ نے انٹیلی جنس کا کارڈ دے کر مجھے خواہ مخواہ تشویش میں مبتلا کر دیا ہے۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی گڑبڑ ضرور ہے ——— یہ پرنس تو بہرحال نقلی تھا۔ یہ بات تو طے شدہ ہے۔ لیکن اس کا خاص طور پر ہماری ٹیبل پر آنا اور پھر اس طرح کارڈ پھینک کر چلے جانا۔ یہ سب کچھ بتا رہا ہے کہ وہ ہم پر نظریں رکھے ہوئے ہیں ——— لیکن کیوں رکھے ہوئے ہیں یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی" ——— رچرڈ نے پیدل ہی آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے وہ بات نہ ہو۔ جو تم سمجھ رہے ہو۔ میرا مطلب ہے ضرورت سے زیادہ احتیاط بھی آدمی کو خواہ مخواہ مشکوک کر دیتی ہے" ——— لوسیا نے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

"نہیں لوسیا۔ احتیاط اچھی چیز ہے" ——— رچرڈ نے کہا۔ اور پھر

ادھر ادھر دیکھتا ہوا وہ مڑ کر ایک چھوٹی سی کوٹھی کے گیٹ پر رک گیا۔ گیٹ پر کرائے کے لئے خالی ہے کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ رچرڈ نے جیب سے ایک چابی نکالی اور پھاٹک پر لگا ہوا تالا کھول کر نہ صرف پھاٹک کو دھکیل کر کھول دیا بلکہ اس نے کرائے کے لئے خالی ہے کا بورڈ بھی پھاٹک سے علیحدہ کیا۔ اور اسے ساتھ اندر لیتا گیا۔

کوٹھی چھوٹی ضرور تھی لیکن اس میں ضروریات زندگی کا ہر سامان موجود تھا۔ حتیٰ کہ گیراج میں نیلے رنگ کی نئے ماڈل کی کار بھی کھڑی تھی۔

"یہاں اس پس ماندہ ملک میں کوٹھی کے ساتھ کار بھی کرائے میں شامل ہوتی ہے" ——— لوسیا نے حیرت بھرے لہجے میں گیراج میں کھڑی کار کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہ بات نہیں۔ میں نے اپنی تنظیم کے نمائندے سے مل کر یہ سارا بندوبست کیا ہے" ——— رچرڈ نے اصل عمارت کے برآمدے کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ——— کیا ہماری تنظیم کا یہاں بھی کوئی نمائندہ ہے" لوسیا نے اس بری طرح چونک کر پوچھا جیسے اُسے رچرڈ کی بات کا یقین نہ آیا ہو۔

"کیوں ——— اس میں اتنا حیران ہونے کی کیا بات ہے" ——— رچرڈ نے ایک کمرے کے دروازے کو دھکیلتے ہوئے پوچھا۔

"تم تو کہہ رہے تھے کہ یہ پس ماندہ ملک ہے۔ اور اگر نمائندہ موجود تھا تو پھر چیف باس نے ہمیں کیوں بھیجا ہے۔ وہ نمائندہ ہی سارا کام نمٹا لیتا" ——— لوسیا نے پوچھا۔

" اب اتنا بھی پس ماندہ ملک نہیں ہے جتنا تم سمجھ رہی ہو۔ دوسری بات یہ کہ جس مشن پر ہم آئے ہیں وہ انتہائی نازک اور اہم مشن ہے ۔ یہ عام نمائندے کے بس کا روگ نہیں ہے ـــــ اور آخری بات یہ کہ یہاں موجود نمائندہ صرف بکنگ کرتا ہے۔ اور وہ بھی بڑے محدود پیمانے پر ۔ وہ اس قسم کے کاموں میں ملوث نہیں ہوتا " ـــــ رچرڈ نے اپنا بیگ ایک میز پر رکھتے ہوئے کہا ۔ اور لوسیا نے بھی ہاتھ میں پکڑا ہوا بیگ میز پر رکھ دیا ۔

" آؤ پہلے راجہ سے مل آئیں تاکہ ان معلومات کی روشنی میں مشن کے آئندہ اقدامات کے متعلق پوری منصوبہ بندی کی جا سکے " ـــــ رچرڈ نے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔ لوسیا بھی سر ہلاتی ہوئی اس کی پیروی کرنے لگی ۔

عمران نے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے جیسے ہی فلیٹ کے دروازے پہنچا اُسے فلیٹ سے آنے والے قہقہوں کی آوازوں سے ہی معلوم ہو گیا کہ فلیٹ میں پوری سیکرٹ سروس دھری ہوئی ہے ـــــ وہ مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا ۔ دروازہ کھلا ہوا تھا ۔

" واہ ۔ اسے کہتے ہیں قسمت۔ ڈھونڈورہ شہر میں اور دولہن بغل میں ۔ وہ سوری فلیٹ میں " ـــــ عمران نے ڈرائنگ روم کی طرف بڑھتے ہوئے اونچی آواز میں کہا ۔ اور اس کی آواز سن کر ڈرائنگ روم سے ابھرنے الی باتوں اور قہقہوں کی آوازیں یک لخت رک سی گئیں

" ارے ارے ۔ خوشی کے موقع پر یہ خاموشی کیسی ۔ یہ تو اچھی فال نہیں ہے " ـــــ عمران نے ڈرائنگ روم میں قدم رکھتے ہوئے کہا۔ وہاں واقعی پوری سیکرٹ سروس موجود تھی۔ تنویر اور جولیا سمیت ۔

" تم آگئے۔ پتہ ہے ایک گھنٹہ ہو گیا ہے ہمیں بیٹھے ہوئے اور تمہارے

اس باورچی نے پانی تک نہیں پوچھا“ ـــــ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

” بھئی چھری تیز کر رہا ہو گا۔ اس لئے اس نے سوچا ہو گا کہیں چھری تیز ہونے تک پانی ہی نہ ہضم ہو جائے “ ـــــ عمران نے بڑے اطمینان سے ایک صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

” چھری تیز کر رہا ہو گا۔ کیوں “ ـــــ جولیا نے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔ جب کہ باقی ممبرز کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ رینگ گئی۔ وہ عمران کی بات کا مطلب سمجھ گئے تھے۔ جب کہ جولیا اس لئے نہ سمجھی تھی کہ اُسے شاید یہاں کے رواج کا علم ہی نہ تھا۔

” کہتے ہیں چھری تیز ہونی چاہیئے تاکہ ذبح ہونے والے کو تکلیف نہ ہو“ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

” ذبح ہونے کے لئے ـــــ کیا مطلب ـــــ کس نے ذبح ہونا ہے “ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اب اس کی آنکھوں میں غصے کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ وہ شاید کچھ کچھ عمران کی بات کا مفہوم سمجھ گئی تھی۔

” ارے۔ یہاں معاشرے میں تو بے چارہ دولہا ہی ذبح ہوتا ہے۔ پانی تو پیتی ہے دولہن اور چھری تیز ہوتی ہے دولہا کے لئے “ ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور ڈرائنگ روم بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔ جولیا بھی بُرا منانے کی بجائے ہنس پڑی تھی۔

” تم اتنے ہی تنگ ہو تو پھر شادی کر لو “ ـــــ تنویر سے نہ رہا گیا تو بول پڑا۔

” لیکن شادی کا تنگی سے کیا تعلق مسٹر تنویر “ ـــــ عمران سے پہلے ہی صفدر بول پڑا۔

” یہ قافیہ تنگ ہونے کی بات کر رہا ہے۔ قافیہ کی تنگی کو شادی ہی دور کر سکتی ہے۔ سارے قافیے الہام کی طرح کھوپڑی پر نازل ہونا شروع ہو جاتے ہیں “ ـــــ عمران نے مسکرا کر کہا۔ اور تنویر تو بے اختیار کٹ کر رہ گیا جبکہ باقی سب افراد ہنس پڑے۔

اُسی لمحے سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔ ٹرالی پر چائے کا سامان موجود تھا۔

” وہ چھری کہاں ہے۔ یاد رکھنا کند نہ ہو۔ ورنہ بے چارہ تنویر “ عمران نے چونک کر سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

” چھری کا یہاں کیا کام صاحب۔ چھرے کی بات کریں۔ وہ میں نے دھار لگوانے کے لئے بھیجا ہوا ہے “ ـــــ سلیمان نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ تنویر کوئی جواب دیتا وہ واپس مڑ گیا۔

” انتہائی بدتمیز آدمی ہے۔ میرے پاس ملازم ہوتا تو جوتیاں مار مار کر سیدھا کر دیتا “ ـــــ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

” دو چار دن مسور کی دال کھانی پڑتی تو مارنا تو ایک طرف جوتی اٹھانا ہی بھول جاتے “ ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور تنویر حیرت سے اُسے دیکھنے لگا کہ آج اُسے سلیمان کے متعلق بات سن کر غصہ کیوں نہیں آیا تھا۔

” عمران صاحب۔ آپ کو معلوم ہے ہم یہاں کس لئے آئے ہیں “ صفدر نے اچانک بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔

” ظاہر ہے چھوہارے لے کر ہی آئے ہوں گے خالی ہاتھ آنے سے

رہے ہے" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"تمہیں تو ہر وقت ایک ہی رٹ لگی رہتی ہے۔ میں آج جا کر تمہاری ممی سے بات کرتی ہوں" ـــــ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ ویسے اس کا انداز بتا رہا تھا کہ غصہ کھانے کی بجائے عمران کی بات سے پوری طرح محظوظ ہو رہی ہو۔

"ارے خدا کے لئے ایسا نہ کرنا۔ ورنہ ہمیشہ کے لئے چھٹی ہو جائے گی۔ اماں بی کہیں گی غضب خدا کا کیا زمانہ آ گیا ہے۔ دیدے ہی پھوٹ گئے ہیں۔ خود ہی منہ اٹھائے چلی آ رہی ہیں کہ اپنے بیٹے سے جلد ہی شادی کر دو" ـــــ عمران نے کہا۔ اور اس بار واقعی کمرے کی چھت قہقہوں کی شدت سے اڑنے کے قریب ہو گئی۔ اور جولیا کٹ کر رہ گئی۔

"تمہیں تو بس بکواس کرنی ہی آتی ہے" ـــــ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم ایسا کرو تنویر کو بھیج دینا۔ آخر بھائی کب کام آتے ہیں" عمران نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"دیکھو عمران۔ میں آخری بار کہہ رہا ہوں کہ میرے متعلق بکواس کی تو مجھ سے برا کوئی نہ ہو گا" ـــــ تنویر نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چلو مان لیا یار کہ تم سے برا کوئی نہیں۔ چلو اب تو خوش ہو" عمران نے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے کہا اور تنویر ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔

"عمران صاحب۔ ہم بے کار بیٹھے بیٹھے بور ہو چکے ہیں۔ آج ہم نے میٹنگ کی کہ آپ کو ساتھ لے کر یہاں سے دور کہیں پکنک منانے چلیں۔

کیا خیال ہے" ـــــ صفدر نے بات بگڑتے دیکھ کر فوراً ہی کہا۔

"بڑا ٹھیک خیال ہے۔ ضرور جاؤ۔ کم از کم ہمارا ہنی مون تو ڈسٹرب نہ ہو گا" ـــــ عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہنی مون ـــــ کیا مطلب" ـــــ جولیا نے یک لخت چونکتے ہوئے پوچھا۔

"اچھا تو اب ہنی مون کا معنی بھی سمجھانا پڑے گا" ـــــ عمران نے آنکھیں مٹکاتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ سیدھی طرح بتاؤ کس کے ساتھ جا رہے ہو ہنی مون منانے" ـــــ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مس جولیانا۔ جب آپ اچھی طرح جانتی ہیں کہ عمران صاحب یہ سب کچھ صرف آپ کو چھیڑنے کے لئے کہتے ہیں تو پھر آپ کیوں اسے ایسا موقع دیتی ہیں" ـــــ خاور نے کہا۔

"ارے توبہ۔ لَاحَوْلَ وَ لَاقُوَّۃَ۔ میں اور انہیں چھیڑوں گا۔ اور وہ بھی تنویر کے سامنے یہ بھلا کیسے ممکن ہے۔ کہ بھائی کے سامنے..." ـــــ عمران نے فوراً ہی خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"صفدر ـــــ میں جا رہا ہوں" ـــــ تنویر نے یک لخت ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"میں بھی جا رہی ہوں" ـــــ جولیا بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور تنویر کے غصیلے چہرے پر جولیا کو اس طرح اپنی حمایت میں اٹھتے دیکھ کر یک لخت مسرت کا چشمہ سا پھوٹ پڑا۔

"میں نے کہا تو ہے۔ تنویر کو اکیلے جانے دو اماں بی کے پاس۔ کیوں

ساتھ جا کر سارا سکوپ ہی ختم کرنے پر تلی ہوئی ہو" ـــــ عمران نے کہا۔

" یوشٹ اپ نانسنس۔ اب اگر بکواس کی تو جوتیوں سے کھوپڑی توڑ دوں گی" ـــــ جولیا نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اُسے واقعی غصہ آ گیا تھا۔

" مس جولیا پلیز" ـــــ صفدر نے جولیا کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تنویر سے مخاطب ہو گیا۔

" تنویر یار۔ کیوں خواہ مخواہ اپنا جی جلاتے ہو۔ عمران کی باتوں سے لطف لیا کرو" ـــــ صفدر نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یہ بکواس کرنے سے باز ہی نہیں آتا۔ اسے کہہ دو کہ اب آئندہ میرے متعلق بکواس نہ کیا کرے" ـــــ تنویر نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا

" بس آج کا دن ہے بھائی تنویر۔ اس کے بعد تو تم ترسو گے کہ عمران کی زبان بھی چلے" ـــــ عمران نے یک لخت رنجیدہ سے لہجے میں کہا۔

" آج کا دن ـــ کیا مطلب" ـــــ جولیا نے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔ عمران کا رنجیدہ چہرہ دیکھ کر اس کا دل یک لخت تڑپ اٹھا تھا۔

" ہاں مس جولیا ـــــ تم لوگوں نے اچھا کیا کہ آج یہاں سب اکٹھے آ گئے۔ چلو آخری بار سب سے ملاقات ہو گئی۔ ورنہ کون جانتا ہے کل کیا ہو گا" ـــــ عمران کا لہجہ پہلے سے بھی رنجیدہ ہو گیا۔

" آخر ہوا کیا۔ کچھ ہمیں بھی تو پتہ چلے" ـــــ جولیا نے بُری طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ باقی ممبرز بھی عمران کی سنجیدگی دیکھ کر چونک پڑے

" بس۔ کیا بتاؤں۔ میں اس آخری ملاقات کو رنجیدہ نہیں کرنا چاہتا۔ ویسے آج تم جو چاہو مجھ سے کھا پی لو۔ کہو تو کسی ہوٹل میں دعوت کھلا دوں۔

ورنہ کل......" ـــــ عمران کی آواز واقعی رو دینے والی ہو گئی۔ آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں۔

" عمران صاحب۔ آپ اداکاری واقعی بہت اچھی کر لیتے ہیں۔ لیکن پلیز کچھ ہمارے موڈ کا بھی خیال کیا کریں۔ اچھے بھلے ہنستے کھیلتے آئے تھے کہ آپ نے خواہ مخواہ محفل کا رنگ ہی بدل دیا" ـــــ صفدر نے کہا۔

" تو میں نے کب آپ کو ہنسنے کھیلنے سے منع کیا ہے۔ میں تو اپنی بات کر رہا ہوں۔ رونا تو مجھے اپنے آپ پر آ رہا ہے۔ کل اس فلیٹ پہ تالا پڑا ہوا ہو گا۔ اور میں...... میں نجانے کہاں ہوں گا" ـــــ عمران بدستور اُسی موڈ میں تھا۔

" اب بتاؤ بھی سہی کیا قیامت ٹوٹ رہی ہے تم پر" ـــــ جولیا نے تقریباً چیختے ہوئے کہا۔

" یہ سب سلیمان کی حماقت سے ہوا ہے۔ تنویر ٹھیک کہتا ہے۔ واقعی ملازم سے اتنا بے تکلف نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن اب جو ہونا تھا ہو گیا۔ اب کیا کیا جا سکتا ہے" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ اس لئے سلیمان کے متعلق بات سن کر تمہیں غصہ نہ آیا تھا۔ لیکن ہوا کیا مجھے بتاؤ۔ پھر دیکھو میں اس سلیمان کا کیا حشر کرتا ہوں" تنویر نے بڑے پُرخلوص لہجے میں کہا۔ وہ چاہے عمران کی باتوں سے کتنا ہی چڑتا ہو۔ لیکن عمران کی معمولی سی تکلیف پر وہ بے اختیار تڑپ اٹھتا تھا۔

" کیا کیا ہے سلیمان نے۔ کچھ پتہ بھی چلے" ـــــ صفدر جیسا آدمی بھی اب بُری طرح جھلا گیا تھا۔

"چھوڑو یار۔ تم لوگوں کو خواہ مخواہ تکلیف ہوگی۔ کوئی اور بات کرو۔ ہاں تو تم پکنک کی بات کر رہے تھے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ آج میری طرف سے کسی ہوٹل میں دعوت کھالو۔ بعد میں پکنک مناتے رہنا۔ کم از کم آج کی رات تو آپ لوگوں کے ساتھ اچھی کٹ جائے گی"۔۔۔۔۔ عمران نے منہ بسورتے ہوئے جواب دیا۔

"سلیمان ۔۔۔۔۔ مسٹر سلیمان"۔۔۔۔۔ اچانک صفدر نے تیز آواز میں کہا۔

"کیا بات ہے جناب۔ آپ اتنے زور سے کیوں آوازیں دے رہے ہیں"۔۔۔۔۔ سلیمان نے فوراً دروازے پر نمودار ہوتے ہوئے کہا۔ وہ شاید ٹرالی واپس لانے کے لئے آ ہی رہا تھا۔ ورنہ باورچی خانے سے آواز سن کر اتنی جلدی نہ پہنچ جاتا۔

"یہ تم نے کیا حماقت کی ہے۔ عمران صاحب کہہ رہے ہیں کہ سلیمان کی حماقت کی وجہ سے وہ کل ہم سے نہ مل سکے گا۔ کیا بات ہوئی ہے"۔ صفدر نے تیز لہجے میں سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا کروں جناب۔ بعض اوقات واقعی آدمی سے حماقت ہو جاتی ہے۔ لیکن کم از کم میں نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا۔ اب آگے قسمت کی بات ہے"۔۔۔۔۔ سلیمان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور خالی برتن دوبارہ ٹرالی میں رکھنے شروع کر دیئے۔

"کچھ بتاؤ بھی سہی۔ ہوا کیا"۔۔۔۔۔ صفدر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"کیا بتاؤں صاحب۔ بس حماقت ہو گئی"۔۔۔۔۔ سلیمان نے کہا۔ اور بڑے اطمینان سے ٹرالی دھکیلتا ہوا واپس چلا گیا۔ عمران کے لبوں

پر مسکراہٹ رینگ رہی تھی وہ سلیمان کی حاضر دماغی پر دل ہی دل میں داد و تحسین کے ڈونگرے برسا رہا تھا۔

"تم دونوں ہی الٹی کھوپڑی کے انسان ہو۔ چلو جو لیا چلیں۔ خواہ مخواہ اچھا خاصا موڈ برباد کر دیا"۔۔۔۔۔ صفدر نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"صفدر ۔۔۔۔۔ تم تو تنویر کو سمجھا رہے تھے اب خود اس چکر میں آگئے ہو۔ تم تو ہم سب سے زیادہ عمران کے مزاج شناس ہو"۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل جو اب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا بول پڑا۔ اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"یار۔ واقعی عمران صاحب بعض اوقات ایسی باتیں کرتے ہیں کہ آدمی کا دماغ گھوم جاتا ہے۔ عمران صاحب پلیز اب آپ اداکاری چھوڑیں اور سیدھی طرح بتائیں کہ کیا چکر ہے"۔۔۔۔۔ صفدر نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"چکر کیا ہونا ہے۔ بس قسمت کا ہی چکر کہو صفدر۔ میری تو خود سمجھ میں نہیں آرہا کہ آخر یہ ہو کیسے گیا۔ لیکن اب حقیقت تو بہرحال حقیقت ہی ہوتی ہے۔ چاہے کتنی تلخ ہی کیوں نہ ہو"۔۔۔۔۔ عمران بدستور اسی موڈ میں تھا۔

"عمران صاحب پلیز۔ بس اب کافی ہوگئی ہے ہم سب کے ساتھ۔ آپ بتائیں یا نہ بتائیں آپ کی مرضی۔ پکنک کا پروگرام بنائیں اور ساتھ ہی چیف باس سے اجازت بھی لے دیں"۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اچھا کہاں جانا چاہتے ہو"۔۔۔۔۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ لیکن چہرہ اسی طرح لٹکا ہوا تھا۔

"جہاں آپ تجویز کریں"۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں میں تو آپ کے درمیان ہوں گا نہیں۔ آپ نے خود ہی پکنک منانی ہے۔ اس لئے جگہ آپ خود پسند کر لیں۔ ایکسٹو سے بات میں کر لیتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ میری آخری خواہش ضرور پوری کر دے گا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"توبہ۔ آدمی یہاں آ کر مصیبت میں آ جاتا ہے۔ تم بتاؤ تو سہی۔ منہ سے تو پھوٹو۔ آخر کیا ہو گا کل تمہارے ساتھ" ۔۔۔ جولیا نے بری طرح زچ ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا بتاؤں۔ بس سمجھ لو پلاؤ کھانے والی بات ہو گی۔ پلاؤ کھائیں گے احباب والا شعر تو سنا ہی ہو گا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"پلاؤ کھائیں گے احباب ۔۔۔ کیا مطلب۔ کیا تم کل مر جاؤ گے"۔ جولیا نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اب خوف کے اثرات ابھر آئے تھے۔

"قسمت کے لکھے کو کون ٹال سکتا ہے۔ کاش سلیمان سے حماقت نہ ہوتی" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کو بڑے ڈھیلے ہاتھوں سے اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو" ۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز رسیور میں گونجی۔

"جی میں خاکسار، مرنے کے لئے تیار۔ عمران بول رہا ہوں" عمران کے لہجے میں بڑی بے چارگی تھی اور جولیا کے ہونٹ بے اختیار بھنچ گئے۔ عمران کے چہرے کے تاثرات اور لہجے کو دیکھ کر اس کی

آنکھیں خود بخود بھر آئی تھیں۔ لیکن وہ اپنے آپ پر کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"کیا بکواس ہے۔ تم سیدھی طرح بات نہیں کر سکتے" ۔۔۔ ایکسٹو نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"ج ۔۔۔ ج ۔۔۔ جی ۔۔۔ کر سکتا ہوں۔ لیکن جناب کم از کم آج تو آپ مجھ سے ہنس کر بول لیجئے۔ اس کے بعد کیا ہو گا۔ یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے" ۔۔۔ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"دیکھو عمران۔ میں ایسی باتوں کا عادی نہیں ہوں۔ تم سیدھی طرح بتاؤ کہ کیوں فون کیا ہے" ۔۔۔ ایکسٹو نے بدستور غصیلے لہجے میں کہا۔

"جناب جب مجبوری ہو تو عادی ہونا ہی پڑتا ہے۔ کیا کیا جائے کوئی راہ فرار بھی تو نہیں ہے۔ بہرحال مجھے یقین ہے کہ آپ میری آخری خواہش ضرور پوری کریں گے اور سیکرٹ سروس کو ان کی پسندیدہ جگہ پر پکنک منانے کی اجازت دے دیں گے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"آخری خواہش ۔۔۔ تو کیا تم مر رہے ہو" ۔۔۔ ایکسٹو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ج ۔۔۔ جناب۔ اتنے سخت لہجے میں تو نہ بات کیجئے۔ آخر میں نے بھی سیکرٹ سروس کے لئے کچھ دن کام کیا ہے" ۔۔۔ عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے ابھی دھاڑیں مار مار کر رونا شروع کر دے گا۔

"دیکھو عمران موت اٹل ہے۔ اگر تمہاری موت واقعی آ گئی ہے تو ٹھیک ہے۔ بے شک مر جاؤ۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اور جہاں تک پکنک کا تعلق ہے۔ میری طرف سے اجازت ہے۔ آج کل کوئی کیس

نہیں ہے ۔ اس لئے ممبران چاہیں تو پکنک منا سکتے ہیں" ـــــ ایکسٹو نے بڑے کٹھور لہجے میں جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

" لو بھئی تمہارا تو کام ہو گیا ۔ اب تو خوش ہو ۔ کم از کم یاد تو کرو گے " عمران نے رسیور رکھتے ہوئے کہا ۔

" کاش یہ ایکسٹو مجھے مل جائے تو میں اس کی گردن دبا دوں ۔ کتنے اطمینان سے کہہ دیا کہ مر جاؤ ۔ جیسے اس نے کبھی نہیں مرنا " ـــــ جولیا بُری طرح پھٹ پڑی ۔

" موت یاد ہوتی تو دو فقرے ہمدردی کے ہی بول لیتا " ـــــ عمران نے ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے کہا ۔

" تو آپ خودکشی کر رہے ہیں " ـــــ صفدر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا ۔

" ہاں ـــ تم اسے خودکشی بھی کہہ سکتے ہو ۔ کاش سلیمان سے حماقت نہ ہوتی " ـــــ عمران نے صوفے کی پشت سے سر ٹکاتے ہوئے کہا ۔

" آخر ہوا کیا سلیمان سے ـــ کچھ بتاؤ بھی سہی ۔ اور سن لو ۔ اب اگر تم نے نہ بتایا تو پھر تمہاری موت ابھی اسی لمحے آ جائے گی ۔ سمجھے " جولیا نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا ۔

" لو بھئی صفدر ۔ دیکھ لیا ۔ ابھی ایکسٹو کو کٹھور کہہ رہی تھیں محترمہ اب خود ۔ ٹھیک ہے ٹھیک ہے یہ دنیا ہوتی ہی ایسی ہے بے وفا " عمران نے کہا ۔ اور اس بار صفدر بے اختیار ہنس پڑا ۔

" بہت خوب عمران صاحب بہت خوب ۔ واقعی اداکاری میں آپ کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا ۔ گھنٹہ ہو گیا ہے ۔ ہمیں رلاتے ہوئے لیکن بات

نہیں بتائی ۔ کوئی بات ہو گی بھی تو آپ بتائیں بھی سہی " ـــــ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا ۔

" ہنس لو یار ہنس لو ۔ آخر یہ وقت تم پر بھی تو آنا ہے " ـــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا ۔

" تم بتلاتے ہو یا نہیں " ـــــ یک لخت جولیا نے پیر سے جوتی اتارتے ہوئے کہا ۔

" ارے ارے ـــ ابھی سے ـــ ابھی تو وقت آیا ہی نہیں " عمران نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا ۔

اور جولیا ایک لمحے کے لئے تو بت بنی کھڑی کی کھڑی رہ گئی ۔ اس کا جوتی پکڑے ہوئے بازو فضا میں اٹھا رہ گیا ۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے بجلی کا کھلونا حرکت میں ہو اور اچانک بجلی چلی جائے ـــ اور دوسرے لمحے وہ یک لخت چیختی ہوئی عمران کی طرف بڑھی ۔

" تم ـــ تم ـــ تم نے ہمارا خون خشک کر ڈالا اور میں تمہاری بوٹیاں نوچ لوں گی " ـــ جولیا بھوکے عقاب کی طرح عمران پر جھپٹی ۔ لیکن عمران بجلی کی سی تیزی سے الٹی قلابازی کھا کر صوفے کی پشت پر جا کھڑا ہوا ۔ ادھر جولیا اپنے ہی زور میں منہ کے بل عین اس جگہ ـــ گری جہاں ایک لمحہ پہلے عمران موجود تھا ۔

" کمال ہے ـــ ابھی تو شادی ہوئی نہیں ۔ اور ابھی سے مجھ پر جوتیاں اٹھنے لگی ہیں بعد میں کیا ہو گا ۔ نہ بھئی ۔ میں باز آیا ایسی شادی سے " ـــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

" تو یہ آخری وقت شادی کا اشارہ تھا " ـــ صفدر نے بھی غصیلے لہجے

میں کہا۔ جب کہ جولیا اچھل کر اٹھی اور اس نے پوری قوت سے ہاتھ میں
پکڑی ہوئی جوتی عمران پر کھینچ ماری۔ لیکن ظاہر ہے گولی تو عمران کو آج تک
چھو نہ سکی تھی پھر جوتی کی کیا جرأت تھی کہ وہ عمران کو لگ جاتی۔
" ارے ارے ـــــ سنو تو۔ یہ ساری شرارت سلیمان کی تھی اس
نے جا کر اماں بی کے کان بھر دیئے کہ میں رات کو سو نہیں سکتا۔ ساری رات
کروٹیں بدلتا ہوں اور ہائے ہائے کرتا رہتا ہوں۔ سارا دن سڑک پر سے
گزرنے والی عورتوں کو گھورتا رہتا ہوں ـــــ بس اماں بی کو غصہ آ گیا اور
تم جانتی ہو کہ اماں بی کا غصہ۔ انہوں نے فوراً ہی فیصلہ دے دیا کہ گھر میں
آنے والی جمعدارنی چھیمو کے ساتھ کل میری شادی ہو گی۔ ڈیڈی اور ثریا
نے بڑا اودھم مچایا لیکن اماں بی کا فیصلہ اٹل تھا۔ اور بس" ـــــ عمران
نے جلدی جلدی پوری کہانی سنا ڈالی۔
" جمعدارنی چھیمو سے ـــــ لیکن عمران صاحب وہ تو بوڑھی عورت ہے
میں جانتا ہوں۔ اس کی بیٹی کی بات ہو رہی ہو گی" ـــــ صفدر نے ہنستے
ہوئے کہا۔
" ارے یہی تو موت ہے۔ اس کی شادی بھی آج تک نہیں ہوئی بیٹی
کہاں سے آ جائے گی۔ بس اماں بی نے سزا دینی تھی دے دی چھیمو اماں بی
سے بھی عمر میں کچھ بڑی ہی ہو گی" ـــــ عمران نے رو دینے والے لہجے میں
کہا۔ اور اس بار باقی ممبرز تو ایک طرف جولیا بھی بے اختیار ہنس پڑی۔
وہ شاید تصور میں بوڑھی چھیمو اور عمران کی شادی سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔
" اور پتہ ہے چھیمو نے کیا الٹی میٹم دیا ہے۔ اس نے اماں بی سے کہا
ہے کہ اگر اس کی عمران سے شادی کی گئی تو وہ جھاڑو کا ڈنڈا مار کر اسے بھی

مار ڈالے گی اور خود بھی مر جائے گی۔ چنانچہ برادران و سس جولیا آج ہماری
آخری ملاقات ہے۔ کل ہماری داستان بھی نہ ہو گی داستانوں میں"
عمران نے ایک بار پھر رو دینے والے لہجے میں کہا۔
" تمہاری اماں بی کا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا ـــــ جولیا نے بُرا سا
منہ بناتے ہوئے کہا۔
" ہائیں ـــــ یہ کیا کہہ رہی ہو۔ خبردار آئندہ اگر اماں بی کی شان میں گستاخی
کی تو زبان حلق سے کھینچ لوں گا۔ سمجھیں" ـــــ عمران نے یک لخت غراتے
ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ ایک لمحے میں بدل گیا تھا اور آنکھوں سے شرارے
سے نکلنے لگے۔ جولیا کو بے اختیار جھرجھری سی آ گئی۔
" مم ـــ مم ـــ میرا مطلب تھا...... " ـــــ جولیا نے وضاحت
کرنے کی کوشش کی۔
" اماں بی کے معاملے میں کوئی مطلب نہیں چلے گا۔ یہ سن لو۔ یہ پہلا موقع
ہے کہ اماں بی کی شان میں گستاخی کر کے تم زندہ سلامت کھڑی ہو۔ وہ میری
چھیمو کی دادی سے بھی شادی کر دیں تب بھی مجھے کوئی اعتراض نہیں"
عمران کے لہجے میں اس قدر سختی تھی کہ جولیا بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹ
گئی۔
" آئی۔ ایم۔ سوری۔ عمران...... " ـــــ جولیا نے تقریباً رو دینے
والے لہجے میں کہا۔
" آئندہ خیال رکھنا میڈم جولیا۔ میں اور سب کچھ برداشت کر سکتا ہوں
لیکن اماں بی کے معاملے میں ایک لفظ بھی برداشت نہیں کر سکتا"
عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور صوفے پر آ کر بیٹھ گیا۔

"جولیا کا یہ مطلب نہ تھا جو آپ نے سمجھ لیا ہے۔ جولیا تو اس عجیب و غریب بات پہ حیرت کا اظہار کر رہی تھی۔ بہرحال اس نے معافی مانگ لی ہے مس ——" صفدر نے جولیا کی حالت دیکھی تو اس کی حمایت میں بول پڑا۔

"اس میں حیرت کی کون سی بات ہے۔ مائیں ہوتی ہی ایسی ہیں۔ یہ کم بخت سلیمان کی حماقت اب مجھے بھگتنی پڑے گی" —— عمران نے یک لخت نارمل ہوتے ہوئے کہا۔

"ہم بات کریں اماں بی سے" —— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جانتے ہو ان کا مزاج۔ وہ تمہارے لئے بھی کوئی نہ کوئی چھیمو ڈھونڈھ نکالیں گی۔ البتہ یار صفدر ایک بات ہے۔ اگر چھیمو کی شادی سلیمان سے ہو جائے تو کیسی رہے —— یہاں فلیٹ میں صفائی بھی باقاعدگی سے ہوتی رہے گی۔ بڑا گندہ رہتا ہے۔ سلیمان تو صاف جواب دے دیتا ہے کہ وہ باورچی ہے جمعدار نہیں" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن اماں بی کیسے مانیں گی۔ وہ ضد کی پکی ہیں" —— صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"دیکھو صفدر —— اماں بی کے معاملے میں لفظ سوچ سمجھ کر منہ سے نکالا کرو۔ ضد توہین آمیز لفظ ہے۔ تم آن کی پکی بھی کہہ سکتے تھے" عمران کا لہجہ ایک بار پھر بدل گیا۔ اس میں وہی سختی تھی جو اس سے پہلے جولیا سے بات کرتے ہوئے اس کے لہجے میں پیدا ہو گئی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ آئی۔ ایم۔ سوری —— آن کی پکی ہی" —— صفدر نے شرمندہ سے ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ آن کی پکی ہیں تو میں بھی تو ان کا بیٹا ہوں۔ کان کا کچا" —— عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ واقعی گرگٹ سے بھی زیادہ تیزی سے رنگ بدلنے پر قادر تھا۔

"سلیمان —— سلیمان —— جلدی آؤ" —— عمران نے یک لخت چیختے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ سلیمان بوکھلاتے ہوئے انداز میں دروازے پر نمودار ہوا۔

"کیا بات ہے صاحب۔ خیریت ہے" —— سلیمان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"خیریت —— سارے خیریت تو اب عنقا ہو گئی۔ تمہاری قسمت ہے۔ چھیمو جمعدارنی کو جانتے ہو ڈیڈی کی کوٹھی میں کام کرتی ہے" —— عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اُسے کون نہیں جانتا صاحب —— کیا ہوا۔ کیا مر گئی ہے وہ" سلیمان نے آنکھیں نچاتے ہوئے کہا۔

"وہ نہیں مر گئی۔ تمہارا البتہ پتہ نہیں۔ ابھی اماں بی کا فون آیا ہے کہ سلیمان کو فوراً کوٹھی بھیجو تاکہ اس کا نکاح چھیمو سے کیا جائے" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا —— کیا کہہ رہے ہیں صاحب۔ میرا نکاح چھیمو سے" سلیمان اس بری طرح بدکا جیسے اس کے پیروں میں بم پھٹ پڑا ہو۔

"ہاں —— اور تم جانتے ہو کہ اماں بی فیصلہ نہیں بدلا کرتیں" —— عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"لیکن صاحب۔ مجھ سے کیا جرم سرزد ہوا ہے" —— سلیمان نے روتے ہوئے کہا۔

" جرم یہ ہے کہ تم ابھی تک کنوارے کیوں ہو۔ غضب خدا کا۔ اتنی عمر ہو گئی ہے اور تم نے ابھی تک باورچی خانہ ہی آباد نہیں کیا۔ جب تک باورچی خانے میں مترنم قہقہے نہ گونجیں کھانے میں مزہ پیدا ہی نہیں ہوتا"۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور اس بار سارے ممبرز بے اختیار ہنس پڑے۔

" اگر یہ بات ہے تو عمران صاحب اب میری شادی چھیمو سے نہیں ہو سکتی۔ کبھی نہیں ہو سکتی۔ میں ابھی جا کر اماں بی سے عرض کرتا ہوں کہ وہ کیوں اپنے بیٹے کی جان کی دشمن بن رہی ہیں ۔۔۔۔ چھیمو بے چاری قہقہے ہی مارنے کے قابل نہیں ہے۔ مترنم تو ایک طرف رہے البتہ اس کی ٹی۔ بی زدہ کھانسی ضرور باورچی خانے میں میوزک بجاتی رہے گی۔ نتیجہ یہ کہ ٹی۔ بی کے جراثیم مونگ کی دال میں پھیل جائیں گے ۔۔۔ میرا کیا ہے میں تو پہلے سے ہی ہوٹل میں کھاتا ہوں پھر بھی کھا لیا کروں گا"۔۔۔۔ سلیمان نے نکتہ نکالتے ہوئے کہا۔ اور ممبرز کے قہقہے فضا میں بلند ہو گئے اور عمران بھی سلیمان کے اس ذہانت بھرے جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔ اور سلیمان بھی اپنی ذہانت کے مزے لیتا واپس چلا گیا۔

" تم یہ بتاؤ کہ آخر تم نے یہ سارا اداسی کا چکر چلایا کس مقصد سے تھا" سلیمان کے جاتے ہی جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" میں کسی کا ردعمل دیکھنا چاہتا تھا۔ کیوں صفدر۔ ماہر نفسیات یہی کہتے ہیں نا کہ کسی کا اصل دیکھنا ہو تو اسے ذہنی جھٹکے دیئے جائیں" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" آپ نے ہمارے ساتھ بہت کچھ کر لیا ہے عمران صاحب۔ خواہ مخواہ اتنا سسپنس پھیلایا کہ ہماری تو آدھی جان ہی نکل گئی"۔۔۔۔ صفدر نے

ہنستے ہوئے کہا۔ اور عمران بھی ہنس پڑا۔ ویسے بات مذاق میں شروع ہوئی تھی۔ اور پھر عمران عادت کے مطابق اُسے خواہ مخواہ پھیلاتا چلا گیا لیکن سیکرٹ سروس کے ممبران کا ردعمل اُسے بے حد خوشگوار لگا تھا وہ لوگ اس کے ساتھ کس قدر مخلص تھے ۔۔۔۔ یہ بات اس نے واضح طور پر محسوس کر لی تھی۔ اور اس خود غرض دور میں مخلص دوستوں کا وجود واقعی عظیم نعمت تھی۔

" اوہ ۔۔۔ آدھی جان نکل گئی۔ کہیں پکنک منانے گئی ہو گی۔ چلو اسے ڈھونڈھ لائیں۔ یہ نہ ہو کہ وہ آدھی جان کسی مجرم کے جسم میں داخل ہو جائے اور پھر آدھا صفدر آدھا مجرم مسئلہ بن جائے"۔۔۔۔ عمران نے خوشگوار سے موڈ میں کہا۔

" تو پھر بنائیں پروگرام ۔۔۔ کوئی اچھوتا سا پروگرام بنائیں"۔۔۔ صفدر نے عمران کو آمادہ دیکھ کر خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے عمران بے اختیار ہنسنے لگا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اُسے اچانک کوئی بات یاد آ گئی ہو۔ کوئی پر لطف بات۔

" اب کیا ہوا"۔۔۔ صفدر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" تمہارے اچھوتے پروگرام کے الفاظ پر مجھے بے چارہ رچرڈ اور لوسیا یاد آ گئی ہے"۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

" رچرڈ اور لوسیا۔ یہ کون ذات شریف ہیں"۔۔۔ صفدر کے ساتھ ساتھ باقی سب بھی یہ اجنبی نام سن کر چونک پڑے۔

اور عمران نے مزے لے لے کر شروع سے آخر تک ساری کہانی سنا ڈالی۔ اور جولیا سمیت سب لوگوں کے قہقہوں سے ڈرائنگ روم بھی گونجتا رہا۔ تنویر بھی پورا لطف لے لے کر ہنس رہا تھا۔

"بے چارے پردیسیوں کا ایک لاکھ روپیہ ڈبو دیا تم نے"
جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اب اتنے بے چارے بھی نہ ہوں گے جولیا۔ وہ بھی تو لاکھوں روپے فلم کے نام پر بٹورنا چاہتے تھے۔ واہ مزہ آگیا۔ گدھے اور ریل گاڑی کی ریس" ——— کیپٹن شکیل نے بُری طرح ہنستے ہوئے کہا۔ حالانکہ کیپٹن شکیل فطرتاً کم گو اور سنجیدہ آدمی تھا۔ لیکن آج وہ بھی بے اختیار ہنس پڑا تھا۔

"ویسے ایک بات ہے عمران صاحب۔ اس کی اچانک ریوالور نکالنے والی بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ عام آدمیوں کا ردعمل اس طرح نہیں ہوتا" صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"وہی پولیس والا ذہن کہ ہر آدمی مشکوک ہے۔ کیوں کہ جس کا ایک لاکھ ڈوب رہا ہو۔ وہ ریوالور نہ نکالے گا تو کیا عمران کے گلے میں پھولوں کا ہار پہنائے گا" ——— جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا اور صفدر بھی ہنس پڑا۔

"ویسے اب عمران صاحب کو میک اپ میں رہنا پڑے گا وہ رچرڈ یقیناً توپ لئے انہیں ڈھونڈتا پھر رہا ہو گا" ——— تنویر نے کہا۔

"اس کے پاس توپ ہے تو میرے پاس اس سے بھی بڑی توپ ہے۔ کیوں جولیا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بکواس نہیں چلے گی۔ چلو چھوڑو۔ وہ پکنک کا کیا ہوا" ——— جولیا نے بات ٹالتے ہوئے کہا۔

"بھئی کہہ دیا کہ جہاں جی چاہے پکنک منالو۔ سارا خرچہ میرے ذمہ" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پورا کمرہ عمران صاحب۔ زندہ باد کے

بے اختیار نعروں سے گونج اٹھا۔

اب پکنک سپاٹ پر بحث چھڑ گئی۔ ہر آدمی نئی سے نئی جگہ تجویز کر رہا تھا۔ لیکن عمران خلاف توقع خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ جب کوئی فیصلہ نہ ہو سکا تو صفدر نے فیصلہ عمران پر چھوڑ دیا۔

"مجھ سے نہ پوچھو تو اچھا ہے ورنہ تم پھر سب بدک جاؤ گے"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں بتاؤ۔ کوئی اچھوتا سا سپاٹ بتاؤ" ——— سب نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"مسوری کیسا رہے گا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ واقعی آج موڈ میں تھا۔

اور مسوری کا نام سنتے ہی سب بے اختیار خوشی سے اچھل پڑے۔ یہ نام تو ان کے ذہن میں ہی نہ آیا تھا۔ حالانکہ یہ خوب صورت پہاڑی علاقہ واقعی پکنک کے لئے بے مثال سپاٹ تھا۔ بس پھر کیا سب نے تائید کر دی ——— اور اس کے بعد پکنک میں ہونے والے پروگراموں پر بحث شروع ہو گئی۔

"اس بار پکنک پر کوئی نیا پروگرام ہونا چاہیئے۔ بالکل نیا۔ یہ تاش۔ لڈو۔ کیرم۔ شطرنج یہ سب پرانی چیزیں ہیں" ——— صفدر نے کہا۔

"تو پھر کرکٹ میچ کیوں نہ ہو جائے" ——— تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ کرکٹ کا بے حد شوقین تھا۔

"کرکٹ ——— واہ ——— یہ بھی دلچسپ رہے گا" ——— سب نے فوراً تائید کر دی۔ اور پھر پروگرام طے ہو گیا۔ عمران نے جوزف اور جوانا کو

بھی اس پارٹی میں شامل کرنے کا کہا۔ اور سب نے صرف اس لئے مان لیا کہ کہیں عمران بدک نہ جائے۔ جب کہ عمران کے ذہن میں ایک نیا پروگرام پرورش پا رہا تھا۔ انتہائی دلچسپ۔

پاکیشیا قومی کرکٹ ٹیم کا مایہ ناز اور بین الاقوامی شہرت کا باؤلر افشار بڑے خوشگوار موڈ میں کار چلاتا ہوا ٹریننگ کیمپ کی طرف بڑھا جا رہا تھا —— آج کل وہ اپنی باؤلنگ پر پوری پوری توجہ دے رہا تھا اور اُسے معلوم تھا کہ اس کی لائن۔ لینگتھ اور فنشنگ کی صلاحیت دن بدن نکھرتی جا رہی ہے۔ اس لئے وہ خوش تھا۔ اُسے یقین تھا کہ گریٹ لینڈ کے اس دورے میں وہ کئی نئے ریکارڈ قائم کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

کیمپ گراؤنڈ میں پہنچ کر اس نے اپنی نئی مزدا ایک طرف روکی اور پھر اتر کر گراؤنڈ کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں کچھ لڑکے ورزش میں مصروف تھے۔ افشار بھی ان میں شامل ہو گیا۔ وہ فزیکل فٹنس کا بے حد قائل تھا۔ اس لئے

وہ ورزش کے پروگرام میں خاص طور پر دلچسپی لیتا تھا۔ اور پھر یہ ورزش ایسی نہ تھی کہ جیسے جی چاہا اچھل کود لیا۔ بلکہ فزیکل ٹریننگ کا ایک بین الاقوامی ماہر باقاعدہ انہیں ورزش کراتا تھا۔ ایسی ورزش جس سے ان میں چستی اور پھرتی کا اضافہ ہو۔ بڑے سائنسی اور میڈیکل طریقے سے ورزش ہوتی تھی۔

ابھی وہ ورزش میں مصروف تھا کہ کیمپ کا ایک چپڑاسی گراؤنڈ میں داخل ہوا۔ وہ سیدھا اس کوچ کی طرف بڑھا جو لڑکوں کو ورزش کرانے میں مصروف تھا۔

"جناب —— افشار صاحب کی بیگم کا فون آیا ہے۔ وہ کوئی انتہائی ضروری بات کرنا چاہتی ہیں" —— چپڑاسی نے کوچ سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"جاؤ —— اُسے کہہ دو کہ ابھی بات نہیں ہو سکتی جب افشار فارغ ہو گا تب بات کرے گا" —— کوچ نے تلخ لہجے میں کہا۔

"سس —— سر —— میں نے یہ پہلے ہی کہا ہے۔ لیکن سر۔ وہ ایمرجنسی کی بات کر رہی ہیں" —— چپڑاسی نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دام —— ان عورتوں کو بھی عین کام کے وقت ایمرجنسی پڑ جاتی ہے"، کوچ نے انتہائی ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے اشارے سے افشار کو اپنے پاس بلایا۔ افشار حیرت زدہ ہو کر کوچ کے قریب آیا۔

"یس سر" —— افشار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جاؤ تمہاری بیگم کا فون ہے۔ اور سنو اُسے آئندہ کے لئے سمجھا دینا کہ وہ کام کے وقت ڈسٹرب نہ کیا کرے" —— کوچ نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر" —— افشار نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور پھر جوگنگ کے سے انداز میں عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ اُسے ویسے اپنی بیگم پر

بھی بے پناہ غصہ آرہا تھا کہ اس وقت فون کرنے کا آخر کیا مقصد تھا۔ ابھی تو وہ گھر سے آیا تھا۔

"یس ــــ افشار بول رہا ہوں" ــــ افشار نے میز پہ پڑا ہوا رسیور اٹھاتے ہوئے تلخ لہجے میں کہا۔

"افشار پلیز۔ جلدی گھر آؤ۔ یہ لوگ ......" ــــ دوسرے لمحے دوسری طرف سے اس کی بیگم کی خوف زدہ سی آواز ابھری۔ اور افشار بُری طرح چونک پڑا۔

"کک ــ کیا ہوا ــ کیا بات ہے" ــــ افشار اپنی بیگم کی خوفزدہ آواز سن کر بُری طرح چونک پڑا۔ اس کے ذہن میں قسم قسم کے اندیشوں کے کنکھجورے رینگنے لگے۔

"پلیز ــ جلدی گھر آیئے۔ جلدی" ــــ بیگم کی روتی اور انتہائی سہمی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ایسے ختم ہو گیا جیسے کسی نے زبردستی کریڈل پہ ہاتھ رکھ دیا ہو۔

افشار نے جلدی سے کریڈل پہ ہاتھ مارے۔ ہیلو ہیلو کہا لیکن دوسری طرف سے خاموشی تھی۔ اس نے بوکھلا کر جلدی جلدی گھر کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ــــ لیکن دوسری طرف سے اب گھنٹی بجنے کی بھی آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے فون ہی ڈیڈ ہو گیا ہو۔ افشار کریڈل پہ رسیور پھینک کر بجلی کی سی تیزی سے مڑا۔ اور پھر دوڑتا ہوا عمارت سے نکلا اور اپنی کار کی طرف دوڑتا چلا گیا ــــ راستے میں کئی افراد نے اسے اس بے تحاشا انداز میں دوڑتے ہوئے دیکھ کر پوچھنے کی کوشش کی لیکن افشار نے کسی کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور چند لمحوں بعد اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی اپنی نئی تعمیر شدہ کوٹھی کی طرف دوڑی چلی جارہی تھی۔

کوٹھی کا گیٹ خلاف توقع کھلا ہوا تھا۔ اس نے پورچ میں جاکر کار روکی اور پھر بجلی کی سی تیزی سے اتر کر وہ دوڑتا ہوا ٹی۔ وی لاؤنج کی طرف بھاگا۔ جہاں اس کی بیگم زیادہ تر وقت گزارتی تھی۔

لیکن ٹی۔ وی لاؤنج میں داخل ہوتے ہی وہ بُری طرح ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیونکہ کمرے میں ایک کرسی پہ اس کی بیوی دہشت زدہ چہرہ لئے بیٹھی تھی ــــ جب کہ اس کی پشت پہ ایک غیر ملکی مرد اور عورت بڑے مطمئن انداز میں کھڑے تھے۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں ریوالور تھے۔ ایک ریوالور کی نال اس کی بیگم کی کنپٹی سے جڑی ہوئی تھی۔

"کک ــ کک ــ کون ہو تم" ــــ افشار نے بُری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

"سنو مسٹر افشار ــ جذبات میں آکر کوئی غلط حرکت کرنے کی ضرورت نہیں۔ ورنہ تمہاری بیگم کی کھوپڑی ایک لمحے میں ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل ہو جائے گی۔ ہم تمہیں نقصان نہیں پہنچانا چاہتے۔ لیکن اگر مجبوری ہوئی تو ہم ایسا بھی کر گزریں گے ــــ اس لئے اطمینان سے آکر کرسی پہ بیٹھ جاؤ۔ اور ہماری بات ٹھنڈے دل سے سن لو" ــــ مرد نے بڑے سرد اور ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

اور افشار جیسے نیند کی حالت میں چلتا ہوا آگے بڑھا اور کرسی پہ ڈھیر ہو گیا۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم سے تمام پھرتی اور چستی نکل گئی ہو۔ وہ زندہ لاش بن گیا ہو۔ اس کے ذہن میں تیز آندھیاں چلنے

لگی تھیں۔ اُسے شاید اپنے کانوں اور اپنی آنکھوں پر اعتبار نہ آرہا تھا۔

"تت ـــ تت ـــ تم کون ہو۔ کیا ڈاکو ہو" ـــ آخر چند لمحوں بعد افشار کے منہ سے کھڑکھڑاتی ہوئی آواز نکلی۔

"دیکھئے افشار صاحب۔ نہ ہم ڈاکو ہیں اور نہ مجرم۔ اس لئے آپ اطمینان سے میری بات سن لیں۔ اس کے بعد ہم آپ کو کوئی نقصان پہنچائے بغیر واپس چلے جائیں گے ـــ لیکن اگر آپ نے کسی پاگل پن کا مظاہرہ کرنے کی کوشش کی تو آپ کی بیگم تو بہرحال ایک لمحے میں مردہ ہو جائے گی اور ہم جانتے ہیں کہ آپ کو اپنی بیگم سے کتنی محبت ہے۔ اور یہ کہ آپ کا پہلا بچہ بھی عنقریب ہونے والا ہے" ـــ مرد نے بڑے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"افشار ـــ افشار پلیز۔ جو یہ کہتے ہیں وہ مان لو۔ میرا دم گھٹ رہا ہے۔ میں مر جاؤں گی" ـــ یکلخت اس کی بیگم نے پھٹی پھٹی آواز میں کہا۔ وہ خوف کی زیادتی سے ابھی تک مجسمے کی طرح بیٹھی ہوئی تھی۔ اور اب پہلی بار بولی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے اپنی بیگم اور بچے کی زندگی سب سے زیادہ عزیز ہے اپنے سے بھی زیادہ اس لئے بولو تم کیا کہنا چاہتے ہو" ـــ افشار نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"صرف معمولی سی فرمائش ہے۔ تم گریٹ لینڈ کے دورے پر جانے سے انکار کر دو اور بس" ـــ مرد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کک ـــ کک ـــ کیا ـــ کیا ـــ کیا کہہ رہے ہو" ـــ افشار بُری طرح اچھل پڑا۔ اس کے شاید تصور میں بھی نہ تھا۔ کہ یہ لوگ ایسی بات بھی کر سکتے ہیں۔

"اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ زیادہ اچھل کود کا نتیجہ غلط بھی نکل سکتا ہے یہ میری آخری وارننگ ہے۔ سمجھے" ـــ مرد کا لہجہ یکلخت انتہائی سرد ہو گیا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے سے نکلنے لگے۔

"لل ـــ لیکن ـــ یہ کیسے ممکن ہے۔ کیسے ممکن ہے۔ یہ ناممکن ہے" افشار نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور دوبارہ کرسی پر ڈھیر ہو گیا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر اپنی بیگم اور ہونے والے بچے کو اپنے ہاتھوں قبر میں اتار کر تم جا سکتے ہو۔ بتاؤ کیا فیصلہ ہے تمہارا۔ اب تمہارے فیصلے پر ہی تمہاری بیگم کی زندگی کا دارومدار ہے ـــ اور یہ بھی سن لو کہ ہمارے ہاتھ بہت لمبے ہیں۔ تم فیصلہ جو چاہو کر لو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن اگر تم نے بعد میں اس فیصلے سے ہٹنے کی کوشش کی تو پھر تمہاری بیگم کی صرف جان ہی نہ جائے گی اس کی عزت اور عصمت بھی عین چوراہے پر پامال کی جا سکتی ہے" ـــ مرد کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"خاموش رہو۔ چپ رہو" ـــ افشار بُری طرح پھٹ پڑا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔

"میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے مسٹر افشار ـــ جو بھی فیصلہ کرنا ہے ابھی کر لیجئے۔ چند لمحوں میں" ـــ مرد نے تیز لہجے میں کہا۔

"لل ـــ لیکن میرے فیصلے سے کیا ہو گا۔ کون تسلیم کرے گا اسے۔ وہ پریس۔ اخباری نمائندے۔ وہ قومی ٹیم۔ وہ مجھے مجبور کر دیں گے" افشار نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ہم کچھ نہیں جانتے۔ فیصلہ کر دو اور بس۔ اس کے بعد تم اس فیصلے پر کیسے قائم رہتے ہو یہ ہمارا مسئلہ نہیں ہے" ـــ مرد نے تیز لہجے میں کہا

اس کی ساتھی عورت بالکل خاموش کھڑی تھی۔ اس نے اب تک ایک لفظ بھی نہ بولا تھا۔ البتہ اس کے ریوالور کی نال بیگم افشار کی کنپٹی سے چپاں تھی۔

"مم — مم — مجھے سوچنے کا موقع دو۔ میں اتنا بڑا فیصلہ ایسے اچانک نہیں کر سکتا۔ نہیں کر سکتا" — افشار نے بڑی بے بسی سے کہا۔

"ٹھیک ہے — مارگریٹ۔ گولی مار دو۔ افشار کو اپنی بیگم سے زیادہ کرکٹ سے محبت ہے تو ٹھیک ہے" — مرد نے سرد لہجے میں اپنی ساتھی عورت سے کہا۔ اور عورت نے ٹریگر پر جمی ہوئی انگلی کو حرکت دی تو افشار بری طرح چیخ پڑا۔

"ٹھہرو، ٹھہرو — خدا کے لئے رک جاؤ" — افشار کی آواز دہشت سے بری طرح پھٹ گئی تھی۔

"صرف ہاں یا نہ۔ تیسرا کوئی لفظ نہیں" — مرد نے سرد لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں انکار کر دوں گا۔ میں نہیں جاؤں گا" افشار نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور اس کی گردن اس طرح ڈھلک گئی جیسے وہ اپنی زندگی کی سب سے بڑی بازی ہار گیا ہو — اس کی بیگم کا سر تو پہلے ہی ڈھلکا ہوا تھا۔ وہ شاید اس قدر خوفناک سسپنس برداشت نہ کر سکی تھی اس لئے کرسی پر بیٹھے بیٹھے ہی بے ہوش ہو گئی تھی۔

"گڈ — تم نے واقعی عقلمندانہ فیصلہ کیا ہے۔ دورے تو اور بھی ہوتے رہیں گے۔ لیکن بیگم اور ہونے والے بچے کو دوبارہ زندگی نہ مل سکتی تھی" مرد نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لل — لیکن تم کون ہو اور کیوں ایسا چاہتے ہو" — افشار نے

ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"اس بات کو ذہن سے نکال دو کہ ہم کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔ یہ تمہارے بس سے باہر ہے کہ تم زندگی میں کبھی ہم تک پہنچ سکو۔ تم بس اتنا سوچو کہ جس لمحے تم نے اپنا فیصلہ بدلا پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہمارے — آکٹوپس کی طرح ہاتھ تمہاری بیگم کی گردن تک پہنچ جائیں گے — اور وہ ایسا لمحہ ہو گا جب تم فیصلہ بدلنے پر بھی قادر نہ رہو گے" — مرد نے تیز لہجے میں کہا۔

"لیکن ایسا بھی تو ہو سکتا تھا کہ تم میری بیگم کی بجائے مجھے قتل کرنے کی دھمکی دیتے" — افشار نے اچانک ایک خیال آتے ہی کہا۔

"تم ایک بین الاقوامی شہرت کے کھلاڑی ہو۔ تمہارا قتل پوری دنیا کو چونکا دیتا۔ اور ہم ایسا نہیں چاہتے۔ اور ویسے بھی ہمیں تمہاری زندگی یا موت سے کوئی مطلب نہیں — ہم صرف اتنا چاہتے ہیں کہ تم اس دورے پر جانے سے انکار کر دو۔ اور سنو۔ اب ہم جا رہے ہیں۔ لیکن یہ نہ سمجھنا کہ ہم تمہاری طرف سے غافل رہیں گے۔ ایک ایک ذرہ ہماری آنکھوں کا کام کرے گا۔ تمہارے ذہن میں اٹھنے والے خیالات بھی ہم تک پہنچ جائیں گے۔ اس لئے پوری طرح محتاط رہیں" — مرد نے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ افشار کچھ کہتا۔ مرد کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور ریوالور کا دستہ پوری قوت سے افشار کی کھوپڑی پر پڑا۔ اور افشار چیخ مار کر سائیڈ پر گرا۔ اسی لمحے اس کی کھوپڑی پر دوسری ضرب لگی اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر تاریکی کی چادر سی پھیلتی چلی گئی۔

اور پھر اس کے ذہن میں جیسے دور سے گھنٹیاں سی بجنے کی آوازیں سنائی

دیں۔ اور پھر دور سے آتی ہوئی یہ آواز لمحہ بہ لمحہ نزدیک آتی گئی۔ حتیٰ کہ اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ اس کے سر میں درد کی تیز لہر پیدا ہوئی۔ اور پھر اس کے پورے جسم میں پھیلتی چلی گئی —— اُسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کی کھوپڑی ہزاروں ٹکڑوں میں پھٹ کر فضا میں پھیلتی جا رہی ہو۔

اُسی لمحے اس کی نظریں سامنے کرسی پہ بیٹھی اپنی بیگم پہ پڑیں تو وہ چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ کیونکہ اس کی بیگم بدستور بے ہوش تھی۔ ادھر ایک طرف پڑے فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔

بیگم پہ نظریں پڑتے ہی افشار بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ مسلسل بجتی ہوئی گھنٹی کی آواز کو نظرانداز کر کے تیزی سے اپنی بیوی کی طرف بڑھ گیا۔

سیاہ رنگ کی کار آہستہ آہستہ چلتی ہوئی بارہ منزلہ شائنگ پلازا میں بنی ہوئی پارکنگ میں داخل ہوئی اور ایک مخصوص جگہ پہ رک گئی۔ کار کا دروازہ کھلا اور ایک گینڈے جیسی جسامت کا آدمی جس نے سیاہ رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا باہر نکلا —— اور اس نے دروازہ لاک کیا۔ اور پھر بڑے محتاط انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے وہ لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر سختی اور درشتی کے آثار نمایاں تھے۔ اور ایک جیب کا مخصوص ابھار بتا رہا تھا کہ اس میں بھاری دستے والا ریوالور موجود ہے۔

لفٹ بوائے نے اُسے دیکھتے ہی بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں سلام کیا۔ اس کی آنکھوں اور چہرے سے یک لخت دہشت کے آثار نمایاں ہوئے۔

"دسویں منزل پہ چلو"—— گینڈے جیسی جسامت کے آدمی نے بڑے درشت لہجے میں لفٹ بوائے سے کہا اور لفٹ بوائے نے سر ہلاتے ہوئے

جلدی سے دسویں منزل کا بٹن دبا دیا۔ اور لفٹ تیزی سے اوپر چڑھتی گئی۔
گینڈے کی جسامت والا شخص ٹانگیں پھیلائے اپنی جگہ پر جما کھڑا تھا جب کہ لفٹ بوائے ایک کونے میں اس طرح دبکا ہوا تھا جیسے بھیڑ کا بچہ اپنے سامنے بھیڑیئے کو دیکھ کر سہم جاتا ہے ——— دسویں منزل پر پہنچتے ہی لفٹ رکی اور دروازہ خود بخود کھل گیا۔ گینڈے جیسی جسامت والا لفٹ بوائے کی طرف دیکھے بغیر دروازہ کراس کر گیا۔

راہداری میں داخل ہوتے ہی وہ سیدھا ایک دروازے کی طرف بڑھا۔ جس کی سائیڈ پر پیتل کے بڑے بڑے حروف والی نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی جس پر الف اینڈ کمپنی بروکرز کے الفاظ جگمگا رہے تھے ——— دروازہ کھلا ہوا تھا اور اندر ایک بڑا ہال کمرہ تھا۔ جس میں تقریباً چار چھ بڑی میزیں لگی ہوئی تھیں۔ جن پر لوگ بیٹھے کام میں بری طرح مصروف تھے۔ ٹائپ رائٹر کی مسلسل کھٹ کھٹ سے ہال کمرہ گونج رہا تھا ——— اور کرسیوں پر بیٹھے لوگ اونچی اونچی آواز میں باتیں بھی کر رہے تھے۔ لیکن گینڈے کی جسامت والے شخص کے اندر داخل ہوتے ہی وہ سب یوں خاموش ہو گئے۔ جیسے چہکتی ہوئی چڑیاں زہریلے سانپ کی پھنکار سن کر سہم جاتی ہیں۔

ہال کی ایک سائیڈ میں اندھے شیشوں سے بنا ہوا ایک بڑا سا کیبن تھا۔ جس پر مسٹر الفرڈ مالف چیئرمین کی نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی۔ کیبن سے باہر ایک کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے ایک خوب صورت عورت اپنے سامنے ایک کاغذ رکھے بیٹھی ہوئی تھی ——— لیکن اس کی نظریں آنے والے پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ البتہ اس کے چہرے پر کسی قسم کے خوف کے

تاثرات نہ تھے۔

"ہیلو ہنی ——— آج رات فارغ ہو" ——— گینڈے نما شخص نے اس کے قریب جا کر یوں باچھیں پھاڑتے ہوئے کہا جیسے کسی شخص کو اپنا پسندیدہ مشروب نظر آ گیا ہو۔

"میں تو فارغ ہوں لیکن تم فارغ نہ ہو سکو گے۔ فرشتے تم سے حساب کتاب لے رہے ہوں گے" ——— عورت نے بڑے کٹیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہو۔ میں سمجھ گیا کوئی لمبا چکر چل پڑا ہے۔ لیکن تم فکر نہ کرو" ——— گینڈے نما شخص نے بھیڑیئے کے سے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر آگے بڑھ کر اس نے کیبن کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ لڑکی نے نفرت بھرے انداز میں ہونٹ سکوڑے اور دوبارہ اپنے سامنے رکھے کاغذ کی طرف متوجہ ہو گئی۔

کیبن بے حد خوب صورت انداز میں آراستہ تھا۔ ساگوان کی ایک بڑی میز کے پیچھے ایک چوڑے چہرے اور تیز چمکتی آنکھوں والا ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے نیلے رنگ کا انتہائی جدید تراش کا سوٹ پہن رکھا تھا ——— اس کی کنپٹیوں کے بال سفید تھے۔ جب کہ سر کے باقی بال کوئلے کی طرح سیاہ تھے۔ سرخ و سفید رنگ پر یہ سیاہ بال اس پر بے پناہ سج رہے تھے۔ دروازہ کھلتے ہی اس کی نظریں آنے والے گینڈے نما آدمی پر جم گئیں۔

"آؤ بلیکی۔ بیٹھو" ——— ادھیڑ عمر آدمی کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"تھینک یو رالف۔ یہ تمہاری سیکرٹری کہہ رہی تھی کہ آج رات مجھے قبر میں آنی ہے" ـــــ بلیکی نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"وہ یہی دعا ہر وقت کرتی رہتی ہے۔ لیکن اس کی دعا آج تک پوری نہیں ہوئی" ـــــ رالف نے اسی طرح سرد اور سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"اور پوری ہونی بھی نہیں۔ بلیکی اور قبر۔ دو متضاد چیزیں ہیں" بلیکی نے بڑے فاخرانہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔ لیکن رالف کا چہرہ اسی طرح خشک اور سپاٹ رہا۔

"کیا تم کام کے لئے تیار ہو" ـــــ رالف نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"بالکل ـــــ ویسے بھی میں آج کل بڑی تنگی میں ہوں۔ کوئی نیا شکار ہی نہیں مل رہا" ـــــ بلیکی نے دانت نکالتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن اس بار کام مختلف نوعیت کا ہے" ـــــ رالف نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"کسی بھی نوعیت کا ہے۔ اس سے بھلا بلیکی کو کیا غرض ہو سکتی ہے۔ اُسے تو صرف معقول رقم چاہیئے۔ بس" ـــــ بلیکی نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ تو پہلے سن لو۔ میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے۔ کہ کل تمہیں مجھ سے گلہ نہ رہے کہ کام تمہاری بجائے کسی اور کو دے دیا گیا ہے ـــــ حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کام تمہاری لائن کا نہیں" رالف نے سرد لہجے میں کہا۔

"رقم کتنی ملے گی پہلے یہ بتاؤ" ـــــ بلیکی نے سنی ان سنی کرتے ہوئے پوچھا۔

"دس ہزار پونڈ" ـــــ رالف نے جواب دیا۔

"دس ہزار پونڈ صرف۔ کیا کسی چڑیا کو قتل کرانا ہے" ـــــ بلیکی نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے پوچھا۔

"کہہ تو رہا ہوں کہ کام تمہاری لائن سے ہٹ کر ہے" ـــــ رالف نے کہا۔

"آخر پتہ بھی تو چلے کام کیا ہے" ـــــ بلیکی نے اس بار قدرے جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کچھ لوگوں کو دہشت زدہ کرنا ہے۔ اور بس" ـــــ رالف نے ایک لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"دہشت زدہ کرنا ہے ـــــ کیا مطلب ـــــ میں سمجھا نہیں" بلیکی نے چونک کر پوچھا۔

"بتا تو رہا ہوں کہ کچھ لوگوں کو دہشت زدہ کرنا ہے۔ اس قدر دہشت زدہ کہ ان کے اعصاب جواب دے جائیں" ـــــ رالف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا کام ہوا۔ میری تو سمجھ میں نہیں آیا" ـــــ بلیکی نے کہا۔

"تو پھر تم انکار کر رہے ہو" ـــــ رالف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"انکار ـــــ ارے نہیں رالف۔ کم از کم آج کل میں انکار نہیں کر سکتا۔ لیکن دس ہزار پونڈ بہت تھوڑے ہیں۔ تم خود سوچو یہ تو ایسے ہے جیسے دس بوتلیں شراب پینے والے کو کہا جائے کہ تمہیں ایک گھونٹ ملے گا"

بلیکی نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تمہاری مرضی۔ جب تمہارے معیار کا کام ملے گا تو میں تمہیں کال کر لوں گا۔ اب تم جا سکتے ہو"۔۔۔ رالف کا لہجہ اسی طرح سرد تھا۔ بلیکی چند لمحے خاموش بیٹھا رالف کو دیکھتا رہا۔

"کیا بات ہے رالف۔ آج تم کچھ ضرورت سے زیادہ ہی اکھڑے اکھڑے لگ رہے ہو"۔۔۔ بلیکی کا لہجہ کافی تلخ تھا۔

"میرے پاس فضول باتوں کا وقت کبھی نہیں ہوتا بلیکی۔ اس بات کو ہمیشہ یاد رکھا کرو"۔۔۔ رالف کا لہجہ پہلے سے زیادہ سرد ہو گیا۔

"کیا تم اس رقم کو ڈبل نہیں کر سکتے۔ گو یہ بھی بہت کم ہے لیکن پھر بھی چلو تمہاری خاطر میں اسے قبول کر لوں گا"۔۔۔ بلیکی نے کہا۔

"سوری بلیکی۔ یہ اتنی رقم کا بھی کام نہیں ہے۔ یہ تو میں نے صرف تمہاری خاطر اتنی آفر کر دی ہے۔ دیکھو بلیکی یہ اتنا آسان کام ہے کہ کوئی تھرڈ کلاس غنڈہ بھی یہ کام آسانی سے کر سکتا ہے"۔۔۔ رالف نے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ یہی سہی۔ بولو کون لوگ ہیں اور انہیں کس طرح دہشت زدہ کرنا ہے"۔۔۔ بلیکی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کرکٹ سے دلچسپی ہے"۔۔۔ رالف نے پوچھا۔

"کرکٹ سے۔۔۔ ہاں کیوں نہیں"۔۔۔ بلیکی نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر تمہیں معلوم ہوگا کہ چند روز بعد پاکیشیا کی قومی کرکٹ ٹیم گریٹ لینڈ کے دورے پر آ رہی ہے۔ وہ یہاں تین ون ڈے اور دو ٹیسٹ میچز کھیلے گی"۔۔۔ رالف نے کہا۔

"تمہیں کیا ہو گیا ہے رالف۔ یہ تم کرکٹ کا کیا بکھیڑا لے بیٹھے ہو"۔ بلیکی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے رالف کی دماغی صحت پر شک گزر رہا ہو۔

"یہ کام اسی سلسلے میں ہے"۔۔۔ رالف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اس سلسلے میں۔۔۔ وہ کیسے"۔۔۔ رالف نے حیرت سے بھنویں اچکاتے ہوئے کہا۔

"اطمینان سے سنو۔ مداخلت مت کرو"۔۔۔ رالف نے کرخت لہجے میں کہا۔

اور بلیکی کا چہرہ ایک لمحے کے لئے تو سرخ ہوا لیکن پھر وہ نارمل ہو گیا۔

"تو کام یہ ہے کہ جب پاکیشیا کی قومی کرکٹ ٹیم یہاں پہنچے تو تم نے انہیں اس طرح دہشت زدہ کرنا ہے کہ ان کے اعصاب جواب دے جائیں۔۔۔ لیکن کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی جس سے وہ مر جائیں یا ان کی جان کو خطرہ لاحق ہو جائے۔ ہم صرف اتنا چاہتے ہیں کہ وہ میدان میں خوف اور اعصاب شکستگی کے باعث اپنا صحیح کھیل پیش نہ کر سکیں"۔۔۔ رالف نے کہا۔

"یہ تو واقعی بالکل عجیب و غریب کام ہے۔ لیکن جس ہوٹل میں وہ رہیں گے وہاں تو سخت پہرہ ہو گا۔ اس کے علاوہ ٹیلی فون بھی انہیں براہ راست نہ ہو سکے گا۔ پھر یہ سب کچھ کیسے ہو گا"۔۔۔ بلیکی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"بہرحال کام یہ ہے۔ اب بولو کیا فیصلہ ہے۔ آدھی رقم نکالوں"
رالف نے کہا۔

"سوری رالف۔ یہ واقعی میرے بس کا کام نہیں ہے۔ تم یہ کام کسی اور کو دے دو"۔۔۔ بلیکی نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

"نہیں۔۔۔ اب یہ کام تمہیں کرنا پڑے گا۔ تم نے اسے قبول کیا تو میں نے تمہیں تفصیل بتا دی ہے اور اصول کے مطابق اب تم پیچھے نہیں ہٹ سکتے"۔۔۔ رالف کا لہجہ یک لخت سخت ہو گیا۔

"اصول کا تو مجھے بھی علم ہے رالف۔۔۔ لیکن اول تو یہ کام ہی نہیں ہے۔ دہشت زدہ کر دو بھلا یہ کیا کام ہوا۔ تم کہو تو میں وہ پورا ہوٹل ہی بم سے اڑا دوں۔ کہو تو ان سب کو گولیوں سے بھون ڈالوں۔ انہیں سڑکوں پر کچل دوں۔۔۔ لیکن دہشت زدہ کر دو۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔ اور پھر اصول اس وقت شروع ہوتا ہے جب میں نے تم سے رقم لے لی ہو"۔۔۔ بلیکی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"سنو بلیکی۔ تم خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہو۔ تمہارے پاس کتنے آدمی ہیں"۔۔۔ رالف نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"آدمیوں کی کیا کمی ہے۔ جتنے کہو مل جائیں گے"۔۔۔ بلیکی نے جواب دیا۔

"تم اپنے آدمیوں کو اسی ہوٹل کے ویٹروں کے روپ میں رکھوا دو۔ ٹیلی فون آپریٹر بھی اپنا آدمی رکھوا لو۔ اس کے بعد تم نے کیا کرنا ہو گا صرف اتنا کہ ان کے کمروں میں دھمکی آمیز خط پہنچا دیئے۔ ٹیلی فون پر خوفناک آوازیں دھمکی دے دی۔۔۔ رات کو سوتے وقت انہیں جھنجوڑ کر جگا دو۔ اور پھر نعرہ دار قہقہہ مار کر باہر نکل جاؤ۔ اور ساتھ یہ دھمکی بھی دے دینا کہ اگر انہوں نے اس کا کسی سے ذکر کیا تو انہیں ہلاک کر دیا جائے گا۔ ہر کھلاڑی کو علیحدہ علیحدہ کو ٹریٹ کرو۔۔۔ بس منیجر اور دوسرے انتظامی عہدیداروں کو کچھ نہ کہو۔ انہیں پتہ ہی نہ چلے اتنا سا تو کام ہے"۔۔۔ رالف نے اسے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ تو کافی لمبا کام ہے۔ ان کا یہ دورہ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ ایک ماہ کا ہے۔ ایک ماہ تک مختلف شہروں کے ہوٹلوں میں یہ ساری کارروائی کرنا اور پھر تیرہ چودہ کھلاڑیوں کے ساتھ ساتھ علیحدہ علیحدہ یہ کارروائی کرنا یہ تو خاصا بڑا کام ہے۔۔۔ اور اس کے مقابلے میں تم نے جو رقم بتائی ہے وہ تو بے حد کم ہے۔ سوری رالف اتنی رقم میں یہ کام نہیں ہو سکتا"۔۔۔ بلیکی نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"تو تم کتنی رقم ڈیمانڈ کرتے ہو"۔۔۔ رالف نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"کم از کم ایک لاکھ پونڈ"۔۔۔ بلیکی نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"نہیں۔۔۔ یہ بہت بڑی رقم ہے۔ اتنی پارٹی ادا نہیں کر سکتی" رالف نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے۔ کسی اور آدمی سے سودا کر لو۔ اور مجھے اجازت" بلیکی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"سنو بلیکی۔۔۔ ایک اصول کا خیال رکھنا کہ یہ بات تمہارے منہ سے نہ نکلے۔ تم یہ ساری بات بھول جاؤ گے۔ ورنہ تم جانتے ہو کہ آرگنائزیشن اس معاملے میں کتنی سخت ہے"۔۔۔ رالف نے تیز لہجے میں کہا۔

"اس کی تم پرواہ نہ کرو بلیکی اتنا کم ظرف نہیں ہے" ۔۔۔ بلیکی نے کہا۔
اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

دروازہ کھول کر وہ سیکرٹری کی طرف دیکھے بغیر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا گیا۔ اس کے چہرے پر شدید غصے اور جھنجلاہٹ کے آثار تھے۔

چند لمحوں بعد وہ اس شاپنگ پلازا کی پارکنگ میں پہنچا اس نے کار کا دروازہ کھولا اور پھر کار کو ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دیا۔

"ہونہہ ۔۔۔ اب بلیکی کو رالف نے عام سا غنڈہ سمجھ لیا ہے"
کار سڑک پر لے آتے ہوئے بلیکی بڑبڑایا۔

"کس میں یہ جرأت ہے کہ وہ بلیکی کو عام غنڈہ سمجھے" ۔۔۔ اچانک بلیکی کو عقبی سیٹ سے ایک شوخ آواز سنائی دی اور بلیکی نے بُری طرح چونک کر پیچھے دیکھا۔

"ارے دیکھو ایکسیڈنٹ بچاؤ" ۔۔۔ اسی شوخ آواز نے چیختے ہوئے کہا۔ اور بلیکی نے بڑی مشکل سے لہراتی ہوئی کار کو کنٹرول میں کیا ورنہ وہ ایک ہیوی لوڈ ٹرک سے لازماً ٹکرا جاتی۔

کار کو کنٹرول میں کرتے ہی بلیکی نے کار کو ایک سائیڈ پر روک دیا۔ اتنی دیر میں ایک سمارٹ سا نوجوان اچھل کر عقبی سیٹ سے سائیڈ سیٹ پر آگیا۔

"تم براؤن۔ اور میری کار میں" ۔۔۔ بلیکی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کیوں ۔۔۔ کیا براؤن تمہاری کار میں نہیں آسکتا۔ لیکن تم نے یہ کار روک کیوں دی ہے۔ ابھی وہ ٹیں ٹیں کرنے والے آجائیں گے" ۔۔۔ براؤن نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہشت ۔۔۔ بلیکی کے سامنے ان لونڈوں کی بات نہ کیا کرو۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم میری کار میں کیسے پہنچے۔ مجھے تو احساس تک نہیں ہوا اور پھر کار تو بدستور لاک تھی" ۔۔۔ بلیکی کے لہجے میں ابھی تک حیرت تھی۔

"یار بلیکی۔ تم مجھے جانتے بھی ہو۔ اور پھر بھی ایسی باتیں کر رہے ہو۔ براؤن کے لئے کیا یہ سب کچھ مشکل ہے۔ بہرحال چلو کسی بار میں بیٹھتے ہیں تاکہ میں معلوم کر سکوں کہ کس نے میرے یار بلیکی کو تھرڈ کلاس غنڈہ سمجھنے کی جرأت کی ہے" براؤن نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہوں ۔۔۔ تو تم نے میری بڑبڑاہٹ سن لی تھی" ۔۔۔ بلیکی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ مڑ کر انجن سٹارٹ ہی کرنے لگا تھا کہ اچانک دور سے پولیس سائرن کی آواز سنائی دی۔

"لو وہ آگئے فرشتے" ۔۔۔ براؤن نے ہنستے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ٹریفک پولیس کار انتہائی تیزی سے سائرن بجاتی ہوئی ان کے سامنے آکر رکی اور دو ٹریفک سارجنٹ اتر کر ان کی طرف بڑھے۔

"تم نے غلط جگہ پر کار کیوں روکی ہے" ۔۔۔ ایک سارجنٹ نے جیب سے کاپی نکالتے ہوئے تلخ لہجے میں کہا۔

"اپنی کاپی جیب میں ڈالو۔ اور دفع ہو جاؤ۔ ورنہ اس کار سمیت زمین میں دفن کر دوں گا" ۔۔۔ بلیکی نے بُری طرح غراتے ہوئے کہا۔

"ارے ۔۔۔ اوہ بلیکی تم ۔۔۔ اوہ سوری ۔۔۔ ٹھیک ہے"
دونوں سارجنٹ نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ مڑ کر اتنی تیزی سے پولیس کار کی طرف دوڑے جیسے کوئی طوفان ان کا پیچھا کر رہا ہو۔ اور چند لمحوں بعد ان کی کار انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھ گئی۔

"واہ لطف آیا رعب کا" ـــــ براؤن نے ہنستے ہوئے کہا اور بلیکی
بھی فاتحانہ انداز میں ہنس پڑا۔ دوسرے لمحے اس نے کار سٹارٹ کی اور
اُسے سڑک پر خاصی تیز رفتاری سے دوڑانے لگا۔

تھوڑی دیر بعد بلیکی نے ایک بار کے سامنے اپنی کار روکی اور وہ
دونوں اتر کر بار میں داخل ہو گئے۔ بار کی تقریباً آدھی سے زیادہ کرسیاں
خالی تھیں۔

جیسے ہی بلیکی اور براؤن بار میں داخل ہوئے کاؤنٹر کے پیچھے کھڑا ہوا
گنجا سا کاؤنٹر مین بری طرح چونکا اور دوسرے لمحے وہ کاؤنٹر کے پیچھے
سے نکل کر تیزی سے ان کی طرف لپکا۔

"اوہ آپ۔ تشریف لائیے۔ ادھر وی۔ آئی۔ پی کیبن میں"
گنجے کاؤنٹر مین نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔
اور بلیکی سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اس نے آنکھ اٹھا کر بھی کاؤنٹر م
کی طرف نہ دیکھا۔

چند لمحوں بعد وہ دونوں ایک کشادہ لیکن خاصے قیمتی فرنیچر سے آراستہ
کیبن میں میز کے آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک ویٹر نے شراب
کی دو بوتلیں لا کر میز پر رکھ دیں ـــ ان کے ساتھ گلاس نہ تھے۔ اور ان
دونوں نے ایک ایک بوتل اٹھا لی شاید ویٹر بھی جانتا تھا کہ ان لوگوں کے
گلاس کے تکلف کی ضرورت نہیں ہے۔

"ہاں۔ اب بتاؤ یار۔ یہ تم کس پر غصہ کھا رہے تھے۔ اوہ کیا وہ اب تک
زندہ بھی ہے" ـــ براؤن نے بوتل سے ایک بڑا گھونٹ لیتے ہو
کہا۔

"اگر وہ رالف نہ ہوتا تو شاید زندہ بھی نہ ہوتا" ـــ بلیکی نے ہونٹ
بھینچتے ہوئے جواب دیا۔

"رالف ـــ وہ آرگنائزیشن کا برانچ مینیجر۔ تم اس کی بات کر رہے ہو نا"
براؤن نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں اُسی کی بات کر رہا ہوں۔ اس نے مجھے کال کیا تھا کہ ایک کام ہے۔
اور آفر دی ہے صرف دس ہزار پونڈ کی" ـــ بلیکی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے
کہا۔

"دس ہزار پونڈ ـــ اوہ کیا کچھ لوگوں کو دہشت زدہ کرنے کی بات تو
نہیں" ـــ براؤن نے کہا۔

اور براؤن کی بات سن کر بلیکی اس بری طرح چونکا کہ بوتل اس کے ہاتھ
سے گرتے گرتے بچی۔

"کیا مطلب ـــ تمہیں کیسے معلوم ہوا" ـــ بلیکی کے لہجے میں واقعی
بے پناہ حیرت تھی۔

"یار تم ہمیشہ بھول جاتے ہو۔ کہ اگر تمہارا نام بلیکی ہے تو میرا نام براؤن
ہے" ـــ براؤن نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"وہ تو میں تمہیں جانتا ہوں کہ تم اس شہر کے چھپے شیطان ہو۔ لیکن اس
بار واقعی تم نے حیرت انگیز بات کی ہے۔ رالف تو مجھے کہہ رہا تھا کہ کسی کو
بتانا نہیں ـــ اور تم نے جس طرح بات کی ہے اس سے تو معلوم ہوتا ہے۔
کہ سارے نہیں تو کم از کم آدھے شہر کو اس بات کا لازماً علم ہے"۔
بلیکی نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"نہیں ـــ ایسی بات نہیں۔ سنو میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اصل چکر کیا ہے۔"

یہ مشن ٹی ڈی کارپوریٹ والوں کا ہے" ـــــ براؤن نے کہا۔
"ٹی ڈی کارپوریٹ۔ وہ شرطیں لگانے والا ادارہ" ـــــ بلیکی نے بھنویں اچکاتے ہوئے کہا۔
"ہاں بالکل وہی ـــــ اس نے یہ مشن آرگنائزیشن کے ذمے لگایا۔ کیونکہ تم جانتے ہو کہ اس شہر میں آرگنائزیشن کو درمیان میں ڈالے بغیر کوئی بڑا کام نہیں ہو سکتا۔ آرگنائزیشن نے اس سے دو لاکھ پونڈ رقم طے کی ـــــ اور اصول کے مطابق ایک لاکھ پونڈ کام کرنے والے کو ملنا ہے۔ لیکن کام کی نوعیت دیکھ کر رالف کی نیت خراب ہو گئی۔ اس کی نظروں میں یہ کام انتہائی معمولی نوعیت کا تھا۔ اس لئے وہ کسی ایسے آدمی کے ذمے یہ کام لگانا چاہتا تھا جو بہت تھوڑی رقم لے ـــــ اس طرح کام بھی ہو جاتا اور رالف کو اچھی خاصی رقم بچ جاتی۔ لیکن اب ایک اور مسئلہ کھڑا ہو گیا۔ آرگنائزیشن نے اس کام کے لئے تمہاری سفارش خاص طور پر کی تھی۔ اس لئے اگر رالف تمہیں کام نہ دیتا تو آرگنائزیشن کے حکم کی خلاف ورزی ہوتی ـــــ چنانچہ اس نے نئی گیم کھیلی اور تمہیں بلا کر اتنی تھوڑی رقم آفر کی کہ تم بدک گئے۔ ظاہر ہے اس کے بعد رالف نے آرگنائزیشن سے کہا ہو گا کہ بلیکی نے کام سے انکار کر دیا ہے۔ چنانچہ وہ ساری بات اس پر ڈال دیں گے اور رالف دس ہزار پونڈ میں کوئی بھی آدمی ٹھیک کر لے گا" براؤن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
" اوہ ـــــ اس لئے رالف بار بار اس بات پر اصرار کر رہا تھا کہ میں کام سے انکار کر رہا ہوں۔ اس کا مطلب بھی یہی تھا کہ میں واقعی انکار کر دوں۔ لیکن تمہیں یہ ساری تفصیل کیسے معلوم ہوئی" ـــــ بلیکی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
" رالف کی سیکرٹری کو تو جانتے ہو" ـــــ براؤن نے مسکراتے ہوئے کہا۔
" ارے ـــــ اوہ ـــــ وہ مارگریٹ۔ ہاں اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ گھاس ہی نہیں ڈالتی" ـــــ بلیکی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
" وہ اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھتی ہے۔ لیکن تمہارے بارے مرتی ہے۔ کل رات وہ میرے ساتھ تھی۔ اور اس نے یہ ساری تفصیل مجھے بتائی۔ چنانچہ آج میں اس مقصد کے لئے وہاں گیا تھا تاکہ دیکھوں کہ تم کام سے انکار کرتے ہو یا نہیں ـــــ اور سچی بات یہ کہ مجھے رالف سے پرانا ایک بدلہ چکانا ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ اگر واقعی مارگریٹ کی بات سچی ہے اور رالف نے تمہیں آرگنائزیشن کے اصول سے ہٹ کر رقم آفر کی تو میں آرگنائزیشن کو اس کی شکایت کر دوں گا ـــــ اور تمہاری گواہی پر آرگنائزیشن کا چیف آنکھیں بند کر کے اعتبار کر لے گا۔ اس کا مطلب کیا ہو گا رالف کی اس دنیا سے ہی چھٹی" ـــــ براؤن نے ہنستے ہوئے کہا۔
" اوہ تو یہ چکر چل رہا ہے۔ ٹھیک ہے رالف نے بے ایمانی کی ہے تو اسے اس کا نتیجہ ضرور ملنا چاہیئے۔ ویسے بھی وہ مجھے پسند نہیں ہے۔ تم آرگنائزیشن کو شکایت کر دیں ضرور گواہی دوں گا" ـــــ بلیکی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
" وہ تو ظاہر ہے ہو جائے گا۔ لیکن یار بلیکی اگر ایک لاکھ پونڈ ملیں تو کام برا تو نہیں ہے" ـــــ براؤن نے کہا۔
" تمہیں تفصیل سے علم ہے کہ کام کیا ہے" ـــــ بلیکی نے ہونٹ

بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"بس اتنا معلوم ہے کہ چند لوگوں کو دہشت زدہ کرنا ہے تو یہ کون سا مشکل کام ہے۔ ان کے پیروں میں دھماکے والے بم باندھ دیں گے ان پر اس انداز میں گولیاں چلائیں گے کہ وہ زخمی نہ ہوں صرف دہشت زدہ ہو جائیں ـــــ اور کچھ نہیں تو انہیں بھوت بن کر ڈرائیں گے" ـــــ براؤن نے شوخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور بلیکی اس کے انداز پر ہنس پڑا۔ وہ دونوں بڑے گہرے دوست تھے اس لئے ان دونوں کے درمیان خاصی بے تکلفی تھی۔

"ان میں سے ایک کام بھی نہیں ہو سکتا۔ ہم براہ راست ان تک پہنچ ہی نہیں سکتے۔ اور پھر انہوں نے کم از کم ایک ماہ تک گریٹ لینڈ میں رہنا ہے ـــــ اور ایک ماہ تک کسی کو مسلسل دہشت زدہ کرنا خاصا مشکل کام ہے۔ اس سے تو آسان کام یہ تھا کہ انہیں ہلاک کر دیا جاتا" ـــــ بلیکی نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"ارے ہاں واقعی کام تو مشکل ہے۔ لیکن یار بلیکی ناممکن نہیں۔ چلو تم ایسا کرو کام پکڑ لو۔ آدھی رقم مجھے دینا میں کام کر دوں گا۔ آدھی تمہاری محنت میں۔ کیا خیال ہے" ـــــ براؤن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم کر لوگے یہ کام" ـــــ بلیکی نے کہا۔

"ارے تو تم نے براؤن کو کیا سمجھ رکھا ہے۔ میرا دھندہ صرف معلومات کی خرید و فروخت ہی نہیں ہے۔ میں نے پورا گروپ بنایا ہوا ہے۔ اور اس قسم کے دھندے تو میرے لئے بڑے آسان ہیں" ـــــ براؤن نے کہا۔

"سوچ لو۔ جب تم ان آدمیوں کے متعلق سنو گے تو شاید بدک جاؤ" بلیکی نے کہا۔

"ارے ہاں۔ تم نے بتایا تو نہیں کہ واقعی یہ لوگ ہیں کون جنہیں دہشت زدہ کرنا ہے" ـــــ براؤن نے چونک کر کہا۔

"پاکیشیا کی قومی کرکٹ ٹیم کے ارکان" ـــــ بلیکی نے کہا۔

"پاکیشیا کی قومی کرکٹ ٹیم کے ارکان۔ کیا مطلب۔ اوہ اب سمجھا کہ یہ چکر کیا ہے۔ ارے پھر تو یہ بالکل ہی آسان کام ہے۔ انتہائی آسان" براؤن نے چونکتے ہوئے کہا۔

"کیسے ـــــ کچھ مجھے بھی پتہ چلے" ـــــ بلیکی نے کہا۔

"اب میں سارا کھیل سمجھ گیا۔ پاکیشیا کی قومی کرکٹ ٹیم ایک ماہ کے دورے پر آ رہی ہے اور ہمارے شہر میں اس نے ایک ٹیسٹ کھیلنا ہے۔ اور ان کو دہشت زدہ کرنے کا مطلب یہ کہ ٹی۔ ٹی کارپوریٹ یہ نہیں چاہتی کہ پاکیشیا ٹیم جیت جائے" ـــــ براؤن نے کہا۔

"لیکن جہاں تک میرا آئیڈیا ہے پاکیشیا ٹیم کے جیتنے کے ویسے بھی امکانات کم ہیں۔ گریٹ لینڈ کی ٹیم تو بہت اچھی جا رہی ہے۔ اتنی کرکٹ تو مجھے بھی آتی ہے" ـــــ بلیکی نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ لیکن اب دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو ٹی ٹی کارپوریٹ کے پاس لگنے والی شرطوں میں پاکیشیا کی ٹیم کا بھاؤ گریٹ لینڈ سے اونچا جا رہا ہے ـــــ اس لئے ٹی ٹی نہیں چاہتے کہ پاکیشیا جیت جائے اور انہیں لمبا خسارہ ہو۔ یا پھر دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے۔ کہ ٹی ٹی والوں نے یہاں کے کنٹرول بورڈ سے کوئی لمبا سودا کر لیا ہے۔ کہ

لازماً گریٹ لینڈ کو جتوانا ہے۔ تاکہ ٹیم کی عزت بن جائے۔ اس طرح ٹی ٹی
والے خسارہ پورا کر کے بھی فائدے میں رہیں گے۔ ٹھہرو میں ابھی معلوم کر
لیتا ہوں کہ اصل بات کیا ہے" ــــ براؤن نے کہا اور دوسرے لمحے
اس نے زور سے میز پر مکے برسانے شروع کر دیئے۔

"یس سر" ــــ ویٹر نے فوراً ہی اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"فون یہاں لے آؤ جلدی" ــــ براؤن نے چیختے ہوئے کہا۔ اور
ویٹر بجلی کی سی تیزی سے مڑ کر باہر چلا گیا۔

"اونچے بھاؤ والی بات تو غلط ہے۔ پاکیشیائی ٹیم گریٹ لینڈ کے
مقابلے میں اونچا بھاؤ کیسے لے سکتی ہے" ــــ بلیکی نے کہا۔

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے" ــــ براؤن نے کہا۔

اسی لمحے ویٹر دوبارہ اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں فون سیٹ تھا۔
اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں فون براؤن کے سامنے میز پر رکھا اور پھر
اس کا پلگ ایک سائیڈ پر لگا دیا۔

"جاؤ ــــ دو بوتلیں اور لے آؤ" ــــ بلیکی نے غراتے ہوئے کہا۔
اور ویٹر سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

براؤن نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

"یس ــــ ٹی ٹی کارپوریٹ" ــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف
سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی

"کون ــــ مانسن بول رہے ہو۔ میں براؤن ہوں" ــــ براؤن نے
آواز پہچانتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ براؤن یار کیسے ہو۔ کافی دنوں سے ملاقات ہی نہیں ہوئی"

دوسری طرف سے بولنے والے نے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"بس یار۔ ایک لمبے دھندے میں پھنس گیا تھا اب فارغ ہوا ہوں۔
تو میں نے سوچا کہ تمہیں فون کر کے پتہ کر دوں کہ آج کل کون سا بزنس زوروں
پر ہے۔ چلو کچھ نقد ہی بنا لیا جائے" ــــ براؤن نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آج کل تو کرکٹ لوگوں کے دماغوں پر سوار ہے۔ تمہیں تو معلوم ہی ہو
گا کہ پاکیشیائی کرکٹ ٹیم گریٹ لینڈ کے دورے پر آ رہی ہے۔ بس
اسی پر شرطیں لگ رہی ہیں" ــــ مانسن نے جواب دیا۔

"اچھا ہاں اب مجھے یاد آیا پھر تو گریٹ لینڈ کا بھاؤ زیادہ چل رہا ہو گا۔
کتنا ہے" ــــ براؤن نے کہا

"کہاں چل رہا ہے۔ یہی تو حیرت کی بات ہے۔ کہ ہم تو سمجھ رہے تھے
کہ گریٹ لینڈ کا بھاؤ پاکیشیا کی نسبت اونچا جائے گا۔ لیکن یہ شرطیں
لگانے والے بھی عجیب ہیں ــــ تمہیں شاید یقین نہ آئے پاکیشیا ٹیم کا
بھاؤ گریٹ لینڈ کی نسبت بہت اونچا جا رہا ہے۔ اس وقت چار اور چوبیس
کا بھاؤ ہے۔ چار گریٹ لینڈ اور چوبیس پاکیشیا" ــــ مانسن نے
جواب دیا۔

"چار اور چوبیس ــــ اتنا فرق۔ حیرت ہے۔ پھر تو پاکیشیا ٹیم ہاٹ فیورٹ
جا رہی ہے۔ پھر لگا دوں پاکیشیا پر" ــــ براؤن نے کہا۔

"بے شک لگا دو۔ لیکن۔ اچھا چلو تم یار ہو۔ اب تمہیں کیا نقصان دینا۔
ایسا ہے کہ اگر کچھ کمانا ہے تو گریٹ لینڈ پر لگاؤ" ــــ مانسن نے کہا۔

"کمال ہے اب تم مجھے چکر دے رہے ہو۔ گریٹ لینڈ پر لگا کر میں
نے اپنی رقم ڈبونی ہے۔ یہ شرطیں لگانے والے پرانے کیڑے ہوتے

ہیں۔ سوچ سمجھ کر لگتے ہیں اس لئے میں تو پاکیشیا پر لگاؤں گا۔ ایک تو جیت یقینی اور پھر رقم بھی زیادہ" ـــــ براؤن نے کہا۔

" ارے نہیں ـــــ تم چیف باس کو جانتے ہو۔ وہ اگر اس طرح خسارے کرنا شروع کر دے تو پھر گلیوں میں بھیک مانگتا نظر آئے یقین کرو۔ اس نے کام شروع کر دیا ہے اور دیکھ لینا جیتے گی گریٹ لینڈ۔ رقم بھی تھوڑی دینی ہو گی اور حب الوطنی کے تقاضے بھی پورے ہو جائیں گے "۔ راسن نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

" کمال ہے۔ تمہارے چیف باس کے کہنے سے تو ہار جیت نہیں ہوتی۔ کھیلنا تو کھلاڑیوں نے ہے " ـــــ براؤن نے بھنویں اچکاتے ہوئے کہا۔

" ہاں ـــــ کھلاڑیوں نے ہی کھیلنا ہے۔ لیکن اگر پاکیشیا کے کھلاڑی اپنا صحیح کھیل دکھانے کے قابل ہوئے تو " ـــــ راسن نے ہنستے ہوئے کہا۔

" کیا مطلب ـــــ میں سمجھا نہیں " ـــــ براؤن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" مطلب بڑا گہرا ہے یار تم چھوڑو اس بات کو " ـــــ راسن نے کہا۔

" نہیں یار۔ اب تو مجھے چین نہیں آئے گا۔ بتاؤ تو سہی۔ تاکہ مجھے بھی تو پتہ چلے۔ میں کوئی غیر تو نہیں ہوں تمہاری ہی لائن کا آدمی ہوں۔ اب مجھ سے کیا پردہ " ـــــ براؤن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ہاں ہو تو ہماری ہی لائن کے۔ اچھا مختصر بتا دیتا ہوں۔ چیف باس

نے اس سلسلے میں دو اقدام کئے ہیں ایک کے لئے تو براؤ دے گروپ کو انگیج کیا ہے۔ براؤدے گروپ کے آدمی پاکیشیا پہنچ بھی گئے ہیں۔ ان کے ذمے پاکیشیا کے انتہائی خطرناک باؤلر اور ایک عظیم بیٹسمین کو ٹیم سے باہر رکھنا ہے ـــــ اور دوسرا مشن یہ ہے کہ جو ٹیم یہاں پہنچے۔ اُسے اعصابی طور پر مفلوج کر دینا۔ یہ کام اس نے آرگنائزیشن کے ذمہ لگایا ہے۔ اب تم خود سوچو جس باؤلر سے گریٹ لینڈ ٹیم کو سب سے زیادہ خطرہ ہے۔ وہ بھی نہ ہو اور جو بیٹسمین پاکیشیا ٹیم کی بیٹنگ لائن میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے وہ بھی موجود نہ ہو تو ٹیم کی تقریباً آدھی طاقت تو لازماً ختم ہو جائے گی ـــــ اور باقی کھلاڑیوں کے اعصاب کو یہاں مفلوج کر دیا جائے گا۔ حساب برابر " ـــــ راسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اچھا تو یہ بات ہے۔ پھر تو بھئی تم درست کہہ رہے ہو۔ ٹھیک ہے۔ میں تمہارے دفتر آؤں گا " ـــــ براؤن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" او۔ کے ـــــ ضرور آؤ " ـــــ راسن نے جواب دیا۔ اور براؤن نے گڈ بائی کہتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

" اب بات واضح ہو گئی " ـــــ براؤن نے خاموش بیٹھے بلیکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" سب کچھ ہی واضح ہو گیا۔ واقعی بڑی لمبی گیم کھیلی جا رہی ہے۔ لیکن براؤن میں ایک اور بات سوچ رہا ہوں۔ اگر بھاؤ گریٹ لینڈ کا اونچا ہوتا تو بھی کیا پھر یہ ٹی ڈی کارپوریٹ والے یہی اقدام گریٹ لینڈ کے خلاف کرتے " بلیکی نے کہا۔

" تو اور کیا۔ انہیں رقم چاہئے۔ ان کی بلا سے کوئی ہارے کوئی جیتے بہر حال

اب تم تیار ہو جاؤ۔ رقم کمانے کا یہ اچھا موقع ہے" ۔۔۔۔۔ براؤن نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں تیار ہوں۔ اور اب میری سمجھ میں بھی ساری پلاننگ آ گئی ہے۔ اب میں اور تم مل کر ان پاکیشیا والوں کو ایسا مفلوج کر دیں گے کہ یہ سب بے چارے اصل کھیل تو ایک طرف نقل کھیل ہی پیش نہ کر سکیں گے۔ لیکن ایک بات ہے۔ ہمیں اس کے لئے انکل ڈیوڈ کو ساتھ ملانا پڑے گا ۔۔۔۔۔ وہ ہمارے کام کا بھی آدمی ہے اور ساتھ ہی وہ کرکٹ کا بھی کیڑا ہے۔ اُسے ہر کھلاڑی کا چاہے وہ دنیا کے کسی ملک کا بھی ہو پلو بایس منظر معلوم ہوتا ہے۔ وہ اس کے مزاج۔ اس کے کھیل۔ اس کی افتاد طبع سب کچھ جانتا ہے ۔۔۔۔۔ اس طرح ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم کس کھلاڑی کو کس طرح ٹریٹ کریں" ۔۔۔۔۔ بلیکی نے کہا۔

" اوہ ہاں بلیکی۔ تم نے بالکل صحیح کہا ہے۔ واقعی انکل ڈیوڈ ہمارے لئے بے حد فائدہ مند ثابت ہو گا۔ یار بلیکی میں تو آج تک یہی سمجھتا رہا ہوں کہ پیشہ ور قاتلوں کے پاس دماغ نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی ۔۔۔۔۔ لیکن آج مجھے اپنا خیال بدلنا پڑا ہے" ۔۔۔۔۔ براؤن نے کہا اور بلیکی بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

" تو پھر چلیں۔ اس رالف کا تختہ پہلے ہونا چاہیئے" ۔۔۔۔۔ براؤن نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور بلیکی بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

پاکیشیا کرکٹ ٹیم کے مایہ ناز بیٹسمین ارشد نے اپنی سفید رنگ کی کار جیسے ہی شاپنگ پلازا کی پارکنگ میں روکی۔ ایک نیلے رنگ کی کار اس کی سائیڈ پر آ کر رکی ۔۔۔۔۔ اور اس میں موجود ایک غیر ملکی مرد اور عورت تیزی سے باہر نکلے۔ اس دوران ارشد بھی کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر رہا تھا۔

" ارے آپ ارشد ہیں بین الاقوامی شہرت کے بیٹسمین۔ اوہ مائی گاڈ۔ یہ ہماری کتنی خوش قسمتی ہے کہ آپ سے یوں ہماری ملاقات ہو گئی"۔ غیر ملکی مرد نے تیزی سے ارشد کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور ارشد کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ یہ اس کے لئے کوئی نئی بات نہ تھی۔ اس کے پرستار پوری دنیا میں پھیلے ہوئے تھے ۔۔۔۔۔ اور جہاں بھی لوگ اُسے پہچان لیتے۔ اس کے لئے جان چھڑانا مشکل ہو جاتا تھا۔ لیکن اس نے کبھی اپنے پرستاروں سے ناروا سلوک نہ کیا تھا۔ بلکہ ہمیشہ وہ ان سے انتہائی خوش خلقی سے پیش آتا تھا۔

"ارے رچرڈ۔ واقعی یہ تو ارشد صاحب ہیں۔ اوہ مجھے کتنی تمنا تھی ان سے ملنے کی" ـــــ غیر ملکی لڑکی نے بھی سریلی آواز میں کہا۔ اس کی آنکھوں میں بھی مسرت کے چراغ جل رہے تھے۔ جیسے ارشد سے ملاقات اس کی زندگی کا سب سے مسرت بخش واقعہ ہو۔

"تھینک یو ـــ مجھے بھی اپنے پرستاروں سے مل کر بے حد مسرت ہوتی ہے" ـــ ارشد نے کار کا دروازہ بند کرتے ہوئے انتہائی خوش خلقی سے جواب دیا۔

"میرا نام رچرڈ ہے۔ اور یہ میری بیوی لوسیا ہے۔ ہمارا تعلق گریٹ لینڈ سے ہے۔ ہم ایک کاروباری سلسلے میں یہاں آئے ہیں" مرد نے آگے بڑھ کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے اپنا اور اپنی ساتھی عورت کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

ارشد نے بھی جواب میں رسمی فقرے کہے اور رچرڈ اور لوسیا دونوں نے بڑی گرم جوشی سے مصافحہ کیا۔

"ارشد صاحب ـــ کیا ایسا ممکن ہے کہ آپ ہمارے ساتھ ایک سپ کافی پی لیں۔ یقین کیجئے۔ یہ لمحات ہماری زندگی کے یادگار لمحات ہوں گے اور ہم ہمیشہ اس پر فخر کرتے رہیں گے" ـــ لوسیا نے بڑی امید بھری نظروں سے ارشد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"دراصل بات یہ ہے کہ میں نے صرف یہاں سے چند چیزیں خریدنی ہیں۔ اس کے بعد میں نے ٹریننگ کیمپ جانا ہے۔ آپ کو تو یقیناً علم ہو گا کہ آپ کے ملک میں ہماری ٹیم میچز کھیلنے جا رہی ہے" ـــ ارشد نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پلیز جناب۔ چند لمحے یہ ہماری خوش قسمتی ہو گی۔ پلیز" ـــ رچرڈ اور لوسیا دونوں نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــ ٹھیک ہے۔ جب آپ اتنے ہی مُصر ہیں تو ٹھیک ہے۔ آیئے" ارشد نے رضامند ہوتے ہوئے کہا۔ وہ اپنے پرستاروں کا دل توڑنے کا قائل نہ تھا۔

"یہاں نہیں ارشد صاحب۔ پلیز کسی ایسی جگہ جہاں کوئی مداخلت نہ ہو، شور نہ ہو۔ ہم آپ کی قربت کے ایک ایک لمحے سے پوری طرح لطف اندوز ہونا چاہتے ہیں" ـــ لوسیا نے کہا۔

"اوہ ـــ لیکن پھر تو زیادہ دیر ہو جائے گی" ـــ ارشد نے چونکتے ہوئے کہا۔

"چلو ایسے کرتے ہیں ہنی ـــ ارشد صاحب کو اپنی کوٹھی میں لے چلتے ہیں۔ یہیں قریب گلشن کالونی میں ہے۔ اس طرح ہم میزبانی کا فخر بھی حاصل کر لیں گے اور ارشد صاحب کو بھی دیر نہ ہو گی۔ کیوں ارشد صاحب" ـــ رچرڈ نے کہا۔

اور ارشد نے گلشن کالونی کا نام سن کر کندھے اٹھا کر اپنی رضامندی ظاہر کر دی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ گلشن کالونی یہاں سے بالکل قریب ہے۔

"آیئے پھر آپ اپنی کار میں بیٹھ جایئے۔ میں اپنی کار میں راستہ دکھاؤں گا" رچرڈ نے کہا۔

"میں تو ارشد صاحب کی کار میں بیٹھوں گی" ـــ لوسیا نے چمکتی ہوئی آنکھوں سے کہا۔

"اوہ ـــ تم تو واقعی ارشد صاحب کے کھیل کی دیوانی ہو۔ ارشد صاحب آپ کو یقیناً اندازہ بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ آپ کے کھیل کی کتنی دیوانی ہے

رچرڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور ارشد نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔
چند لمحوں بعد رچرڈ اپنی کار میں بیٹھا آگے تھا اور ارشد اور لوسیا دوسری کار میں بیٹھے اس کے پیچھے چل رہے تھے۔ لوسیا تو واقعی ریشہ خطمی ہوئی جا رہی تھی ـــ اس کا باتیں کرنے کا انداز اور باتیں ایسی تھیں کہ جیسے اس کا بس نہیں چل رہا کہ وہ ارشد کو اٹھا کر اپنی آنکھوں میں بند کر لے۔ ارشد مسکرا مسکرا کر اس کے سوالوں کا جواب دے رہا تھا۔ لیکن لوسیا نے اب تک نہ ہی کوئی ایسی بات کی تھی ـــ اور نہ ہی کوئی ایسی حرکت کی تھی جو خلاف تہذیب سمجھی جا سکے ورنہ شاید ارشد اُسے چلتی ہوئی کار سے دھکیل کر واپس چلا جاتا۔ کیونکہ ارشد کردار کے لحاظ سے انتہائی بلند مقام پر تھا۔ وہ صحیح معنوں میں کھلاڑی تھا۔ اور ظاہر ہے ـــ اچھا کھلاڑی وہی ہو سکتا ہے جس کا کردار انتہائی بلند ہو۔ ویسے بھی وہ شادی شدہ تھا۔ اور اس کا ایک بچہ بھی تھا۔ اور یہ شادی بھی اس کی پسند سے ہوئی تھی۔ اور وہ دونوں میاں بیوی ایک دوسرے پر جان چھڑکتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ گلشن کالونی کی ایک چھوٹی سی کوٹھی میں داخل ہو گئے ـــ ارشد نے یہاں چار پانچ ملازموں کو دیکھا۔ لیکن ان ملازموں کو دیکھ کر اس کے ذہن میں ایک خلش سی ابھر آئی۔ کیونکہ سارے ملازم نہ صرف غیر ملکی تھے بلکہ ان کے انداز و اطوار ملازموں جیسے نہ تھے ـــ اور ویسے بھی چہرے پر پھیلی ہوئی سختی انہیں ملازموں کی صف میں کسی طور پر بھی ایڈجسٹ نہ کرتی تھی۔
خوب صورت اور بہترین ڈرائنگ روم میں بیٹھتے ہی ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ٹرے تھی جس پر کافی کے برتن سجے ہوئے تھے اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں کافی کے برتن درمیانی میز پر رکھے اور پھر ایک طرف ہٹ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا ـــ لوسیا نے جلدی سے کافی کے کپ تیار کئے۔ اور ایک کپ ارشد کے سامنے رکھ کر ایک اس نے رچرڈ کے سامنے رکھا اور تیسرا کپ اٹھا لیا۔
"ارشد صاحب ـــ اگر آپ اس دورے پر کسی وجہ سے نہ جائیں تو کیا پھر بھی آپ کی ٹیم کے جیتنے کا کوئی سکوپ ہے" ـــ رچرڈ نے کافی کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا۔
"اوہ ـــ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ میں نے تو بہرحال دورے پر جانا ہے۔ نہ جانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا" ـــ ارشد نے گھونٹ لیتے ہوئے چونک کر کہا۔ اس کی آنکھوں میں یک لخت حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے جیسے اُسے رچرڈ کے اس سوال کا مطلب ہی سمجھ نہ آیا ہو۔ کیونکہ بہرحال ایسا سوچنا بھی ناممکن تھا۔
"میرا سوال اپنی جگہ فرض کیجئے سوال پیدا ہو جاتا ہے" ـــ رچرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"اول تو ایسا ہونا ناممکن ہے۔ لیکن اگر اسے فرض کر لیا جائے تو میں اپنی تعریف نہیں کرتا۔ معیاری تبصرہ نگاروں کے مطابق ٹیم کا کھیل آدھا رہ جائے گا" ـــ ارشد نے اس طرح جواب دیا جیسے مجبوراً ایسا کہہ رہا ہو۔
"ویری گڈ ـــ واقعی سب کا یہی خیال ہے اور اسی لئے ہم یہاں حاضر بھی ہوئے ہیں کہ آپ برائے کرم اس بار اپنا دورہ پینڈنگ کر دیں" رچرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"پینڈنگ کر دوں ـــ یعنی کیا مطلب" ـــ ارشد بُری طرح چونک پڑا۔
"مطلب واضح ہے ارشد صاحب۔ آپ اس دورے پر جانے سے

انکار کر دیں۔ اب کوئی زبردستی تو آپ کو اٹھا کر لے جانے سے رہا"
رچرڈ کے لہجے میں اس بار تلخی تھی۔
" لیکن کیوں ـــــ اور آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں۔ سوری میں اب زیادہ دیر نہ بیٹھ سکوں گا" ـــــ ارشد نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ساتھ والی کرسی پر بیٹھی ہوئی لوسیا اب بڑے مطمئن انداز میں بیٹھی کافی کی چسکیاں لے رہی تھی جیسے اس کا ان باتوں سے کوئی تعلق ہی نہ ہو ـــــ اور ویسے بھی اب اس کے چہرے پر لاتعلقی کے آثار نمایاں تھے۔ وہ تھوڑی دیر پہلے والی لڑکی لگ ہی نہ رہی تھی جو ارشد پر مسلسل ریشہ خطمی ہوئی جا رہی تھی۔
" تشریف رکھیئے مسٹر ارشد ـــــ یہاں آنے کے بعد آپ ہماری مرضی کے بغیر باہر نہیں جا سکتے۔ اور ہم آپ کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتے" رچرڈ نے تلخ لہجے میں کہا اور ارشد نے دیکھا کہ کافی لے آنے والے کے ساتھ ساتھ دروازے میں بھی دو آدمی نمودار ہوئے۔ اور ان کے ہاتھوں میں سٹین گنیں تھیں۔
" کک ـــ کک ـــ کیا مطلب ـــ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں" ارشد نے بری طرح ہراساں ہوتے ہوئے کہا۔
" اطمینان سے بیٹھ کر میری بات سن لیجئے۔ اس کے بعد آپ جو بھی فیصلہ کریں گے وہ ہمیں منظور ہو گا" ـــــ رچرڈ نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔
ارشد ہونٹ دانتوں سے کاٹتا ہوا واپس کرسی پر ڈھیر ہو گیا۔
" ہراساں ہونے کی ضرورت نہیں مسٹر ارشد ـــــ یقین کیجئے ہم آپ کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتے۔ ورنہ آپ کو وہیں شاپنگ پلازا کی پارکنگ میں ہی گولی ماری جا سکتی تھی ـــــ" اس بار لوسیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کا چہرہ کافی بدل گیا تھا۔ وہ اب ایک حسین عورت کی بجائے کوئی بھوکی بلی نظر آ رہی تھی۔
" تم لوگ کیا چاہتے ہو ـــ کون ہو تم" ـــــ ارشد نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔
" دیکھیئے مسٹر ارشد۔ ہمارا تعلق ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم سے ہے۔ کسی انسان کو گولی مار دینا ہمارے لئے ایسا ہی ہے جیسے کسی چیونٹی کو ایڑی تلے کچل دینا ـــــ لیکن آپ بین الاقوامی شہرت کے کھلاڑی ہیں۔ اور کاروبار سے ہٹ کر ہم بھی آپ کے کھیل کے پرستار ہیں۔ لیکن مجبوری یہ ہے کہ اس بار ہم نے آپ کو گریٹ لینڈ کے دورے پر جانے سے ہر قیمت پر روکنا ہے۔ اس لئے اگر آپ خود ہی اس دورے پر جانے سے انکار کر دیں تو یقین کیجئے آپ بہت سی پریشانیوں اور تکلیفوں سے بچ جائیں گے" ـــــ رچرڈ نے سخت اور سرد لہجے میں کہا۔
" نہیں ـــــ یہ ناممکن ہے۔ کم از کم میری زندگی میں ایسا ہونا ناممکن ہے۔ بس ایک ہی صورت ہے کہ تم مجھے ہلاک کر دو۔ اور کوئی صورت نہیں ہے۔ کھیل میری زندگی ہے۔ اور اگر میں کھیلوں گا نہیں تو ویسے بھی مر جاؤں گا" ارشد نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔
" ہم جانتے ہیں جس معیار کے آپ کھلاڑی ہیں۔ واقعی کھیل آپ کی روح میں رچ بس چکا ہے۔ لیکن ہم ساری زندگی کی بات نہیں کر رہے۔ صرف گریٹ لینڈ کے موجودہ دورے کی بات کر رہے ہیں"

رچرڈ نے سرد لہجے میں کہا۔

" نہیں ــــ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ میں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ سوری ویری سوری "ــــ ارشد نے بڑے مضبوط لہجے میں جواب دیا۔

" اتنی جلدی فیصلہ نہ کیجئے۔ اچھی طرح سوچ لیجئے۔ آخر ہم صرف اس لئے تو گریٹ لینڈ سے یہاں نہیں آئے کہ آپ کا جلدی میں کیا ہوا فیصلہ سن لیں۔ یہ بات تو ہمیں وہاں گریٹ لینڈ میں بیٹھے ہوئے بھی معلوم تھا۔ کہ آپ نے یہی جواب دینا ہے ــــ لیکن مسٹر ارشد بعض مجبوریاں ایسی ہوتی ہیں جو انسان کو اپنا فیصلہ بدلنے پر مجبور کر دیتی ہیں "ــــ رچرڈ نے کہا۔

" میرے ساتھ ایسی کوئی مجبوری نہیں ہے۔ ویسے آپ آخر ایسا کیوں چاہتے ہیں۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کیا گریٹ لینڈ کرکٹ کنٹرول بورڈ نے آپ کو بھیجا ہے ــــ کیا وہ لوگ اب صاف ستھرے کھیل کی بجائے فاؤل پلے پر اتر آئے ہیں "ــــ ارشد کے لہجے میں غصہ تھا۔

" آپ مجھ سے کہیں بہتر جانتے ہوں گے کہ کھلاڑی کبھی فاؤل پلے نہیں کرتا۔ اس لئے کرکٹ کنٹرول بورڈ کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ ساری باتیں تو اس سے ہٹ کر ہیں ــــ یہ کاروباری دنیا ہے مسٹر ارشد جیسے آپ کھیل کھیلتے ہیں اسی طرح بزنس کی دنیا میں بھی کھیل کھیلے جاتے ہیں اور ہار جیت ہوتی رہتی ہے "ــــ رچرڈ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" لیکن میرے نہ کھیلنے سے تو آپ لوگوں کو بزنس میں نقصان ہوگا۔ ظاہر ہے ٹکٹیں کم بکیں گی "ــــ ارشد نے لپنے طور پر سوچتے ہوئے کہا۔

" ہمارا ٹکٹوں وغیرہ سے کوئی تعلق نہیں۔ ہمارا تعلق ایک اور گیم سے ہے۔ جسے آپ لوگ شرط کہتے ہیں۔ ہمارے ہاں شرطیں لگتی ہیں اور یہ شاید آپ کی

بد قسمتی ہے کہ آپ کی وجہ سے شرطوں میں پاکیشیا ٹیم کا بھاؤ بہت اونچا جا رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر پاکیشیا ٹیم جیت جاتی ہے تو ہمیں اونچے بھاؤ کی وجہ سے بہت زیادہ رقم کی ادائیگی شرطیں لگانے والوں کو کرنی پڑے گی ــــ اور ایسا ہم نہیں چاہتے۔ اس لئے یہی فیصلہ ہوا کہ آپ کو اس دورے پہ آنے سے ہی روک دیا جائے۔ اور اس کے لئے انکار بھی آپ خود کریں۔ تاکہ ہم پہ یا گریٹ لینڈ پہ کوئی حرف نہ آئے۔ میں نے یہ ساری تفصیل آپ کو اس لئے سمجھا دی ہے ــــ تاکہ آپ سمجھ جائیں کہ ہم نے جو فیصلہ کیا ہے وہ ہر حالت میں پورا ہونا ہے "ــــ رچرڈ نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آپ کا مفاد چاہے جو بھی ہو۔ بہر حال جب تک میں زندہ ہوں ضرور کھیلوں گا۔ ہر صورت میں یہی میرا فیصلہ ہے "ــــ ارشد بھی شاید ضد میں آگیا تھا۔

رچرڈ چند لمحے بغور ارشد کو دیکھتا رہا پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

" مسٹر ارشد۔ بعض اوقات آدمی واقعی مجبور ہو جاتا ہے۔ میں نے تو کوشش کی تھی کہ آپ کوئی پریشانی نہ اٹھائیں لیکن آپ اچھے کھلاڑی ہونے کے ساتھ ساتھ ضد میں بھی کافی اچھے ثابت ہوئے ہیں "ــــ رچرڈ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ ارشد کوئی جواب دیتا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر کافی لانے والے کو مخصوص انداز میں اشارہ کیا۔ اور وہ سر ہلاتا ہوا باہر نکل گیا۔

" مسٹر ارشد۔ اب دیکھئے آپ کیسے مجبور ہوتے ہیں۔ میں نے آپ کی مجبوری منگوائی ہے "ــــ رچرڈ نے تلخ لہجے میں کہا۔

" کیا مطلب ــــ میں سمجھا نہیں ــــ کیسی مجبوری "ــــ ارشد نے

چونک کر پوچھا۔

"ابھی معلوم ہو جائے گا۔ ایک لمحہ صبر کریں" ـــــ رچرڈ نے کہا۔ اور چند لمحوں بعد وہی کافی لانے والا اندر داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں ایک کیسٹ ریکارڈر تھا۔ اور ساتھ ہی ایک ویڈیو فلم بھی اٹھائے ہوئے تھا۔ اس نے کیسٹ ریکارڈر میز پر رکھا ـــ اور ویڈیو فلم لے کر ایک کونے کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں ٹرالی کے اوپر ٹی وی اور نچلے خانے میں وی سی آر موجود تھا۔ اس نے ویڈیو فلم وی سی آر میں ڈالی اور ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ ارشد حیرت سے یہ سب کارروائی ہوتے دیکھ رہا تھا۔ اس نے ہونٹ بھینچ رکھے تھے۔

"آپ کا ایک ہی بیٹا ہے۔ علی۔ اور وہ آپ کو اپنی جان سے بھی زیادہ پیارا ہے۔ اور ویسے بھی وہ بہت پیارا بچہ ہے" ـــــ رچرڈ نے کہا۔

"کک ـــ کک ـــ کیا مطلب ـــ تم کیا کہنا چاہتے ہو"

ارشد یک لخت ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ لیکن دوسرے لمحے دروازے میں موجود ایک سٹین گن بردار بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے شین گن کی نال ارشد کی گردن سے لگا دی۔

"اس کے ہاتھ پیچھے ڈال کر ان میں کلپ ہتھکڑی ڈال دو۔ یہ ضرورت سے زیادہ ہی جوشیلا ثابت ہو رہا ہے" ـــــ اس بار لوسیا نے زبان کھولی۔ اور اس کا فقرہ مکمل ہوتے ہی ٹی وی کے پاس کھڑا ہوا آدمی برق رفتاری سے حرکت میں آیا اور دوسرے لمحے اس نے ارشد کے دونوں بازوؤں کو پکڑ کر انہیں پیچھے کیا اور بغیر کھٹک کی آواز سے اس کے دونوں ہاتھ پشت پر جکڑے گئے ـــــ یہ سب کچھ اس قدر تیزی اور مہارت سے ہوا کہ ارشد مدافعت بھی نہ کر سکا۔

"اسے کرسی پر بٹھا دو۔ اور اس کی ٹانگیں بھی کرسی کے پایوں سے جکڑ دو۔ رچرڈ نے خواہ مخواہ اتنا وقت باتوں میں ضائع کیا ہے" ـــــ لوسیا نے ایک بار پھر کہا۔ اور اس کے حکم کی تعمیل اُسی طرح برق رفتاری سے کی گئی۔

"میں تمہاری طرح سنگ دل نہیں ہوں لوسیا ـــ بہرحال ارشد بین الاقوامی شہرت کا کھلاڑی ہے" ـــــ رچرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ـــ کھلاڑی ـــ اس بات پر اکڑ رہا ہے۔ ابھی میں اس کا ایک بازو توڑ دوں تو اس کا سارا کھیل ختم ہو جائے گا" ـــــ لوسیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں ـــ اتنا غصے میں آنے کی ضرورت نہیں۔ یہ سمجھ دار ہے۔ ابھی دیکھو اس کا فیصلہ بدل جائے گا۔ ہاں تو مسٹر ارشد۔ آپ اپنے بیٹے علی سے بے حد محبت کرتے ہیں" ـــــ رچرڈ نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے کیسٹ ریکارڈر کا بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے ریکارڈر سے علی کی خوفزدہ آواز نکلی۔

"ابو ـــ ابو ـــ امی ـــ یہ مجھے مار رہے ہیں" ـــــ علی نے خوف سے چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــ بند کرو بند کرو۔ یہ تم نے کیا کر دیا ظالمو۔ علی تو بہت معصوم بچہ ہے" ـــــ ارشد نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"ہم نے فی الحال اسے کچھ نہیں کہا۔ لیکن اگر تمہارا فیصلہ نہ بدلا تو بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ اب وی سی آر پر ذرا یہ منظر دیکھ لو" ـــــ رچرڈ نے بڑے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

اور اُسی لمحے فلم لانے والے نے وی۔سی۔آر اور ٹی۔وی کا بٹن آن کر دیا۔ ٹی۔وی جس کونے میں تھا وہ ذرا سائیڈ پر تھا۔ اس لئے ارشد کو ذرا سا چہرہ گھما کر اسے دیکھنا پڑا۔

ٹی۔وی کی سکرین پر ایک لمحے کے لئے جھماکے سے ہوئے۔ دوسرے لمحے اس پر ایک منظر نظر آیا کہ علی کو ایک نقاب پوش زبردستی اٹھا کر کار میں ڈال رہا ہے ـــــ علی کے چہرے پر شدید خوف کے آثار موجود تھے۔ اس کے بعد منظر بدلا تو معصوم علی ایک ہال کمرے میں سہما ہوا بیٹھا تھا۔ اور دو نقاب پوش ہاتھوں میں خنجر لئے اس کے سر پر کھڑے تھے۔ علی کی معصوم آنکھوں اور چہرے پر دہشت کے جو آثار تھے انہیں دیکھ کر ارشد کا دل یک لخت ڈوب گیا۔

"اوہ ـــ اوہ ـــ تم نے یہ کیا کر دیا۔ تم نے ظلم کیا ہے۔ بے پناہ ظلم۔ اوہ" ـــــ ارشد نے بُری طرح کراہتے ہوئے کہا۔

"بس۔ ابھی سے ہمت ہار بیٹھے مسٹر ارشد۔ ابھی تو ہم نے کچھ بھی نہیں کیا۔ ابھی تو علی بالکل محفوظ ہے۔ اُسے خراش تک نہیں آئی۔ لیکن اگر آپ نے فیصلہ نہ بدلا تو علی کو آپ کے سامنے ذبح بھی کیا جا سکتا ہے"

رچرڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹی۔وی کے ساتھ موجود آدمی کو اشارہ کیا۔ اس نے ٹی۔وی بند کیا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"سنیئے مسٹر ارشد ـــ میں آخری بار کہہ رہا ہوں کہ آپ فیصلہ بدل دیجیئے۔ میں نے علی کو یہاں منگوایا ہے۔ اگر آپ نے فیصلہ نہ بدلا تو اُسے آپ کے سامنے یہیں آپ کی آنکھوں کے سامنے ذبح کر دیا جائے گا پھر آپ کھیلتے

رہیئے مسٹر۔ ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہوگی" ـــــ رچرڈ کے لہجے میں بے پناہ سفاکی تھی۔

اُسی لمحے ارشد کو علی کی چیخوں کی آواز سنائی دی۔ اور ارشد بُری طرح تڑپنے لگا۔

"چھوڑ دو اسے چھوڑ دو ظالمو۔ اس نے تمہارا کیا قصور کیا ہے" ارشد نے بُری طرح پھڑکتے ہوئے کہا۔

"اس کا قصور اتنا ہے کہ اس کا باپ بین الاقوامی شہرت کا کھلاڑی ہے۔ اور کھیل کو ہر چیز پر ترجیح دیتا ہے" ـــــ رچرڈ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

اُسی لمحے وہ آدمی علی کو بازو سے پکڑے گھسیٹتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔ علی کا معصوم چہرہ خوف اور دہشت سے بُری طرح مسخ ہو رہا تھا۔

"ابو ـــ ابو ـــ بچاؤ بچاؤ" ـــــ علی نے جیسے ہی ارشد کو دیکھا بُری طرح چیخ پڑا۔

"تمہارے ابو کو کھیل زیادہ پیارا ہے۔ اسے گریٹ لینڈ کے دورے میں کھیلنا زیادہ پسند ہے مسٹر علی۔ اس لئے صبر کرو" ـــــ رچرڈ نے کہا۔

"چھوڑ دو اسے چھوڑ دو" ـــــ ارشد نے چیخ کر کہا۔ اس کا جسم پھڑک رہا تھا۔ لیکن وہ بندھا ہونے کی وجہ سے مجبور تھا۔

"ٹونی ـــ ماسٹر علی کو فرش پر لٹا کر ارشد کے سامنے ذبح کر دو۔ یہ میرا حکم ہے" ـــــ رچرڈ نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

اور دوسرے لمحے علی کو پکڑ کر لانے والے نے واقعی معصوم علی کو اس طرح فرش پر بچھے قالین پر پٹخا جیسے قصائی بکری کو ذبح کرتے وقت پٹختا

ہے۔ اور پھر نجانے اس نے کہاں سے ایک تیز دھار خنجر نکال لیا۔ معصوم
علی کے حلق سے مسلسل چیخیں نکل رہی تھیں۔

"چھوڑ دو ——— میں نہیں کھیلوں گا۔ چھوڑ دو اسے" ——— ارشد نے
بے اختیار ہو کر چیختے ہوئے کہا۔

"رک جاؤ ٹونی ——— اور علی کو لے جا کر شربت وغیرہ پلاؤ۔ یہ بڑا پیارا
بچہ ہے" ——— رچرڈ نے فاتحانہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

اور ٹونی علی کو اٹھا کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ علی کی سسکیاں اب
کمرے میں گونج رہی تھیں۔

"تم نے اچھا اور بروقت اپنا فیصلہ بدلا ہے مسٹر ارشد۔ اور مجھے
پہلے سے یقین تھا۔ لیکن اب ایک بات سن لو۔ اب تمہیں اپنے فیصلے پر
قائم رہنا ہوگا ——— ہر صورت میں اور ہر قیمت پر" ——— رچرڈ نے انتہائی
سنجیدگی سے کہا۔

"تو کیا تم علی کو یرغمال بنائے رکھو گے۔ ایسا مت کرو۔ اس کی ماں تو
مر جائے گی۔ اب بھی نجانے اس کا کیا حشر ہوگا" ——— ارشد نے خوفزدہ
لہجے میں کہا۔

"فی الحال تو اُسے کوئی فکر نہیں ہے۔ اُسے ہم نے طویل بے ہوشی کا
انجکشن لگا دیا ہے۔ وہ اپنے بیڈ روم میں آرام کر رہی ہے۔ دوسری بات
یہ کہ ہمیں علی کو یرغمال بنانے کی ضرورت نہیں ہے ——— ہم علی کو تمہارے
ساتھ بھیج دیں گے۔ ہماری تنظیم آکٹوپس کی طرح ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے۔
اور ہماری تنظیم کی ہزار آنکھیں ہیں۔ ہمیں ایک ایک لمحے کی رپورٹ رہتی
ہے ——— اس لئے جیسے ہی آپ نے فیصلہ بدلا۔ آپ کا لڑکا علی آپ کے

فیصلے کے زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے کے اندر ذبح ہو جائے گا۔ اور آپ
کی بیگم کو سرِ بازار گولیوں سے چھلنی کر دیا جائے گا۔ اور مجھے یقین ہے کہ اس
کے بعد آپ چاہیں بھی سہی تو طویل عرصہ تک کرکٹ نہ کھیل سکیں گے ——— اور
اس عرصے میں گریٹ لینڈ کا دورہ ختم ہو چکا ہوگا" ——— رچرڈ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ میں علی اور اپنی بیگم کی جان داؤ پر نہیں لگا سکتا۔
میں نہیں کھیلوں گا۔ کسی بھی قیمت پر نہیں کھیلوں گا" ——— ارشد نے خوفزدہ
لہجے میں کہا۔ وہ واقعی بُری طرح خوفزدہ ہو چکا تھا۔

"یہ بھی سن لو مسٹر ارشد ——— ہمیں اپنے آپ پر اعتماد ہے۔ اس لئے ہم آپ
کو مکمل چھوٹ دے رہے ہیں۔ ہم تھرڈ کلاس قسم کے مجرم نہیں ہیں۔ اس
لئے اگر تم نے یہ سوچا کہ تم علی اور اپنی بیگم کو کہیں چھپا لو گے تو ایسا ہونا ناممکن
ہے ——— تم انہیں دنیا کے کسی کونے میں بھی بھیج دو۔ یہ ہماری دسترس سے
باہر نہیں ہوں گے۔ اس بات کا ہمیشہ یقین رکھنا۔ اور کبھی اسے آزمانے کی
کوشش نہ کرنا۔ ورنہ تم علی اور اپنی بیوی کی زندگیوں سے ہاتھ دھو بیٹھو
گے ——— اب آؤ دوسرے پہلو پر۔ ہم سب میک اپ میں ہیں۔ اور یہ
کوٹھی بھی عارضی رہائش ہے جسے تمہارے جانے کے بعد ہم چھوڑ دیں گے
اور اپنا میک اپ اور نام بھی بدل لیں گے۔ اس لئے تم چاہو بھی سہی تو زندگی بھر
ہمیں تلاش نہ کر سکو گے ——— اس لئے اگر تم نے کسی سرکاری ادارے کو اس
سارے واقعے کے متعلق بتایا۔ اشارہ کیا۔ تو ہمارا تمہارا سلامتی کا معاہدہ
اُسی لمحے ختم ہو جائے گا" ——— رچرڈ نے کہا۔

"میں نہیں بتاؤں گا کسی کو نہیں بتاؤں گا۔ میں وعدہ کرتا ہوں"
ارشد نے فوراً ہی حامی بھرتے ہوئے کہا۔

"وعدہ پورا کرنے میں تمہارا اپنا فائدہ ہے۔ ہمارا کوئی نقصان نہیں ہے۔
ہمیں تو ہر صورت میں فائدہ ہے۔ اگر تم علی اور اپنی بیوی کی زندگیاں بچا کر کھیلنے
سے اپنے سر پہ انکار کر دو گے تب بھی ـــــ اور اگر تم انہیں قتل کرا بیٹھے تب بھی۔
تم کم از کم اس دورے میں اچھا کھیل نہ کھیل سکو گے۔ اس طرح بھی ہمارا مقصد
حل ہو جائے گا۔ میرا خیال ہے اب تم ساری باتیں اچھی طرح سمجھ گئے ہو گے"
رچرڈ نے کہا۔

"ہاں میں سمجھ گیا ہوں۔ تم فکر نہ کرو۔ میں خود کھیلنے سے انکار کر دوں گا کسی
اپنی ذاتی وجہ کی بنا پر۔ اور میں کسی کو اس بارے میں کچھ نہیں بتاؤں گا"
ارشد کی تمام ضد علی کو ذبح ہوتے دیکھ کر غائب ہو چکی تھی وہ اب کسی معمول کی
طرح سب شرطیں تسلیم کرتا جا رہا تھا۔

"او کے ـــــ مسٹر جیگر۔ ارشد صاحب کے ہاتھ پیر کھول دو۔ یہ بین الاقوامی
شہرت کے کھلاڑی ہیں اور مجھے اور لوسیا کو ان کا کھیل بے حد پسند ہے۔
ہم دونوں ان کے پرستار ہیں کیوں لوسیا" ـــــ رچرڈ نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"بالکل بالکل" ـــــ لوسیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور شین گن بردار
نے شین گن کاندھے سے لٹکائی اور ارشد کو آزاد کرنے کی کارروائی میں
مصروف ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ارشد آزاد ہو چکا تھا۔

"ٹونی سے کہو علی کو لے آئے تاکہ ہم ان باپ بیٹوں کو کوٹھی کے پھاٹک
تک سی۔ آف کر سکیں۔ آخر انہوں نے مہربانی کی ہے۔ کہ ہمیں شرف میزبانی
بخشا ہے" ـــــ رچرڈ نے کہا۔ ارشد ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

اس کی نظریں جھکی ہوئی تھیں اور چہرے کا رنگ ہلدی کی طرح زرد پڑا
ہوا تھا۔ چند لمحوں بعد ٹونی، علی کو لئے اندر داخل ہوا۔ علی کا چہرہ نارمل تھا۔

"ابو" ـــــ علی نے دوبارہ ارشد کو دیکھتے ہی اس کی طرف بازو پھیلاتے
ہوئے کہا۔ اور رچرڈ کے اشارے پر ٹونی نے علی کو چھوڑ دیا۔ اور علی دوڑتا ہوا
ارشد کے سینے سے آ لگا۔ ارشد نے علی کو اپنے سینے سے بھینچ لیا۔ اور
پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"بس خیال رہے مسٹر ارشد۔ ورنہ آپ کے پاس فیصلہ بدلنے کا کوئی
لمحہ موجود نہ ہو گا" ـــــ باہر نکل کر ارشد کی کار تک پہنچتے ہوئے رچرڈ نے کہا۔
اور ارشد نے سر ہلا دیا۔ دوسرے لمحے وہ علی کو لئے اپنی کار میں سوار ہوا۔
اور کار موڑ کر وہ پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے کانوں میں علی کی چیخیں ابھی تک
گونج رہی تھیں اور وہ بار بار مڑ کر اس طرح ساتھ والی سیٹ پہ بیٹھے علی کو دیکھ
رہا تھا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ واقعی وہ علی کی زندگی بچا کر اسے ساتھ
لئے جا رہا ہے۔

ویگن میں قہقہے اس طرح گونج رہے تھے جیسے ویگن میں ایسا ٹیپ بج رہا ہو جس میں مسلسل اور نہ ختم ہونے والے مختلف انداز کے قہقہوں کا ٹیپ چل رہا ہو۔

"کمال ہے۔ عمران صاحب آپ نے تو آج سارے گلے شکوے ہی دور کر دیئے۔ ویسے آپ جس طرح کرکٹ کھیلتے ہیں آپ کو تو قومی ٹیم میں شامل ہونا چاہیئے"۔۔۔ صفدر نے بری طرح ہنستے ہوئے کہا۔

وہ سب مسوری میں پکنک منا کر اب واپس دارالحکومت کی طرف آ رہے تھے۔ ان سب کے چہروں پر مسرتوں کے رنگ جگمگا رہے تھے۔ اس بار پکنک واقعی بے حد دلچسپ اور ہنگامہ خیز رہی تھی۔۔۔ ایک تو پکنک سپاٹ بے حد خوب صورت تھا اور دوسرے وہ کرکٹ میچ جس نے سب سے زیادہ لطف دیا تھا۔ دو ٹیمیں بنائی گئی تھیں۔ جن میں سے ایک ٹیم کی کپتان جولیا تھی۔ اور دوسری ٹیم کا کپتان تنویر تھا۔ عمران جولیا کی ٹیم میں شامل تھا اور عمران نے

کرکٹ کھیلتے ہوئے جو جو حرکات کی تھیں۔ اس نے سب کے پیٹ میں ہنسا ہنسا کر بل ڈال دیئے تھے۔

"بھئی مجھے تو وہ منظر نہیں بھولتا۔ جب عمران نے پہلا چھکا لگایا۔ ہم تو بال کو ڈھونڈتے مر گئے۔ اور بعد میں پتہ چلا کہ بال تو عمران صاحب کی جیب میں ہے"۔۔۔ نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور ویگن ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھی۔ میچ ہار جیت کے فیصلے کے بغیر ہی ختم کر دیا گیا تھا کیونکہ دونوں ہی ٹیمیں زبردست تھیں۔

"مجھے تمہاری تجویز پسند آئی ہے۔ صفدر یہ مجرموں کے پیچھے دھکے کھانے سے تو بہتر ہے کہ آدمی کرکٹ کھیلے۔ دنیا بھر کی سیر بھی کرو۔ اخباروں۔ رسالوں میں تصویریں بھی چھپیں۔۔۔ دولت بھی کماؤ اور عیش بھی کرو۔ واہ کیا چارمنگ لائف ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں واقعی بہترین لائف ہے۔ لیکن عمران صاحب بین الاقوامی شہرت کا کھلاڑی بننے کے لئے بڑی جان ماری کرنی پڑتی ہے" کیپٹن شکیل نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"بھئی مجھے تو کوئی جان ماری نظر نہیں آتی۔ بس بیٹ اٹھایا اور تین ڈنڈوں کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ جب بال صاحبہ قریب آتی دکھائی دی تو بیٹ گھما دیا۔ انشاء اللہ خیر سلا"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"جی ہاں۔۔۔ جب ٹیم ہار کر واپس آتی ہے تو ایئرپورٹ پر اتنی جوتیاں پڑتی ہیں کہ سارا چارم ناک کے راستے بہہ جاتا ہے"۔۔۔ خاور نے کہا۔

"ہار کے آؤ تب ہی۔ جب ہم ہاریں گے ہی نہیں تو پھر"۔۔۔ عمران نے

منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر اس بار گریٹ لینڈ کے دورے پر ٹیم جا رہی ہے۔ آپ بھی شامل ہو جائیں" ۔۔۔ صفدر نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"میں ایک صورت میں شامل ہو سکتا ہوں کہ تنویر اس دورے میں ایمپائر ہو۔ کم از کم لحاظ تو کرے گا پوکے کو چھکا دے دے گا" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم جیسا کھلاڑی تو پہلی بال میں ہی بولڈ آؤٹ ہو جائے گا۔ منہ دھو رکھو" تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا ۔۔۔ منہ دھونے سے وکٹ نہیں اڑتی" ۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

ویگن اب دارالحکومت کی حدود میں داخل ہو چکی تھی۔ سٹیرنگ پر چوہان بیٹھا ہوا تھا۔

"عمران صاحب ۔۔۔ اس بار کافی عرصہ ہو گیا ہے کوئی کیس ہی نہیں بنا" صفدر نے یک لخت موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ہوا۔ ابھی بنا لیتے ہیں کیس۔ کیس بناتے دیر لگتی ہے۔ میں ایکسٹو کو فون کر کے لہجہ بدل کر دھمکی دے دیتا ہوں۔ کوئی خوب صورت سا نام بھی رکھ لیتے ہیں تنظیم کا ۔۔۔ جیسے شتر بے مہار۔ آلو کچالو۔ اندھا بانٹے ریوڑیاں۔ وغیرہ وغیرہ" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"یہ تنظیموں کے نام ہوتے ہیں" ۔۔۔ جولیا نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"تو بھئی یہاں کی تنظیموں کے نام تو یہی ہو سکتے ہیں۔ اب ہم غیر ملکیوں کی طرح وائٹ فیدر۔ ریڈ ڈرگ وغیرہ رکھنے سے تو رہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

لیکن پھر اس سے پہلے کہ کوئی عمران کی بات کا جواب دیتا۔ اچانک ویگن کے سامان والے حصے میں سے سیٹی کی تیز آواز نکلنے لگی۔ اور وہ سب یہ آواز سنتے ہی بری طرح چونک پڑے ۔۔۔ دوسرے لمحے جولیا تیزی سے اس حصے کی طرف بڑھی جہاں سامان کے تھیلے موجود تھے۔ ٹرانسمیٹر ان میں سے ایک تھیلے میں تھا۔ ٹرانسمیٹر وہ ساتھ رکھنے پر اس لئے مجبور تھے کہ ایکسٹو کسی بھی لمحے انہیں کال کر سکتا تھا۔

"لو بھئی صفدر ۔۔۔ ہو گیا شروع تمہارا کیس۔ تم خواہ مخواہ کہہ رہے تھے کہ کیس نہیں بن رہا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

"یس سر ۔۔۔ جولیا اٹنڈنگ اوور" ۔۔۔ جولیا نے ٹرانسمیٹر تھیلے سے باہر نکال کر اس کے بٹن پریس کرتے ہوئے کہا۔

"ایکسٹو ۔۔۔ تم لوگ کہاں ہو اس وقت اوور" ۔۔۔ ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"ہم پکنک منا کر واپس آ رہے ہیں سر ۔۔۔ ویگن اس وقت ایگن روڈ پر ہے اوور" ۔۔۔ جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم لوگوں نے اپنے اپنے فلیٹوں میں موجود رہنا ہے۔ شاید مجھے کال کرنا پڑے۔ عمران سے بات کراؤ اوور" ۔۔۔ ایکسٹو نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر اوور" ۔۔۔ جولیا نے کہا اور ٹرانسمیٹر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"یس — شتر بے مہار چیف صاحب۔ عمران اسٹنڈنگ اوور"

عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو۔ یو نانسنس اوور" — ایکسٹو کے لہجے میں یکلخت غصہ عود کر آیا۔

"چلیئے شتر بے مہار نہ سہی آلو کچالو سہی — فرمایئے اوور"

عمران نے جواب دیا۔

"آئی سے شٹ اپ۔ اب اگر بکواس کی تو زندہ قبر میں دفن کر دوں گا اوور" ایکسٹو کے لہجے میں بے پناہ غصہ تھا۔

"اب ایک ہی نام رہ گیا ہے۔ وہ اندھا بانٹے ریوڑیاں۔ شاید یہ نام آپ کو پسند آجائے۔ کیا کروں سر۔ مجبوری ہے۔ یہاں تو ایسے ہی نام چلتے ہیں اوور" — عمران نے بڑے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"سنو عمران — تمہاری زبان اب ضرورت سے زیادہ چلنے لگ گئی ہے اس لئے اب تمہیں سزا ملنی ضروری ہو گئی ہے۔ جولیا سے بات کراؤ جلدی اوور" ایکسٹو کا لہجہ یکلخت بے حد سرد ہو گیا۔

"اوہ جولیا سزا دے گی۔ واہ۔ ایسی سزا کا تو میں کب سے منتظر تھا تھینک یو سر۔ تھینک یو۔ یہ جولیا سے بات کیجئے اوور" — عمران نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس سر — جولیا سپیکنگ اوور" — جولیا نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جولیا — عمران کو فوری طور پر ویگن سے اتار دو۔ اور تمام ممبران کو ہدایت کر دو کہ وہ تا اطلاع ثانی عمران سے قطع تعلق کر لیں۔ اگر مجھے علم ہو گیا کہ کسی نے میری اجازت کے بغیر عمران سے کسی قسم کا کوئی تعلق رکھا ہے تو میں اسے سخت سزا دوں گا اوور اینڈ آل" — ایکسٹو نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اور جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"چوہان — ویگن روک دو" — جولیا نے انتہائی کرخت لہجے میں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے چوہان سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور چوہان نے ویگن کو سائیڈ پر لگا کر روک دیا۔

"چلو اترو نیچے۔ آئی ایم سوری۔ ہم ایکسٹو کے احکامات کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے۔ چلو اترو نیچے" — جولیا نے سخت لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یعنی — گک — کیا مطلب۔ میں اکیلا۔ ارے اکیلے بھی شادی ہوتی ہے۔ کیوں تنویر۔ یار صفدر۔ تم ہی اسے سمجھاؤ" — عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں تنویر اور صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں کہتی ہوں نیچے اترو۔ ورنہ دھکے دے کر اتار دوں گی۔ چلو نیچے اترو" جولیا کا لہجہ اور زیادہ سخت ہو گیا۔

"ارے ارے کچھ تو خیال کرو۔ اب اتنی بھی طوطا چشم نہ بنو" — عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب — آپ بھی تو چیف باس سے بات کرتے وقت کچھ خیال نہیں رکھتے۔ آپ اس کے مزاج کو تو جانتے ہیں" — صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اسے میں نے کیا کہہ دیا ہے صرف تنظیموں کے نام ہی تو گنوائے ہیں۔ یار جولیا سے سفارش کر دو۔ چلو مجھے میرے فلیٹ پر اتار دو"

عمران نے کہا۔

"سوری ۔۔۔ تمہیں یہیں اور ابھی اترنا ہوگا۔ یہ باس کا حکم ہے۔ اور باس کے حکم میں چوں چراں کی کوئی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ چلو نیچے اترو"
جولیا نے اور زیادہ کٹھور لہجے میں کہا۔

"یار تم سب منہ میں گھنگھنیاں ڈالے کیوں بیٹھے ہو۔ کچھ میری حمایت ہی کر دو" ۔۔۔ عمران نے اب باقی ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"سوری عمران صاحب۔ جہاں باس کا حکم ہو وہاں ہم مجبور ہیں"
صفدر نے بھی سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا یہ بات ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ آج مجھے پتہ چل گیا کہ میں خواہ مخواہ تم لوگوں کے لئے اپنی جان کھپاتا رہا۔ تم سب تو صرف باس کے حکم کے غلام ہو۔ ٹھیک ہے۔ اب دیکھوں گا کہ تمہارا باس اور تم مل کر کیا کرتے ہو۔ گڈ بائی"
عمران نے ناراض ہوتے ہوئے کہا۔ اور پھر اٹھ کر تیزی سے دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔ اس کے نیچے اترتے ہی چوہان نے ویگن آگے بڑھا دی۔

"عمران کا موڈ بتا رہا ہے کہ وہ شدید ناراض ہو گیا ہے" ۔۔۔ صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہوتا رہے ناراض ۔۔۔ ہمارا کیا بگاڑ لے گا" ۔۔۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر مسرتوں کے گلاب کھل رہے تھے۔

"تم خاموش رہو تنویر۔ وہ ہمارا کچھ بگاڑے یا نہ۔ کم از کم ہم سب مل کر بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ بہرحال تم سب نے چیف باس کے احکامات سن لئے ہیں کہ تا اطلاع ثانی عمران سے تم لوگوں نے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رکھنا" ۔۔۔ جولیا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ اور سب نے سر ہلا

دیئے۔

ویگن اب شہر کی سڑکوں پر دوڑ رہی تھی۔ لیکن ویگن میں اس طرح خاموشی طاری تھی۔ جیسے وہ لوگ پکنک مناکر آنے کی بجائے کسی کو دفنا کر واپس آ رہے ہوں ۔۔۔ حالانکہ یہی ویگن ایکسٹو کی کال آنے سے پہلے مسلسل قہقہوں سے گونج رہی تھی۔

"چیف باس نے ہمیں فلیٹوں میں رہنے کے لئے کہا ہے تو اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے یا ہونے والا ہے"
صفدر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"کیس تو ہوتے رہیں گے لیکن یہ عمران والی بات غلط ہو گئی ہے چیف باس نے تو سفارش کرنے تک کا موقع بھی نہیں دیا۔ بہرحال مجھے یقین ہے کہ چیف باس کو جلد ہی اپنے حکم میں ترمیم کرنی پڑے گی۔ عمران کے بغیر اب سیکرٹ سروس کی گاڑی چلنی بھی محال ہے" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہونہہ ۔۔۔ تم لوگوں نے خواہ مخواہ اسے سر پر چڑھا رکھا ہے"
تنویر نے نفرت بھرے انداز میں ہنکارا بھرتے ہوئے کہا۔ لیکن کسی نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ سب سر جھکائے خاموش بیٹھے تھے۔

"میری بیوی بیمار ہے سر۔ اس لئے میں معذرت خواہ ہوں۔ گریٹ لینڈ کے دورے پر نہ جا سکوں گا۔ اور یہ میرا آخری اور قطعی فیصلہ ہے"۔۔۔ افشار نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"افشار۔۔۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر تمہیں ہو کیا گیا ہے۔ اول تو تمہاری بیوی مجھے بیمار نہیں لگتی۔ اور اگر بفرضِ محال بیمار بھی ہے تو اس کا علاج کرکٹ کنٹرول بورڈ کرا سکتا ہے تمہیں اس سلسلے میں فکر مند ہونے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔ یہ ملک کی عزت کا سوال ہے۔ تمہارا ٹیم کے ساتھ جانا انتہائی ضروری ہے۔ تمہارے بغیر ٹیم کی آدھی طاقت ختم ہو جائے گی" ٹیم کے منیجر اور کوچ اسرار احمد نے افشار کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"سر۔۔۔ میں نے کہہ دیا ہے کہ میں اس دورے پر نہیں جاؤں گا۔ کسی صورت بھی نہیں جاؤں گا۔ میری بیوی بیمار ہے۔ اور بس" افشار نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"بھئی کوئی وجہ بھی تو ہو نہ جانے کی۔ اب تمام تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں۔ اور تم جانتے ہو کہ تمہارے اس نہ جانے کے اعلان کا ملک میں کس قدر شدید ردعمل ہوا ہے۔۔۔ ہر شخص سراپا احتجاج بنا ہوا ہے۔ پریس میں علیحدہ دھڑا دھڑ لکھا جا رہا ہے۔ اعلیٰ حکام ہم پر دباؤ ڈال رہے ہیں۔ ادھر ارشد نے بھی اچانک نہ جانے کا اعلان کر دیا ہے۔ آخر یہ ہو کیا رہا ہے۔ مجھے اصل بات بتاؤ۔ اصل مسئلہ کیا ہے"۔۔۔ اسرار احمد نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

"ارشد نے بھی انکار کر دیا ہے۔ کیوں"۔۔۔ افشار نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"کیوں کا کوئی جواب نہیں ہے۔ تم نے بہرحال بیوی کی بیماری کا کہا ہے۔ اس کے پاس تو ایسی بھی کوئی وجہ نہیں ہے۔ بس انکار ہے"۔۔۔ اسرار احمد نے کہا۔

"بہرحال اسرار احمد صاحب۔ آپ میرے استاد بھی ہیں۔ باپ کی جگہ پر بھی ہیں۔ میں آپ کی دل سے عزت کرتا ہوں۔ اس لئے پلیز آپ مجھ پر دباؤ نہ ڈالیں۔۔۔ میں کسی قیمت پر اس دورے پر نہ جاؤں گا۔ چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو جائے"۔۔۔ افشار نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"یعنی مطلب یہ ہوا کہ بیوی کی بیماری کا تم نے بہانہ بنایا تھا" اسرار احمد نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہی سمجھ لیں"۔۔۔ افشار نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ اس کا مطلب ہے کوئی گہری سازش ہو رہی ہے۔ میری ساری عمر اسی میدان میں گزری ہے۔ میں نے دھوپ میں بال سفید

نہیں کئے۔ ارشد کے اچانک انکار سے میرا ماتھا ٹھنکا تھا لیکن اب تمہاری
بات سن کر میں کنفرم ہو گیا ہوں" ___ اسرار احمد نے سر ہلاتے ہوئے
کہا۔

"کوئی سازش نہیں ہے اسرار صاحب۔ آپ غلط سوچ رہے ہیں۔
بہرحال آپ جو چاہیں سوچیں۔ میں اس معاملے میں کوئی مداخلت نہیں کر سکتا۔
بہرحال میں نہیں جاؤں گا۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے" ___ افشار نے کہا۔

"اوکے ___ خدا حافظ" ___ اسرار احمد نے رکتے ہوئے کہا۔

اور پھر بغیر کوئی بات کئے وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ڈرائنگ روم سے باہر نکلے
اور پورچ میں کھڑی اپنی کار میں آ بیٹھے۔ ان کے چہرے پر پھیلی ہوئی شکنیں
بتا رہی تھیں کہ وہ کسی گہری سوچ میں غرق ہیں۔

کار افشار احمد کی کوٹھی سے نکل کر سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ لیکن ان کا ذہن
کہیں اور پہنچا ہوا تھا۔ انہیں اپنا وقت یاد آ رہا تھا۔ جب وہ قومی ٹیم میں
بحیثیت باؤلر انتہائی اہم حیثیت رکھتے تھے تو اسی طرح ایک دورے
کے دوران ان کو لالچ دیا گیا تھا کہ وہ ٹیم کے ساتھ کھیلنے سے انکار کر دیں
لیکن انہوں نے یکسر انکار کر دیا تھا ___ لیکن اب وہ سوچ رہے تھے کہ آج
کے کھلاڑی شاید اس قسم کے لالچ کے سامنے نہ ٹھہر سکے ہوں گے لیکن
بحیثیت منیجر اور کوچ وہ اسے برداشت نہ کر سکتے تھے کہ افشار اور ارشد
ٹیم میں نہ کھیلیں ___ اس طرح لازماً ٹیم کی طاقت ختم ہو جائے گی۔ اور پھر
سوائے یقینی ہار کے اور کوئی نتیجہ برآمد نہ ہو گا اور اسرار احمد کسی سازش
کے تحت ٹیم کی ہار کسی صورت برداشت نہ کر سکتے تھے۔ لیکن اب وہ سوچ
رہے تھے کہ اگر واقعی یہ کوئی سازش ہے تو اس کا کھوج کیسے لگایا جا سکتا۔

اور اس کا مداوا کیسے ہو سکتا ہے۔ انہیں ایسا کوئی آدمی سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔
جس سے وہ یہ بات کریں۔ وہ اپنی اس سوچ کو عام بھی نہ کر سکتے تھے۔ کیونکہ
بغیر کسی ثبوت کے سازش کا ذکر کرنے کا مطلب یہی ہو گا کہ گریٹ لینڈ کا کرکٹ
کنٹرول بورڈ اسے اپنے پر لے جائے گا اور اس طرح ایسا بڑا تنازعہ شروع
ہو جائے گا کہ جو پوری قومی ٹیم کے لئے مصیبت بن جائے گا۔ اس لئے
وہ کسی ایسے ذمہ دار آدمی سے بات کرنا چاہتے تھے۔ جو اسے راز بھی رکھ سکیں
اور سازش کا کھوج بھی لگایا جا سکے ___ یہی سوچتے ہوئے وہ کار سڑکوں پر
دوڑاتے پھر رہے تھے۔ لیکن ایسا کوئی آدمی ان کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔ اور پھر
جیسے آسمانی بجلی کوندتی ہے۔ اس طرح ان کے ذہن میں وزارت خارجہ کے
سیکرٹری سر سلطان کا خیال آیا ___ سر سلطان دور سے اسرار احمد کے
رشتہ دار بھی لگتے تھے۔ اور ایک نجی محفل میں انہوں نے ذکر بھی کیا تھا کہ پاکیشیا
سیکرٹ سروس سے ان کا قریبی تعلق ہے۔ اور انہوں نے نجی طور پر پاکیشیا
سیکرٹ سروس کے کارناموں کا بھی ذکر کیا تھا ___ سر سلطان
واقعی انتہائی ذمہ دار آدمی تھے۔ اس لئے ان سے بات کی جا سکتی ہے۔
وہ ضرور کوئی نہ کوئی لائحہ عمل نکال لیں گے۔ اور بات بھی باہر نہ نکلے گی۔ چنانچہ
یہ فیصلہ کرتے ہی اس نے کار کا رخ سر سلطان کی کوٹھی کی طرف کر لیا۔
آج چونکہ ہفتہ وار تعطیل کا دن تھا ___ اس لئے ظاہر ہے سر سلطان
اپنی کوٹھی پر ہی موجود ہوں گے۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سر سلطان کے
ڈرائنگ روم میں موجود تھا۔

"آج ادھر کیسے بھول پڑے اسرار۔ تمہیں تو کرکٹ سے ہی فرصت نہیں
ملتی" ___ سر سلطان نے اسرار احمد کا استقبال کرتے ہوئے مسکرا

کر کہا۔

"واقعی انکل۔ کرکٹ نے مجھے کسی سے ملنے ملانے کا ہی نہیں چھوڑا۔ اور سیدھی بات یہ ہے کہ آج بھی میں اسی سلسلہ میں آیا ہوں" اسرار احمد نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کرکٹ کے سلسلہ میں اور میرے پاس۔ میں سمجھا نہیں۔ اب اس عمر میں کرکٹ تو مجھ سے کھیلی نہیں جاسکتی۔ اور نہ ہی مجھے اس میں کوئی دلچسپی ہے" سر سلطان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ اور اسرار احمد بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کو کرکٹ کھیلنے کی دعوت دینے کی بات نہیں ہے۔ بلکہ کرکٹ کو بچانے کے لئے حاضر ہوا ہوں" — اسرار احمد نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"کرکٹ کو بچانے کے لئے — کیا مطلب — کیا ہوا کرکٹ کو" سر سلطان واقعی بے حد حیران ہو رہے تھے۔

"کرکٹ کے خلاف کوئی گہری سازش ہو رہی ہے۔ اور آپ جانتے ہیں کہ ہمارے ملک کے عوام کرکٹ کے معاملے میں کس قدر حساس ہیں" اسرار احمد نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"سازش ہو رہی ہے۔ میں تمہاری بات سمجھا نہیں اسرار احمد۔ تم نے جو کچھ کہنا ہے کھل کر کہو۔ باقی رہی حساسیت والی بات تو وہ میں اچھی طرح جانتا ہوں — اور اب تو کرکٹ ڈپلومیسی باقاعدہ خارجہ تعلقات میں استعمال ہوتی ہے" — سر سلطان نے کہا۔

"دیکھیے انکل — ہماری قومی ٹیم چند روز میں گریٹ لینڈ کے دورے پر جا رہی ہے۔ جہاں کئی سائیڈ میچوں کے ساتھ ساتھ اس نے تین انٹرنیشنل ون ڈے اور دو ٹیسٹ میچز کھیلنے ہیں۔ یہ مقابلے بڑے کانٹے دار ہوں گے۔ اس لئے تو پوری دنیا کے عوام اور خاص طور پر پاکیشیا کے عوام اس سلسلے میں ایک ایک لمحہ گن گن کر گزار رہے ہیں — اور یہ بھی آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہمارے ملک کے عوام اور اعلیٰ حکام سب ہی کھیل کے میدان میں اپنی ٹیم کو ہر صورت میں فاتح دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور ہماری ٹیم کے متعلق سب یہی کہتے ہیں کہ اس بار وہ گریٹ لینڈ سے ون ڈے میچز اور ٹیسٹ میچز جیت کر ہی آئے گی۔ لیکن اب اچانک عجیب و غریب باتیں سامنے آنے لگ گئی ہیں — ایسی باتیں جن کا میں تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔ یہ ایسی باتیں ہیں کہ اگر یہ پوری ہو گئیں تو پھر گریٹ لینڈ میں فتح کا سوال ہی خارج از امکان ہو جائے گا" — اسرار احمد نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیسی باتیں — میں اب بھی تمہاری بات نہیں سمجھا" — سر سلطان نے پوچھا۔ ان کے لہجے میں بدستور حیرت تھی۔

"ہماری ٹیم میں ایک مایہ ناز باؤلر ہے افتخار اور ایک ریکارڈ ہولڈر بیٹسمین ہے ارشد۔ آپ یوں سمجھئے کہ یہ دونوں مل کر ٹیم کی آدھی طاقت ہیں۔ وہ چند روز پہلے بالکل ٹھیک ٹھاک تھے — خوش خرم تھے۔ باقاعدگی سے ٹریننگ کیمپ میں حصے لے رہے تھے۔ لیکن اب اچانک ان دونوں نے گریٹ لینڈ کے دورے پر جانے سے انکار کر دیا ہے۔ یہ اتنا بڑا دھچکہ ہے کہ آپ یقین کریں کہ پورا پاکیشیا ہل گیا — پریس میں شور مچ گیا۔ دھڑا دھڑ خطوط، ٹیلی گرامز، اور فون آنے لگ گئے۔ کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔ حتیٰ کہ آپ یقین کیجیے پرائم منسٹر اور صدر مملکت تک نے مجھ سے اس کا پس منظر پوچھا۔ وہ سب پریشان تھے۔

اور صدر مملکت نے کہا کہ ان دونوں کو ہر قیمت پر ٹیم کے ساتھ جانے کے لئے تیار کیا جائے۔ اگر ان کے کچھ مطالبے ہوں تو وہ فوراً اور ہر قیمت پر پورے کئے جائیں ——— اگر ان کی کچھ شرطیں ہوں تب بھی وہ پوری کی جائیں۔ لیکن ان دونوں کی طرف سے نہ کوئی مطالبہ تھا نہ کوئی شرط۔ بس ایک ہی بات کہ وہ گریٹ لینڈ کے دورے پر جانے سے معذور ہیں۔ پہلے افشار نے انکار کیا۔ اس کا پس منظر یہ ہوا کہ وہ اپنے وقت پر ٹھیک ٹھاک ٹریننگ کیمپ میں آیا ۔ اور فزیکل فٹنس کی ٹریننگ میں شامل ہو گیا کہ اتنے میں اسی کے گھر سے بیگم کا فون آیا ——— وہ فون سن کر کار میں بیٹھا اور بغیر کسی کو کچھ بتائے گھر چلا گیا۔ جب اسے گئے ہوئے کافی دیر ہو گئی تو مجھے تشویش ہوئی۔ میں نے اس کے گھر فون کیا۔ لیکن کسی نے رسیور نہ اٹھایا۔ اب تو میں بے حد گھبرایا اور کار لے کر اس کے گھر گیا ——— وہاں وہ موجود تھا۔ اس کی بیوی نڈھال تھی۔ دونوں کا رنگ زرد تھا۔ میں نے اس سے خیریت پوچھی تو اس نے کہا کہ اس کی بیوی اچانک بیمار ہو گئی ہے۔ اور اس نے فیصلہ کیا ہے کہ بیوی کی بیماری کی وجہ سے وہ گریٹ لینڈ کے دورے پر نہیں جائے گا ——— میں اس کی بات سن کر بے حد حیران ہوا۔ مجھے یقین نہ آ رہا تھا۔ لیکن وہ اپنی بات پر مُصر تھا۔ میں نے لیڈی ڈاکٹر کو بلایا تو اس نے اس کی بیوی کو چیک کرنے کے بعد صرف اتنا بتایا کہ کچھ ذہنی دباؤ ہے۔ اس کے علاوہ وہ بالکل ٹھیک ٹھاک ہے ——— لیکن افشار مسلسل اس بات پر مُصر رہا کہ وہ کسی صورت گریٹ لینڈ کے دورے پر نہیں جائے گا۔ میں نے سوچا کہ شاید وقتی طور پر بیوی کی پریشانی کی وجہ سے ایسا کہہ رہا ہے۔ ایک آدھ دن میں نارمل ہو جائے گا۔ لیکن اس نے اپنا فیصلہ پریس میں دے دیا۔

دوسرے روز ایک اور دھماکہ ہوا۔ ہماری ٹیم کا پختہ کار بیٹسمین ارشد کیمپ

نہ پہنچا۔ اور پھر اس کی طرف سے بھی پریس میں یہ اعلان کیا گیا کہ وہ گریٹ لینڈ کے دورے پر نہ جائے گا۔ اب تو ہم سب بے حد پریشان ہو گئے۔ ہم نے ان دونوں کو منوانے کی سر توڑ کوشش کی لیکن وہ کسی طرح مان ہی نہیں رہے "۔

اسرار احمد مسلسل بولتے بولتے آخر تھک کر خود ہی خاموش ہو گیا۔

" لیکن اسرار احمد۔ اس میں سازش کہاں سے گھس آئی۔ اگر کوئی کھلاڑی نہیں کھیلنا چاہتا تو میرے خیال میں دنیا کا کوئی قانون انہیں زبردستی نہیں کھلوا سکتا ——— زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ انہیں ٹیم سے مستقل طور پر نکال دیا جائے اور ان کے متبادل کو جگہ دے دی جائے "——— سر سلطان نے بھنویں اچکاتے ہوئے کہا۔

" آپ بات سمجھ نہیں رہے۔ میری ساری عمر اس کھیل میں گزری ہے۔ میرا خیال ہے کوئی گہری سازش ہو رہی ہے۔ ان دونوں کو یا تو کوئی لالچ دے کر روکا جا رہا ہے یا پھر ان پر کوئی دباؤ ڈالا جا رہا ہے ——— اور اس کا مقصد یہی ہے کہ پاکیشیا ٹیم گریٹ لینڈ سے میچ ہار جائے "——— اسرار احمد نے کہا۔

" تو تمہارا مطلب ہے۔ یہ سازش گریٹ لینڈ کا کرکٹ کنٹرول بورڈ کر رہا ہے "——— سر سلطان نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

" نہیں ——— میں کھلاڑیوں کی نفسیات کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ کھلاڑی کبھی فاؤل پلے نہیں کرتے۔ ہار جیت تو ہوتی رہتی ہے۔ اور گریٹ لینڈ کرکٹ کنٹرول بورڈ کے اعلیٰ احکام سب کے سب اپنے وقتوں کے مایہ ناز کھلاڑی رہ چکے ہیں۔ ان کی طرف سے تو ایسی کسی حرکت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ یہ تو کوئی اور چکر معلوم ہوتا ہے ——— میں آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ ایک تو آپ ذمہ دار آدمی

ہیں۔ یہ سازش والی بات میں کسی غیر ذمہ دار آدمی سے تو کہہ ہی نہیں سکتا کیونکہ اگر یہ بات پریس میں آگئی تو پھر سمجھیے یہ سارا دورہ بھی کینسل ہوگا اور پاکیشیا کے خلاف ساری دنیا میں نفرت پھیل جائے گی ___ لیکن میں اصل بات کا کھوج بھی لگانا چاہتا ہوں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ صرف پاکیشیائی قومی کرکٹ ٹیم کے خلاف ہی سازش نہیں پورے ملک کی عزت کے خلاف سازش ہے" ___ اسرار احمد نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

"تم تو واقعی بے حد جذباتی ہو رہے ہو۔ حالانکہ میرا خیال ہے یہ عام روٹین کا مسئلہ ہے۔ بہرحال اب تم آئے ہو تو یہ بتاؤ کہ اس سلسلے میں میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں" ___ سر سلطان نے غیر جذباتی لہجے میں کہا۔

"آپ نے ایک بار کہا تھا کہ آپ کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کسی طور بنتا ہے اور آپ نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے انتہائی حیرت انگیز کارنامے بھی بتائے تھے ___ میں سوچ رہا ہوں اگر اس سازش کا پاکیشیا سیکرٹ سروس پتہ چلائے تو یہ پورے ملک کے لئے سب سے بہتر بات ہو گی" ___ اسرار احمد نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا اور سر سلطان اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم واقعی بے حد پریشان ہو۔ اس لئے تم نے ایسی بات سوچی۔ ورنہ یہ سیکرٹ سروس کا کام نہیں ہے کہ وہ دو کھلاڑیوں کے کھیلنے سے انکار کو سازش سمجھتے ہوئے ان کی تفتیش شروع کر دے ___ سیکرٹ سروس تو انتہائی ٹاپ معاملات میں حرکت میں آتی ہے۔ جو کچھ تم سوچ رہے ہو ایسا تو ہونا ہی ناممکن ہے خارج از بحث ہے" ___ سر سلطان نے کہا۔ اور اسرار احمد کا چہرہ یک لخت لٹک گیا۔ اس کی آنکھوں سے مایوسی جھلکنے لگی۔

"ٹھیک ہے جناب میں نے آپ کا قیمتی وقت ضائع کیا۔ اب مجھے اجازت دیجیے" ___ اسرار احمد نے تھکے تھکے اور دل شکستہ لہجے میں کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ارے۔ تم تو بے حد دل شکستہ نظر آ رہے ہو۔ میرا خیال ہے یہ کوئی ایسی بات نہیں جس پر یہ تمہاری یہ حالت ہو" ___ سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ شاید انہیں قطعاً یہ توقع نہ تھی کہ اسرار احمد پر اس بات کا اس قدر اثر بھی ہو سکتا ہے۔ وہ چونکہ اس سارے معاملے میں غیر جذباتی رہے تھے۔ اس لئے انہیں اس دل شکستگی کی کوئی منطقی وجہ سمجھ نہ آ رہی تھی۔

"انکل آپ نہیں جانتے کہ کیا ہو گیا ہے اور آئندہ کیا ہوگا۔ کاش آپ کو کرکٹ سے کوئی دلچسپی ہوتی۔ بہرحال اب جو بھی ہوگا دیکھا جائے گا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حکومت کے خلاف مظاہرے شروع ہو جائیں" اسرار احمد نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"حکومت کے خلاف مظاہرے ___ وہ کیوں۔ حکومت نے کیا کیا ہے۔ کھلاڑی خود نہیں جا رہے۔ حکومت تو انہیں نہیں روک رہی" ___ سر سلطان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عوام یہی سمجھیں گے کہ حکومتی افراد کی دھڑے بندی اور سیاست کی وجہ سے ان کھلاڑیوں کو کھیلنے سے روکا جا رہا ہے۔ آپ دیکھ لیں ایسا ہی ہو گا" ___ اسرار احمد نے کہا۔

"اچھا ___ بہرحال تم بیٹھو۔ میں کچھ کرتا ہوں۔ میں ایک آدمی کو بلاتا ہوں۔ اس کا سیکرٹ سروس سے براہ راست تو کوئی تعلق نہیں۔ لیکن وہ سیکرٹ سروس کے لئے کام ضرور کرتا ہے۔ اگر وہ تمہاری بات سمجھ گیا اور واقعی کوئی سازش

ہوئی تو پھر سمجھو وہ سازش چند روز میں ہی جڑ سے اکھڑ جائے گی۔"
سر سلطان نے کہا۔ ان کے ذہن میں ظاہر ہے عمران کا ہی خیال آیا تھا۔
"سوچ لیجئے انکل —— ایسا نہ ہو کہ یہ شخص غیر ذمہ دار ہو اور بات لیک آؤٹ ہو جائے۔" —— اسرار احمد نے کہا۔ اور سر سلطان عمران کی بابت غیر ذمہ داری کا سوچ کر ہی ہنس پڑے۔

"وہ غیر ذمہ دار آدمی کیسے ہو سکتا ہے۔ اسرار احمد۔ وہ تو اس ملک کی آن ہے۔ بس یوں سمجھو کہ اگر یہ شخص غیر ذمہ دار ہوتا۔ تو اب تک ہمارا ملک لاتعداد بحرانوں کا شکار ہو چکا ہوتا —— لیکن ایک بات پہلے سے بتا دوں۔ یہ آدمی انتہائی لاابالی۔ اور مزاحیہ طبیعت کا آدمی ہے۔ اس سے مل کر ایک بار تو آدمی سوچتا رہ جاتا ہے۔ کہ اس آدمی میں ذمہ داری کی معمولی سی رمق بھی نہیں ہے —— لیکن درحقیقت ایسا نہیں ہے۔ بس اس کا مزاج ایسا ہے۔"
سر سلطان نے کہا۔

"انکل۔ مجھے اس کے مزاج سے کیا لینا ہے۔ مجھے تو کرکٹ ٹیم کے خلاف ہونے والی سازش کا توڑ کرنا ہے اور بس۔ آپ پر مجھے مکمل اعتماد ہے۔ کہ آپ نے جس کو منتخب کیا ہے وہ لازماً ذمہ دار آدمی ہی ہوگا۔"
اسرار احمد نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم یہیں بیٹھو۔ میں جا کر اس کا پتہ کرتا ہوں۔"
سر سلطان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور اٹھ کر ڈرائنگ روم سے نکلے۔ اور اپنے مخصوص کمرے میں پہنچ کر انہوں نے سب سے پہلے تو اس کا ساؤنڈ پروف سسٹم آن کر دیا۔ تاکہ آواز باہر نہ جا سکے۔
اس کے بعد انہوں نے پہلے عمران کے فلیٹ پر فون کیا لیکن وہاں سے

سلیمان نے بتایا کہ عمران کہیں پکنک منانے گیا ہوا ہے۔ اس پر سر سلطان نے دانش منزل فون کیا۔ تو بلیک زیرو نے بتایا کہ عمران ساری سیکرٹ سروس سمیت مسوری پکنک منانے گیا ہوا ہے —— اس پر سر سلطان نے اُسے اسرار احمد کے بارے میں تفصیل بتائی۔ سازش کا ذکر کیا اور کہا کہ وہ عمران کو ٹریس کر کے کہے کہ وہ مجھے فوراً فون کرے" —— بلیک زیرو نے اثبات میں جواب دیا تو سر سلطان مخصوص کمرے سے نکل کر دوبارہ ڈرائنگ روم میں آ گئے۔

"وہ اس وقت تو شہر سے باہر گیا ہوا ہے۔ جیسے ہی آئے گا میں اُسے تمہارا پتہ دے دوں گا۔ وہ تم سے خود مل لے گا۔ تم اپنا کارڈ مجھے دے جاؤ۔ اور سنو۔ ایک بار پھر کہہ رہا ہوں کہ اس کے مذاق پر مت جانا۔ وہ انتہائی قابل اعتماد آدمی ہے" —— سر سلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ یہ میرا کارڈ۔ میں گھر پر ہی ہوں گا" —— اسرار احمد نے مطمئن لہجے میں کہا اور جیب سے کارڈ نکال کر سر سلطان کے حوالے کیا۔ اور پھر سر سلطان کا شکریہ ادا کر کے وہ ڈرائنگ روم سے باہر چلا گیا۔

عمران ویگن سے اترتے ہی ٹیکسی لے کر سیدھا دانش منزل پہنچا۔ کیونکہ بلیک زیرو کے احکامات سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ عمران سے علیحدگی میں اور فوراً کوئی بات کرنا چاہتا ہے ۔۔۔ اور ظاہر ہے وہ یہ بات ممبروں کے سامنے تو نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے عمران نے جان بوجھ کر ایسے فقرات کہے تھے۔ جن کے نتیجے میں اُسے وہیں ویگن سے اترنا پڑا۔

"ایک تو ٹیکسی کا کرایہ نکال کر یہاں میز پہ رکھو۔ دوسرا ممبروں کے سامنے بے عزتی کا ہرجانہ بھی ادا کرو" ۔۔۔ عمران نے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی ناراض لہجے میں کہا۔

"جو حکم جناب۔ لیکن خزانے کی چابی تو آپ کے پاس ہی ہے"

بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یعنی تمہارا مطلب ہے کہ خزانہ اور ہرجانہ برابر۔ اچھا چلو ایسے ہی سہی۔ چائے پلواؤ بس۔ فی الحال یہی ہرجانہ ہے" ۔۔۔ عمران نے کرسی پہ ڈھیر

ہوتے ہوئے کہا۔

"ابھی بنا کر لاتا ہوں۔ پہلے آپ سر سلطان سے بات کر لیجئے۔ ان کا فون آیا تھا کہ قومی کرکٹ ٹیم کے خلاف کوئی گہری سازش ہو رہی ہے۔ اور عمران نے اس سازش کا پتہ کرنا ہے ۔۔۔ اس لئے وہ جہاں بھی ہے اُسے ڈھونڈھ کر مجھ سے بات کراؤ" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کرکٹ ٹیم کے خلاف سازش اور پتہ میں نے کرنا ہے۔ لاحول ولا قوۃ" ۔۔۔ یہ دن بھی دیکھنے تھے بے چارے ایکسٹو نے" ۔۔۔ عمران نے انتہائی برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جب ایکسٹو چائے بنا کر پلا سکتا ہے تو سازش تو بہرحال سازش ہے" بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے ملحقہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اور عمران اس کا فقرہ سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہی صورت حال رہی تو ایکسٹو کو مستقل دھندہ بھی یہی چائے والا کرنا پڑے گا۔ اس لئے تو میں تمہیں ابھی سے ٹریننگ دے رہا ہوں۔ جولیا برتن دھویا کرے گی ۔۔۔ تنویر اکھڑ گاہکوں سے رقم وصول کیا کرے گا۔ اور باقی ممبرز گاہکوں کو چائے سرو کیا کریں گے اور دکان پہ لکھا ہوا ہوگا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس ٹی ہاؤس۔ پروپرائٹر ایکسٹو" ۔۔۔ عمران نے اونچی آواز میں کہا۔ اور دروازہ کراس کرتے ہوئے بلیک زیرو کا قہقہہ نکل گیا۔

عمران نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور سر سلطان کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"سلطان سپیکنگ" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"میں نے سنا ہے آپ وزارت خارجہ چھوڑ کر اب وزارت کھیل کے سیکرٹری بن گئے ہیں۔ چلو اچھا ہوا کم از کم میچز کے فری پاس تو آسانی سے مل جایا کریں گے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ عمران بیٹے۔ تمہیں بلیک زیرو نے تفصیل تو بتا دی ہو گی۔ دراصل یہ کوئی سرکاری کیس نہیں ہے۔ پاکیشیا قومی کرکٹ ٹیم کا منیجر اور کوچ اسرار احمد رشتے میں میرا بھتیجہ لگتا ہے وہ بڑا پریشان ہو کر میرے پاس پہنچا۔ میں نے تو اُسے ٹالنے کی بے حد کوشش کی۔۔۔۔ لیکن اس کی حالت بتا رہی تھی کہ اگر اس کے ذہن کے مطابق قومی ٹیم کے خلاف ہونے والی سازش کا خاتمہ نہ کیا گیا تو پورا ملک تہہ و بالا ہو جائے گا۔ اس لئے مجبوراً میں نے تمہیں فون کیا۔ تم ہی اب میرے گلے سے یہ ہڈی نکال سکتے ہو"۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

اور عمران ان کا آخری فقرہ سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے۔ اب آپ تو بن گئے بوڑھے شیر۔ کہ گلے میں ہڈی پھنسا بیٹھے اور مجھے بنا دیا سارس کہ لمبی چونچ ڈال کر میں ہڈی نکالنے لگوں اور آپ اطمینان سے منہ بند کر لیں۔ یہی بات ہے ناں"۔۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔ اس نے بچوں کی مشہور کہانی بوڑھے شیر کا حوالہ دیتے ہوئے کہا۔ اور سر سلطان بھی اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم سے بھی خدا بچائے۔ کہاں سے کہاں بات جا ملاتے ہو۔ میں نے تو محاورتاً کہہ دیا تھا"۔۔۔۔ سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں بوڑھا شیر بھی تو محاورہ کی یاد ہی دیتا ہے۔ بیچارے سارس کو۔ لیکن یہ سازش کیا ہے۔ جس سے ملک بحران کی زد میں آ رہا ہے"۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"سازش کیا ہوتی ہے۔ اسرار احمد کے ذہن کا خیال ہے۔ قومی ٹیم کے دو کھلاڑیوں نے اچانک گریٹ لینڈ کے دورے پر جانے سے انکار کر دیا ہے۔ اور اسرار احمد کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے بڑی گہری سازش ہو رہی ہے"۔۔۔۔ سر سلطان کے لہجے میں بیزاری تھی۔

"کیا۔۔۔۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ دو کھلاڑیوں نے گریٹ لینڈ کے دورے پر جانے سے انکار کر دیا ہے۔ کس کس نے"۔۔۔۔ عمران نے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"وہ دو نام تو لے رہا تھا۔ مجھے پوری طرح یاد تو نہیں رہے۔ ایک باؤلر تھا۔ کیا نام تھا۔ افسر۔۔۔۔ افسار۔۔۔۔۔۔"۔۔۔۔ سر سلطان نے یاد کرتے ہوئے کہا۔

"افشار تو نہیں"۔۔۔۔ عمران نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"ہاں ہاں افشار۔۔۔۔ بالکل یہی نام تھا۔ اور دوسرا وہ بیٹسمین بتا رہا تھا۔ ہاں یاد آ گیا۔ ارشد نام بتا رہا تھا"۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

"اوہ۔۔۔۔ یہ تو واقعی کوئی سازش لگتی ہے۔ اگر یہ دونوں نہیں کھیلیں گے تو پھر ٹیم کا تو وہاں بڑا ابتر حشر ہو گا۔ لیکن انہوں نے نہ کھیلنے کی کوئی وجہ بتائی ہے"۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اسرار احمد کے مطابق وجہ بھی کوئی نہیں۔ بس اچانک انہوں نے انکار کر دیا۔ حالانکہ ٹیم کے جانے میں صرف چند دن رہ گئے ہیں۔ لیکن تمہاری سنجیدگی بتا رہی ہے کہ اسرار احمد کا خیال درست ہے"۔۔۔۔ سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بالکل درست ہے۔ آپ کو کرکٹ کے کھیل سے دلچسپی نہیں ہے۔

اس لئے آپ کو علم ہی نہیں کہ قوم کے کرکٹ کے بارے میں کیا جذبات ہیں یہ تو واقعی ملک میں زبردست بحران آجائے گا۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ میں ذاتی طور پر اس کی وجہ جاننے کی کوشش کروں گا۔ آپ اسرار احمد کا فون نمبر مجھے دے دیں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور پھر سر سلطان نے جب فون نمبر بتایا تو اس نے خدا حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

بلیک زیرو اس دوران چائے کی دو پیالیاں بنا کر لا چکا تھا۔ اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری خود اپنے سامنے۔

عمران کی پیشانی پر گہری سنجیدگی کے آثار نمایاں تھے۔

"یہ کیا سازش ہو سکتی ہے عمران صاحب۔ کیا گریٹ لینڈ کرکٹ کنٹرول بورڈ کا چکر ہو گا" ۔۔۔ بلیک زیرو نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

"نہیں ۔۔۔ کھلاڑی چاہے کسی بھی ملک کا ہو وہ فاؤل پلے نہیں کرتا۔ یہ کوئی اور ہی سلسلہ ہے۔ میرے ذہن میں ایک آئیڈیا آرہا ہے۔ اچھا۔ ٹھہرو۔ ابھی تصدیق ہو جاتی ہے" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے چائے کا گھونٹ لینے کے بعد پیالی واپس میز پر رکھی اور رسیور اٹھا کر اس نے نمبر ملانے شروع کر دیئے۔

بلیک زیرو خاموشی سے چائے پیتا ہوا اسے دیکھتا رہا۔ عمران فارن کال کے نمبر ملا رہا تھا۔

"ڈبلیو ڈی ٹارکم اینڈ کمپنی" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز ابھری۔

"ٹارکم سے بات کرائیے۔ میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں" ۔۔۔ عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"گریٹ لینڈ کے دارالحکومت فون کیا ہے آپ نے"

بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔

"یس ٹارکم سپیکنگ ۔۔۔ کون بات کر رہا ہے" ۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز رسیور پر سنائی دی۔

"یار اگر تم اپنا نام ٹارکم کی بجائے ٹالکم رکھ لیتے تو کم از کم مجھے ٹالکم پوڈر تو مہنگے داموں نہ خریدنا پڑتا۔ بس تمہیں فون کر لیا اور خوشبو رسیور کے راستے کان میں اور پھر کان سے ہوتی ہوئی سارے جسم میں پھیل جاتی بھینی بھینی خوشبو" ۔۔۔ عمران کی زبان بھی تو رکنے میں ہی نہ آرہی تھی۔

"اوہ ۔۔۔ عمران بول رہے ہو۔ ایسی بات تم ہی کر سکتے ہو" دوسری طرف سے ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ظاہر ہے تمہاری آواز سننے کے بعد مجھے خوشبو کی ضرورت تو پڑنی ہی ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور ٹارکم کا قہقہہ رسیور سے اتنے زور سے نکلا جیسے وہ اسی کمرے میں بیٹھا ہنس رہا ہو۔

"تو کیا اتنے فاصلے کی کال تم نے اس مقصد کے لئے کی ہے کہ میں اپنا نام بدل لوں" ۔۔۔ ٹارکم نے ہنسی روکتے ہوئے پوچھا۔

"میرے لئے فاصلے کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ کال کی رقم تو تمہاری یہ ٹائر بیچنے والی کمپنی ہی ادا کرے گی۔ ہاں یہ بتاؤ وہ تمہاری شرطیں لگانے والی عادت آج کل بھی جاری ہے یا توبہ تائب ہو چکے ہو" ۔۔۔ عمران نے بات کا رخ موڑتے ہوئے کہا۔

"توبہ تائب ۔۔۔ وہ کیوں ۔۔۔ اسے یہ تو اپنا بونس ہوتا ہے۔ اچھی

خاصی رقم ہاتھ لگ جاتی ہے۔ لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو" ـــــ ٹارکم نے پوچھا۔

"بس یار کیا بتاؤں۔ بڑا کڑکی کا زمانہ آگیا ہے۔ ڈیڈی کا جاگیردارانہ جلال آج کل زوروں پر ہے۔ اخبارات میں میرے عاق نامے چھپ رہے ہیں ـــــ میں نے تو بڑی درخواستیں کی ہیں کہ جلو اخباروں میں اشتہار چھپوانے کی بجائے وہی رقم مجھے دے دیں تو میں از خود عاق ہونے کے لئے تیار ہوں۔ مگر وہ مانتے ہی نہیں۔ ہاں یہ بتاؤ آج کل کون سا آئیٹم زوروں پر ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

"کیا مطلب ـــــ کیا تم واقعی شرط لگانے کے موڈ میں ہو۔ لیکن اصل بات بتاؤ۔ مجھے چکر نہ دو۔ میں تمہاری فطرت اچھی طرح جانتا ہوں" ـــــ ٹارکم نے جواب دیا۔

"جب جانتے ہی ہو تو پھر بتانے کا کیا فائدہ۔ خواہ مخواہ فون کال لمبی ہو جائے گی۔ اور تمہاری کمپنی کو خسارے کی سرمایہ کاری کرنی پڑ جائے گی۔ تم بس اتنا بتا دو کہ آئیٹم کون سا عروج پر ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

"آج کل تو تمہارے ملک پاکیشیا کی قومی کرکٹ ٹیم اور گریٹ لینڈ کے درمیان ہونے والے میچز پر لمبی شرطیں لگ رہی ہیں" ـــــ ٹارکم نے جواب دیا۔

"اچھا ـــــ پھر کس کا بھاؤ تیز جا رہا ہے" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"بھاؤ تو پاکیشیا ٹیم کا تیز ہے۔ پانچ اور چھتیس کا بھاؤ آج چل رہا ہے لیکن میرے خیال میں صورت حال بدل جائے گی۔ کیونکہ آج ہی مجھے پتہ چلا

کہ پاکیشیا کی ٹیم کے دو سپر ہٹ کھلاڑی دورے پر نہیں آ رہے۔ لیکن یار مسئلہ بڑا خراب ہو جائے گا۔ کیونکہ میں نے بھی پاکیشیا ٹیم پر لمبی رقم لگا رکھی ہے" ـــــ ٹارکم نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو تمہارا مطلب ہے کہ ان دو کھلاڑیوں کے نہ آنے کی وجہ سے گریٹ لینڈ کا بھاؤ پاکیشیا سے چڑھ جائے گا" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"نہیں ـــــ بھاؤ تو اب نہیں چڑھے گا اور ٹی ڈی کارپوریٹ والے اب چڑھنے بھی نہ دیں گے وہ بکنگ ہی بند کر دیں گے۔ لیکن اگر واقعی پاکیشیا ٹیم ہار گئی تو سب لوگوں کی لمبی رقمیں ڈوب جائیں گی" ٹارکم نے جواب دیا۔

"یہ ٹی ڈی کارپوریٹ کیا بلا ہے۔ کیا کوئی ڈی ڈی ٹی بیچنے والی کمپنی ہے" ـــــ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ارے نہیں ـــــ یہ شرطیں لگانے والا ایک ادارہ ہے۔ اب ظاہر ہے قانونی طور پر تو شرطیں نہیں لگائی جاتیں۔ یہ سارا دھندہ ہی غیر قانونی ہے۔ لیکن یہ ٹی ڈی کارپوریٹ والے بڑے مستحکم ہیں۔ بڑا لمبا کاروبار ہے ان کا ـــــ اب تو پورے گریٹ لینڈ پر اس دھندے میں ان کی اجارہ داری ہے ـــــ بڑے لمبے ہاتھ ہیں ان کے۔ لیکن ایک بات ہے جس طرح یہ رقم وصول کرنے میں سخت ہیں۔ اس طرح رقم دینے میں بھی کھرے ہیں" ـــــ ٹارکم نے جواب دیا۔

"لمبے ہاتھوں سے کیا مطلب ـــــ کیا گوریلے ہیں یہ" عمران نے ایک بار پھر ٹیڑھی سے اترتے ہوئے پوچھا۔ اور جواب

ہیں ٹارکم ہنس پڑا۔

" ایسا ہی سمجھو۔ گوریلے بھی ہیں اور بھیڑیئے بھی۔ ایک نمبر جرائم پیشہ لوگ ہیں" ــــــ ٹارکم نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

" میں نے تو سنا ہے کہ رقم بچانے کے لئے یہ غلط ہتھکنڈے بھی استعمال کرتے ہیں۔ اب دیکھو ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ کسی سازش سے ہی پاکیشیا ٹیم کو ہروا دیں ایسی صورت میں تو کروڑوں اربوں روپے بچ جائیں گے انہیں" ــــــ عمران نے مطلب پہ آتے ہوئے کہا۔

" ہاں ہو تو سکتا ہے۔ لیکن اگر یہ ایسا کام کریں گے تو براہِ راست نہیں کریں گے۔ کیونکہ اس طرح ان کی ساکھ خراب ہو جائے گی۔ اور پھر آئندہ ان کے نام پر بکنگ ہی نہ ہو گی ــــــ البتہ ایسا ہو سکتا ہے کہ یہ کسی آرگنائزیشن کے ذمہ یہ کام لگا دیں۔ لیکن میرا خیال ہے یہ اتنی دور نہ جائیں گے" ــــــ ٹارکم نے جواب دیا۔

" اوکے ــــــ اس بار میں شاید میچز دیکھنے گریٹ لینڈ آؤں۔ کیا خیال ہے۔ رہنے کی جگہ مل جائے گی" ــــــ عمران نے کہا۔

" ارے ضرور آؤ۔ واہ۔ یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ کافی طویل عرصے سے ملاقات نہیں ہوئی۔ موسٹ ویلکم" ــــــ ٹارکم نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔ اور عمران نے آنے کا وعدہ کر کے رسیور رکھ دیا۔

" کیا بات ہوئی عمران صاحب ــــــ میری سمجھ میں تو یہ گورکھ دھندہ نہیں آیا" ــــــ بلیک زیرو نے کہا۔

" ہے بھی یہ گورکھ دھندہ۔ میرا آئیڈیا تھا کہ گریٹ لینڈ والے کرکٹ کے بے حد رسیا ہیں۔ اس لئے لازماً اس پہ آج کل شرطیں عروج پہ ہوں گی۔ اور اگر پاکیشیا کا بھاؤ تیز جا رہا ہے تو پھر لازماً لمبی رقم بچانے کے لئے کوئی سازش کی جا سکتی ہے۔ اور فی الحال تو میرا خیال درست نکلا ہے۔ لیکن ابھی اس کی تصدیق باقی ہے ــــــ میں پہلے افشار اور ارشد سے مل لوں۔ پھر صورت حال واضح ہو گی" ــــــ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

" تو کیا آپ واقعی اس معاملے میں سنجیدہ ہیں" ــــــ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ظاہر ہے۔ اگر یہ قومی کرکٹ ٹیم کے خلاف واقعی سازش ہے تو ہمیں سنجیدہ ہونا پڑے گا۔ یہ بھی ملک کی عزت کا مسئلہ ہے" ــــــ عمران نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف گیا۔

بلیکی اور براؤن دونوں سر جوڑے بیٹھے ہوئے تھے۔ رالف کا کانٹا درمیان سے نکل گیا تھا۔ ایشیا ٹیم کے کھلاڑیوں کو دہشت زدہ کرنے کا کام بلیکی کو مل گیا تھا ——— لیکن آرگنائزیشن کے چیف ڈیوڈ نے بلیکی کو اپنے دفتر میں آنے کے لئے کہا تھا تاکہ اس سے بات کر کے پوری تفصیل سے منصوبہ بندی کی جا سکے۔

" یہ ڈیوڈ تو کسی سے ملتا نہیں پھر اس نے تمہیں کیوں بلایا ہے "

براؤن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" بلیکی کسی ڈیوڈ سے کم تو نہیں براؤن۔ وہ اگر آرگنائزیشن کا چیف ہے۔ تو میں گریٹ لینڈ کی زیر زمین دنیا کا چیف ہوں۔ اور سنو تم نے بھی میرے ساتھ جانا ہے " ——— بلیکی نے بڑے نخوت بھرے لہجے میں کہا۔

" ارے نہیں۔ وہ ڈیوڈ بڑا سخت مزاج آدمی ہے۔ اگر اس کا

دماغ گھوم گیا تو پھر میری تو جان پہ بن جائے گی " ——— براؤن نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم ڈرو نہیں۔ تم بلیکی کے ساتھ جاؤ گے۔ بلیکی کے دوست اور دست راست کی حیثیت سے۔ میرے خیال میں وقت ہو گیا ہے۔ اب چلنا چاہیئے " ——— بلیکی نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پہ نظریں دوڑاتے ہوئے کہا۔

" سوچ لو۔ ایسا نہ ہو کہ میرے ساتھ جانے سے وہ چڑ جائے "

براؤن ابھی تک متذبذب تھا۔

" تم کسی قسم کی فکر مت کرو۔ اور اٹھو " ——— بلیکی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور براؤن بھی کندھے اچکاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

تھوڑی دیر بعد ان کی کار تیز رفتاری سے ڈیوڈ کے دفتر کی طرف اڑی جا رہی تھی۔ ڈیوڈ کا دفتر ہوٹل فائیو سٹار کی سب سے اوپر والی منزل پہ تھا ——— ہوٹل کی سالم منزل ہی ڈیوڈ کے لئے ریزرو تھی۔ اور کیوں نہ ہوتی۔ پورا ہوٹل ہی اس کی ملکیت میں تھا۔ زیر زمین دنیا کے آدھے سے زیادہ جرائم پیشہ آرگنائزیشن سے متعلق تھے اور ان کیلئے ڈیوڈ کا حکم حرف آخر کی حیثیت رکھتا تھا ——— یہی وجہ تھی کہ ڈیوڈ کا رعب و دبدبہ پورے گریٹ لینڈ پہ تھا۔ حتیٰ کہ اعلیٰ ترین حکام بھی اس سے خم کھاتے تھے۔ کیونکہ اگر وہ چاہتا تو کسی بھی لمحے ان کی لاش سڑک پہ پھڑکتی ہوئی نظر آسکتی تھی ——— ڈیوڈ کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہ تھا۔ اس کے صرف ہونٹ ہلنے تھے۔ باقی کام اس کے کارکنوں نے ہی کرنا تھا۔

گریٹ لینڈ میں کوئی بڑا جرم ایسا نہ تھا جس میں آرگنائزیشن ملوث نہ
ہوتی ہو۔ پولیس کے اعلیٰ حکام اس سے باقاعدہ لمبی تنخواہیں وصول کرتے
تھے ——— اور اگر کوئی منچلا پولیس افسر تفتیش پہ اتر بھی آتا تو یا تو وہ دوسرے
روز نوکری سے فارغ ہو چکا ہوتا یا پھر اچانک کسی کار کے نیچے کچلا جاتا۔
اور کار اور اس کا ڈرائیور بھی دستیاب ہی نہ ہوتے تھے یہی وجہ تھی کہ جہاں
آرگنائزیشن کا نام آجاتا پولیس اور اعلیٰ حکام خود ہی آنکھیں چرا جاتے۔
اور ڈیوڈ قدیم زمانے کے شہنشاہوں کی طرح رہتا تھا ——— اس سے ملنا
ہی اعزاز سے کم نہ تھا۔ اس لئے تو براؤن نہ چاہتے ہوئے بھی بلیکی کے
ساتھ چل پڑا تھا کیونکہ ڈیوڈ سے ملاقات کے بعد زیر زمین دنیا میں
اس کی عزت لازماً بڑھ جاتی تھی۔

بلیکی نے کار فائیو سٹار ہوٹل کے وسیع و عریض پارکنگ میں
روکی اور پھر وہ دونوں کار سے نیچے اتر آئے۔

"اسلحہ وغیرہ یہیں کار میں ہی رکھ دو براؤن" ——— بلیکی نے دروازہ
بند کرنے سے پہلے براؤن سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور براؤن نے سر ہلاتے ہوئے جیب سے ریوالور اور ایک خنجر نکال
کر اُسے کار کی پچھلی سیٹ پر اچھال دیا۔ بلیکی پہلے ہی ریوالور نکال کر ڈیش
بورڈ میں رکھ چکا تھا ——— چنانچہ کار کو لاک کر کے وہ ہوٹل کے مین گیٹ
کی طرف بڑھ گئے۔

مین ہال میں داخل ہو کر وہ سیدھے کاؤنٹر کی بڑھے۔

"یس ——— فرمائیے" ——— کاؤنٹر پر موجود خوب صورت لڑکی نے
کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میرا نام بلیکی ہے اور یہ میرا معاون براؤن ہے۔ ہمیں ڈیوڈ نے بلایا
ہے" ——— بلیکی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— تمہارا نام بلیکی ہے" ——— لڑکی نے یک لخت انتہائی
سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"بلیکی ——— اور یہ میرا اسسٹنٹ براؤن ہے" ——— بلیکی نے
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تمہارے متعلق تو آرڈر موجود ہیں کہ تمہیں چیف باس کے پاس
بھیج دیا جائے۔ لیکن یہ تمہارا اسسٹنٹ نہیں جا سکتا" ——— لڑکی
نے غور سے براؤن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"دیکھو لڑکی ——— میرا نام بلیکی ہے۔ اگر چیف باس اس شہر کی بہت
بڑی طاقت ہے تو میں بھی کسی سے کم نہیں ہوں۔ اور پھر تمہارے چیف
باس کو مجھ سے کام ہے۔ تم اس سے بات کرو اگر وہ تمہیں میرے
اسسٹنٹ کو ساتھ لے آنے کی اجازت دے دے تو ٹھیک ورنہ
میں یہیں سے ہی واپس چلا جاؤں گا" ——— بلیکی نے سخت لہجے میں
کہا۔ اور لڑکی کے ساتھ ساتھ براؤن بھی حیرت سے بلیکی کو دیکھنے لگا۔
ان دونوں کا دیکھنے کا انداز ایسا تھا جیسے انہیں یقین نہ آ رہا ہو کہ ڈیوڈ
کے بارے میں اس کے ہوٹل میں کھڑے ہو کر کوئی شخص اس قسم کی
بات بھی کر سکتا ہے ——— لیکن بلیکی کے چہرے پر ایسے آثار تھے
جیسے واقعی وہ ڈیوڈ سے کسی طرح کم نہ ہو۔

"میں یہیں رک جاتا ہوں بلیکی۔ تم ہو آؤ۔ پھر یہاں سے اکٹھے واپس
چلے جائیں گے" ——— براؤن نے جلدی سے کہا۔

"نہیں ۔۔۔ تم میرے ساتھ جاؤ گے ۔ یا پھر میں بھی نہیں جاؤں گا ۔ لڑکی
بات کرو چیف باس سے ۔ میرے پاس ضائع کرنے کے لئے زیادہ
وقت نہیں ہے "۔۔۔ بلیکی کے ذہن میں نجانے کیا تھا کہ وہ واقعی
بُری طرح اکھڑ رہا تھا ۔

لڑکی چند لمحے سوچتی رہی پھر اس نے جلدی سے کاؤنٹر پر رکھے ہوئے
انٹرکام کا ایک بٹن دبا دیا ۔

"باس ۔۔۔ بلیکی کاؤنٹر پر پہنچا ہے ۔ اس کے ساتھ اس کا اسسٹنٹ
براؤن نامی نوجوان ہے ۔ بلیکی بضد ہے کہ وہ براؤن کے ساتھ ہی چیف باس
سے ملاقات کرے گا ورنہ نہیں "۔۔۔ لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں کسی
سے بات کرتے ہوئے کہا ۔

"براؤن ۔۔۔ وہ اس کا اسسٹنٹ کیسے بن گیا ۔ وہ آپس میں دوست
ضرور ہیں ۔ اچھا ٹھیک ہے میری بات فون پر کراؤ بلیکی سے "۔۔۔ دوسری
طرف سے کہا گیا ۔ اور لڑکی نے انٹرکام کا بٹن پریس کر کے فون کا
رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کئے ۔

"یس ۔۔۔ بات کراؤ "۔۔۔ دوسری طرف سے وہی آواز سنائی
دی اور لڑکی نے رسیور بلیکی کی طرف بڑھا دیا ۔

"ہیلو ۔۔۔ بلیکی بول رہا ہوں "۔۔۔ بلیکی نے سخت اور سپاٹ
لہجے میں کہا ۔

"بلیکی ۔۔۔ میں رابرٹ بول رہا ہوں ۔ یہ تم براؤن کو کیوں ساتھ لٹکائے
پھر رہے ہو ۔ تمہیں معلوم تو ہے چیف باس کا مزاج کیا ہے ۔ وہ
خواہ مخواہ اکھڑ گیا تو مصیبت کھڑی ہو جائے گی ۔ تم جا کر اس سے مل لو"

دوسری طرف سے نرم لہجے میں کہا ۔

رابرٹ اس ہوٹل کا انچارج تھا ۔ اور ظاہر ہے ڈیوڈ کے خاص آدمیوں
میں سے تھا ۔

"دیکھو رابرٹ ۔ آرگنائزیشن نے جو کیس میرے سپرد کیا ہے وہ
انتہائی اہمیت کا حامل ہے ۔ اس کی اہمیت اسی بات سے ظاہر ہے
کہ تمہارا چیف باس مجھ سے براہِ راست ملنے پر مجبور ہو گیا ہے ۔ اس
کیس کی کامیابی میں براؤن کا کردار سب سے اہم رہے گا ۔۔۔ اس لئے
میں چاہتا ہوں کہ تمہارے چیف باس سے ملاقات کے وقت براؤن
میرے ہمراہ رہے تاکہ تمام باتیں تفصیل سے زیر غور آ سکیں اور اگر تمہارا
چیف باس اس پر تیار نہ ہوا تو پھر ٹھیک ہے وہ یہ کیس کسی اور کے سپرد
کر دے "۔۔۔ بلیکی نے وضاحت کرتے ہوئے کہا ۔

" اچھا ۔۔۔ اگر یہ بات ہے تو ٹھیک ہے ۔ میں چیف باس سے
بات کرتا ہوں "۔۔۔ رابرٹ نے قائل ہوتے ہوئے کہا ۔ اور اس
کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا ۔

اور بلیکی نے بھی طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا ۔ اس
کے چہرے پر فاتحانہ چمک تھی جیسے اس نے کوئی بڑی جنگ جیت
لی ہو ۔۔۔ کاؤنٹر پر کھڑی لڑکی نے شراب کے دو جام بھر کر بلیکی اور براؤن
کے سامنے بڑے مؤدبانہ انداز میں پیش کئے اور وہ دونوں بڑے
اطمینان بھرے انداز میں چسکیاں لینے لگے ۔

پھر جیسے ہی انہوں نے جام ختم کئے ۔ انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی ۔
لڑکی نے انٹرکام بٹن پریس کیا ۔

"رابرٹ بول رہا ہوں بلیکی اور اس کے اسسٹنٹ کو ریڈ پاس دے کر چیف باس کے پاس بھجوا دو"۔۔۔۔۔۔ رابرٹ کی آواز سنائی دی۔

"یس باس"۔۔۔۔۔۔ لڑکی نے کہا۔ اور بٹن آف کر کے اس نے بڑی پھرتی سے کاؤنٹر کے نیچے ہاتھ بڑھایا اور پھر سرخ رنگ کے دو کارڈ نکال کر ان کے سامنے رکھ دیئے۔

"اوپر والی منزل میں تشریف لے جائیں"۔۔۔۔۔۔ لڑکی نے کہا۔ اور بلیکی نے سر ہلاتے ہوئے کارڈ اٹھائے اور پھر لفٹ کی طرف بڑھ گئے۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ڈیوڈ کے انتہائی شاندار انداز میں آراستہ دفتر میں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ دفتر کی آرائش و زیبائش اس قدر شاہانہ تھی کہ وہاں جانے والوں کو خواہ مخواہ احساس کمتری ہونے لگتا تھا۔ راستے میں انہیں دو جگہ پر پوری طرح چیک کیا گیا تھا۔

دفتر میں موجود بڑی میز کے پیچھے رکھی ہوئی اونچی نشست کی کرسی خالی پڑی ہوئی تھی۔ ابھی انہیں وہاں بیٹھے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ سائیڈ کی دیوار ہٹی۔۔۔۔۔۔ اور ایک لمبا تڑنگا اور سڈول جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر انتہائی قیمتی سوٹ تھا اور منہ میں ایک قیمتی سگار پھنسا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ کسی صورت بھی کسی غنڈے کا چہرہ نہ لگتا تھا۔ بلکہ وہ فلم کا اداکار لگتا تھا۔۔۔۔۔۔ بڑے تیکھے اور خوب صورت نقش تھے۔ آنکھوں میں بھی ذہانت کی چمک تھی۔ یہ ڈیوڈ تھا۔ آرگنائزیشن کا چیف۔ جس سے پورا گریٹ لینڈ کانپتا تھا۔ براؤن اُسے پہلی بار دیکھ رہا تھا۔ آج تک وہ الف لیلوی انداز میں صرف اس کے قصے ہی سنتا آیا تھا جب کہ بلیکی

اس سے پہلے بھی کئی بار اس سے ملاقات کر چکا تھا۔

ڈیوڈ کے اندر داخل ہوتے ہی بلیکی اور براؤن دونوں بے اختیار اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"بیٹھو"۔۔۔۔۔۔ ڈیوڈ نے سرد لہجے میں کہا اور بڑے اطمینان سے اونچی نشست والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کی تیز نظریں براؤن پر جمی ہوئی تھیں۔

"مجھے رابرٹ نے بتایا ہے کہ یہ براؤن اس کیس میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ کون ہے یہ کیا کرتا ہے"۔۔۔۔۔۔ ڈیوڈ کی نظریں تو براؤن پر جمی ہوئی تھیں۔ لیکن وہ مخاطب بلیکی سے تھا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ براؤن کو معمولی سی حیثیت دینے کے لئے بھی تیار نہیں ہے۔

"یہ بہت کام کا آدمی ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ ہمیں آپ نے کس مقصد کے لئے بلایا ہے"۔۔۔۔۔۔ بلیکی کا لہجہ قدرے مودبانہ تھا۔ لیکن اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ ڈیوڈ سے براؤن کی طرح بہت زیادہ مرعوب نہیں ہے۔

"جو میں نے سوال کیا ہے اس کا جواب پہلے بتاؤ۔ یہ آدمی کون ہے۔ اس کا حدود اربعہ کیا ہے۔ اور تم نے اس قدر اہم کیس میں ہماری اجازت کے بغیر اسے اپنے ساتھ کیوں شامل کیا ہے"۔۔۔۔۔۔ ڈیوڈ کا لہجہ یک لخت بے حد تلخ ہو گیا۔

"اس کا نام براؤن ہے۔ اور یہ میرا دوست ہے۔ اس سے زیادہ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ میں نے اسے کیا بتایا ہے کیا نہیں۔ یہ میرا اپنا کام ہے۔۔۔۔۔۔ آرگنائزیشن نے مجھے ایک کام سونپا ہے۔ وہ کام ہونا چاہیئے۔ آرگنائزیشن کو اس سے

دلچسپی نہیں ہونی چاہیئے۔ کہ یہ کام کس طرح سر انجام پاتا ہے" ——— بلیکی نے بھی اس بار سپاٹ لہجے میں کہا۔

اور ڈیوڈ چونک کر بلیکی کو دیکھنے لگا۔ اس کی پیشانی پر یک لخت شکنیں نمودار ہوئیں۔

"ہوں ——— بہت اونچے اڑ رہے ہو۔ شاید تمہیں کچھ ضرورت سے زیادہ ہی غلط فہمی ہوگئی ہے اپنے متعلق۔ جانتے ہو کس سے بات کر رہے ہو" ——— ڈیوڈ نے غراتے ہوئے کہا۔

اور جواب میں بلیکی استہزائیہ انداز میں ہنس پڑا۔ وہ ذرا سا بھی مرعوب نہ دکھائی دے رہا تھا جب کہ براؤن کی جان پر بن گئی تھی۔ خوف اس کے چہرے سے نمایاں ہوگیا تھا۔

"جناب۔ یہ درست ہے کہ آپ آرگنائزیشن کے چیف باس ہیں۔ لیکن میرا نام بلیکی ہے۔ اور میرے متعلق آپ اچھی طرح جانتے ہوں گے کہ میں کیا ہوں ——— اور اگر معلوم نہ ہو تو اپنے آدمیوں سے پوچھ لیں۔ وہ تفصیل بتا دیں گے۔ اور آخری بات یہ کہ میں اس قسم کا لہجہ برداشت کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ ویسے ایک بات اور بھی بتا دوں آپ کے فائدے کی ——— کہ آپ نے مجھ پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی تو پوری آرگنائزیشن بھاپ بن کر فضا میں اڑ جائے گی۔ میرے پاس زیرو زیرو رپورٹ کی کاپی موجود ہے جو میرے وکیل کی تحویل میں ہے۔ اور میں نے یہاں آنے سے پہلے اسے فون کر دیا ہے کہ اگر میں اسے چوبیس گھنٹوں کے اندر فون نہ کر سکوں تو وہ یہ رپورٹ ملکہ گریٹ لینڈ تک پہنچا دے" ——— بلیکی نے کہا۔ اور ڈیوڈ زیرو زیرو رپورٹ کی بات سن کر

اس بری طرح چونکا جیسے اس کی کرسی کی نشست پر اچانک نوکیلے کیل نکل آئے ہوں۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ زیرو زیرو رپورٹ تمہارے پاس ہے" ڈیوڈ کے لہجے میں یقین نہ آنے والی حیرت تھی۔

"درست کہہ رہا ہوں۔ لیکن اس کے باوجود سب جانتے ہیں کہ بلیکی کبھی کسی کو دھوکہ نہیں دیتا" ——— بلیکی نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

اور ڈیوڈ نے سامنے رکھے ہوئے بے شمار ٹیلی فونوں میں سے سرخ رنگ کے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔ اور بلیکی کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

"میرے دفتر میں آؤ" ——— ڈیوڈ نے پھنکارتے ہوئے کہا۔ اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"ہاں تو مسٹر بلیکی ——— تم آرگنائزیشن کو بلیک میل کر رہے ہو۔ ٹھیک ہے۔ اب آرگنائزیشن رہ ہی اس کام کے لئے گئی ہے۔ بے چاری آرگنائزیشن" ڈیوڈ نے بڑے طنزیہ انداز میں کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ بلیکی کوئی جواب دیتا۔ اچانک سائیڈ سے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا ——— اس کے ہاتھ میں ایک سٹین گن تھی۔ وہ چہرے سے ہی انتہائی سخت گیر اور سفاک نظر آرہا تھا۔

"ٹی ٹو ——— یہ عام سا غنڈہ بلیکی۔ مجھے بلیک میل کرنا چاہتا ہے تمہارا کیا خیال ہے میں اطمینان سے بلیک میل ہو جاؤں" ——— ڈیوڈ نے آنے والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس۔ آپ کو یہ بلیک میل کر رہا ہے۔ حیرت ہے" ——— ٹی ٹو نے
کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے اس نے ہاتھ میں پکڑی
ہوئی شین گن کا رخ بلیکی اور براؤن کی طرف کر دیا
"ٹھہرو ——— رک جاؤ" ——— اچانک بلیکی نے بڑے باوقار انداز میں
ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔
"ٹی ٹو میں ہی تو صفت ہے کہ یہ ٹھہرتا نہیں ہے۔ صرف حرکت کرتا
ہے۔ کیوں ٹی ٹو" ——— ڈیوڈ نے بڑے طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے
کہا۔ اور اسی لمحے بلیکی نے اچانک زور سے قہقہہ لگایا۔
"تم واقعی ایک احمق آدمی ہو ڈیوڈ۔ اور کسی احمق آدمی کو یہ حق نہیں ہے
کہ وہ اس کرسی پہ بیٹھے۔ یہ حق بلیکی کو ہی ہو سکتا ہے۔ جسے تم عام سا غنڈہ
کہہ رہے ہو۔ ٹی ٹو اسے بتاؤ کہ اب اس کی آرگنائزیشن میں کیا حیثیت ہے"
بلیکی نے ہنستے ہوئے کہا۔
"باس۔ بلیکی درست کہہ رہا ہے۔ تمہیں معزول کر کے سزائے موت
کا حکم سنایا جا چکا ہے مسٹر ڈیوڈ۔ اور یہ فیصلہ ڈائرکٹران نے متفقہ طور پر کیا
ہے ——— اور تمہاری بجائے بلیکی کو آرگنائزیشن کا چیف باس منتخب کر لیا
گیا ہے" ——— اچانک ٹی ٹو نے شین گن کا رخ بلیکی سے ہٹا کر ڈیوڈ
کی طرف کرتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ اور ڈیوڈ کے لبوں
میں دبا ہوا سگار یک لخت نیچے گر گیا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلنے
لگیں۔
"گگ ——— گگ ——— کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم ہوش
میں ہو" ——— ڈیوڈ نے بری طرح گڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس

کا ہاتھ میز کے کنارے کی طرف بڑھنے لگا۔
"فضول ہے۔ اب تمہارا حفاظتی نظام کام نہیں کر سکے گا۔ اسے پہلے
ہی آف کر دیا گیا ہے" ——— بلیکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈیوڈ کا
وجیہہ اور خوبصورت چہرہ تیزی سے مسخ ہوتا گیا۔
"یہ کیا سازش ہے۔ کیسی سازش ہے" ——— ڈیوڈ نے یک لخت
بری طرح چیختے ہوئے کہا۔
"ٹی ٹو۔ اسے سازش کے متعلق تفصیل سے بتاؤ۔ تاکہ اسے پتہ
چل سکے کہ آرگنائزیشن کا چیف باس بننے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ
سارے دھندے چھوڑ کر صرف عیاشی ہی کرتا رہے" ——— بلیکی
نے ہنستے ہوئے کہا۔
"سازش کیسی مسٹر ڈیوڈ۔ پوری آرگنائزیشن آپ سے تنگ تھی۔ آپ کسی
کارکن سے ملنا اپنی ہتک سمجھتے تھے۔ اس لئے پوری آرگنائزیشن میں
آپ کے خلاف نفرت کے جذبات بھرے ہوئے تھے ——— لیکن کوئی
موقعہ نہ مل رہا تھا۔ لیکن پھر یہ موقع آ گیا اور آپ نے ایک معمولی سی غلطی
پر آرگنائزیشن کے دس بہترین اور وفادار کارکنوں کو اپنے ہاتھوں سے
گولی مار دی ——— اس پر صورت حال بدل گئی۔ آرگنائزیشن میں کھچڑی پکتی
رہی۔ لیکن مسئلہ تھا آپ کے متبادل کا۔ اور پھر بلیکی پر سب کی نظریں جم
گئیں۔ بلیکی کام کرنے کے لحاظ سے بہترین آدمی ہے۔ اور اس میں
ایسی صلاحیتیں ہیں کہ وہ آپ کی جگہ لے سکے ——— چنانچہ ہائی لیول پر سب
کچھ طے پا گیا۔ لیکن بس آخری رکاوٹ موجود تھی۔ وہ تھی آپ کے اس
دفتر میں۔ بلیکی کا داخلہ ظاہر ہے یہاں آپ کی مرضی کے بغیر کوئی داخل نہ

ہوسکتا تھا۔ اور پھر پاکیشیا والا کیس آرگنائزیشن کے پاس آیا تو منصوبہ بندی کی گئی۔ رالف آپ کا خاص آدمی تھا۔ اُسے لالچ دے کر آگے بڑھایا گیا وہ لالچ میں آگیا ـــــ اس طرح آپ نے رالف کو ہٹا دیا۔ پھر آرگنائزیشن نے اس مشن میں ایک ایسا نکتہ نکالا۔ جس پر آپ نے مجبور ہو کر بلیکی کو دفتر آنے کی دعوت دی۔ اس طرح بلیکی دفتر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ براؤن کو ساتھ لے آنے کا مقصد یہ تھا کہ براؤن کا قد و قامت آپ سے ملتا جلتا ہے ـــــ چنانچہ یہ طے ہوا کہ آپ کا خاتمہ کر کے براؤن کو میک اپ میں آپ کی جگہ بٹھا دیا جائے گا۔ یہ ڈمی چیف ہو گا اصل چیف بلیکی ہی رہے گا۔ پھر جب پوری آرگنائزیشن کی چھان بین کر کے آپ کے حمایتوں کو ختم کر دیا جائے گا تب بلیکی مکمل طور پر چارج سنبھال لے گا ـــــ لیکن اب آخری سلسلہ تھا آپ کے دفتر میں اسلحہ کے داخل ہونے کا۔ اس لئے بلیکی نے جان بوجھ کر ایسی گفتگو کی کہ آپ نے مجھے بلا لیا۔ آپ کی اس فون کال کا سلسلہ کمپیوٹر کو اسلحہ اندر لانے کی اجازت کا ہے ـــــ اس طرح میں اسلحہ سمیت اندر آگیا۔ اور میرے اندر آتے ہی رابرٹ نے حفاظتی نظام کا مین سوئچ آف کر دیا۔ بس اتنی سی کہانی ہے " ـــــ ڈی ٹو نے بڑے سپاٹ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" لل ـــ لل ـــ لیکن رابرٹ نے تو مجھے براؤن کے متعلق اور ہی کہانی سنائی تھی " ـــــ ڈیوڈ کا رنگ زرد پڑ گیا تھا۔

" یہ سب ڈرامہ تھا۔ کیونکہ کمپیوٹر تمام کالیں چیک کرتا ہے " ڈی ٹو نے کہا۔

" بس بہت ہو گیا ڈی ٹو۔ اب حرکت میں آجاؤ " ـــــ بلیکی نے نفرت بھرے انداز میں کہا۔

اور دوسرے لمحے کمرہ سٹین گن کی ریٹ ریٹ اور ڈیوڈ کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ سٹین گن کا پورا برسٹ ہی ڈیوڈ کے سینے میں شہد کی مکھیوں کا چھتہ بنانے میں کامیاب ہو گیا۔ اور ڈیوڈ کی لاش کرسی پر ہی ڈھلک گئی۔

" گڈ شو ـــــ اب اسے اٹھاؤ اور بھٹی میں ڈال دو۔ آج سے براؤن ڈیوڈ ہے " ـــــ بلیکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور ڈی ٹو جلدی سے آگے بڑھا اس نے سٹین گن کاندھے سے لٹکائی۔ اور آگے بڑھ کر اس نے کرسی سے ڈیوڈ کی لاش کو گھسیٹ کر باہر نکالا اور پھر اُسے فرش پر گھسیٹتا ہوا ایک دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے قریب پہنچتے ہی دیوار میں ایک دروازہ کھلا اور وہ لاش سمیت اندر داخل ہوا۔

" ہاں تو براؤن ـــــ اب بتاؤ بلیکی تمہارا دوست ہے کیا " ـــــ بلیکی نے ہنستے ہوئے ساتھ والی کرسی پر بیٹھے براؤن سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو اس طرح ساکت و صامت بیٹھا ہوا تھا جیسے انسان کی بجائے پتھر کا بُت ہو۔ حیرت اور خوف سے اس کی پلکیں تک نہ جھپک رہی تھیں۔

" مم ـــ مم ـــ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ میرا تو دماغ ماؤف ہو گیا ہے " براؤن نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

" اپنے دماغ کو چالو رکھو میرے دوست ـــــ فی الحال تم ڈیوڈ ہو۔ آرگنائزیشن کے چیف باس تمہارا انتخاب اس لئے ہوا ہے۔ کہ ایک تو تم میرے دوست ہو۔ دوسرے تمہاری آواز اور لہجہ ڈیوڈ سے ملتا ہے۔ تیسرا قد و قامت اور باقی تمام ٹریننگ تمہیں رابرٹ دے دیگا۔ تم نے

اب تم اطلاع ثانی ڈیوڈ کا رول ادا کرنا ہے۔ اس کے بعد جب میں بحیثیت بلیکی چیف باس ہوں گا تو تم میرے نمبر ٹو ہو گے۔ بولو خوش ہو"۔۔۔ بلیکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں سوچ بھی نہ سکتا تھا بلیکی کہ ایسا بھی ممکن ہے۔ یہ ساری پلاننگ کب ہوئی ہے"۔۔۔ براؤن نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"جب تم مجھے اچانک کار میں ملے۔ اس وقت مجھے احساس ہوا کہ تمہارا لہجہ بالکل ڈیوڈ سے ملتا ہے۔ پھر بالف والا قصہ سامنے آیا تو صورتحال ہمارے حق میں ہوتی گئی۔۔۔ اس کے بعد تمہیں پتہ ہی نہ چلا اور سارا منصوبہ مکمل کر لیا گیا"۔۔۔ بلیکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک بوڑھا سا آدمی ایک بیگ اٹھائے اندر داخل ہوا۔

"پروفیسر راک حاضر ہے جناب"۔۔۔ بوڑھے نے بلیکی کے سامنے بڑے مودبانہ انداز میں جھکتے ہوئے کہا۔

"یہ براؤن ہے پروفیسر۔۔۔ اور تم نے اسے ڈیوڈ بنانا ہے" بلیکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس باس"۔۔۔ پروفیسر نے کہا اور براؤن کی طرف بڑھ گیا۔

"اب میں چلتا ہوں براؤن۔ باقی ساری باتیں اور ہدایات تمہیں رابرٹ دے گا۔ تم فکر نہ کرو۔ سب کچھ جلد ہی ٹھیک ہو جائے گا"۔۔۔ بلیکی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اور وہ پاکیشیا والا مشن۔ اس کا کیا ہوگا"۔۔۔ براؤن نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"اس کی فکر نہ کرو۔ وہ بلیکی کا کام ہے۔ اور بلیکی اپنا کام کرنا جانتا ہے۔ تم تو اب چیف باس ہو۔ تمہیں اس مشن کی مکمل کامیابی کی رپورٹ یہیں بیٹھے بیٹھے مل جائے گی۔ گڈ بائی"۔۔۔ بلیکی نے ہنستے ہوئے کہا اور براؤن کو حیرت زدہ چھوڑ کر وہ اُسی دروازے کی طرف بڑھ گیا جس سے پروفیسر نمودار ہوا تھا۔ اور براؤن اُسے جاتا دیکھتا رہا۔ شاید اس کے اعصاب ابھی تک اس نئی اور حیرت انگیز سچوئشن کو پوری طرح قبول نہ کر سکے تھے۔ لیکن بہرحال یہ حقیقت تھی۔۔۔ وہ اب آرگنائزیشن کا چیف باس ڈیوڈ تھا۔

عمران نے کار کوٹھی کے گیٹ پر روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے
کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھلا اور ایک بوڑھا
لیکن معزز آدمی نمودار ہوا۔

"جی فرمائیے" ـــــ اس معزز آدمی نے عمران کو سر سے پیر تک
غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ عمران ایک ادھیڑ عمر آدمی کے
میک اپ میں تھا۔

"آپ ارشد صاحب کے قبلہ وکعبہ ہیں" ـــــ عمران نے بڑے
معصوم سے لہجے میں پوچھا۔

"قبلہ وکعبہ ـــــ کیا مطلب ـــــ میں اس کا والد ہوں" ـــــ بوڑھے
نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"اچھا ـــــ تو ابھی آپ کو یہ القاب نہیں ملے۔ حیرت ہے۔ یہ آج کی
نسل کو کیا ہو گیا ہے۔ ہمارے قبلہ وکعبہ والد محترم کو تو اگر خالی قبلہ کہہ دیا

جائے تو وہ فوراً ہی ہمارے سروں پر طبلہ بجانا شروع کر دیتے ہیں"
عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور وہ بوڑھا آدمی بے اختیار
ہنس پڑا۔

"میں سمجھ گیا۔ واقعی آج کل ان القاب سے کان مانوس نہیں رہے ورنہ
ہمارے زمانے میں تو قبلہ وکعبہ کے الفاظ والد کے لئے لازم وملزوم
سمجھے جاتے تھے۔ بہرحال فرمائیے" ـــــ بوڑھے نے ہنستے ہوئے
کہا۔ اس کی آنکھوں میں تعریف وتحسین کے آثار نمایاں تھے۔ جیسے
اسے عمران کی سعادت مندی پسند آئی ہو۔

"مجھے آپ کے خلف الرشید۔ ہونہار۔ سعادت مند۔ فرمانبردار از
قسم برخوردار۔ نام نامی ارشد فانی سے ملنا ہے۔ میرا نام علی عمران
ابن رحمان قوم پٹھان ہے" ـــــ عمران نے بڑے سعادت مندانہ
لہجے میں کہا۔

"اچھا اچھا میں سمجھ گیا۔ لیکن برادر محترم وہ تو آج کل کسی سے نہیں
ملتا" ـــــ بوڑھے نے بے اختیار ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"جناب۔ میں نے پہلے بھی دست بستہ الف ب ہو کر عرض پردازی
کی ہے کہ میرا نام "کسی" نہیں بلکہ علی عمران ابن رحمان قوم پٹھان ہے
آپ کے خلف الرشید۔ ہونہار۔ سعادت مند۔ فرمانبردار۔ بے وقار۔
اوہ سوری باوقار فرزند ارجمند بے شک "کسی" سے نہ ملیں۔ مجھے کیا
اعتراض ہو سکتا ہے" ـــــ عمران کی زبان چل پڑی۔

"آپ واقعی دلچسپ آدمی ہیں۔ لیکن آپ اس سے کیوں ملنا چاہتے
ہیں" ـــــ بوڑھے نے ایک بار پھر ہنستے ہوئے کہا۔

"واہ ۔۔۔ آپ کے اس کیوں کا جواب نہیں۔ ویسے انگریزی میں اسے وائی کہتے ہیں۔ اور فرانسیسی میں۔ معاف کیجئے۔ ابھی میں نے فرانسیسی پڑھی نہیں ہے۔ کیونکہ میرا فی الحال فرانس جانے کا ارادہ نہیں ہے۔ البتہ گریٹ لینڈ کی ٹکٹ میری جیب میں ہے ۔۔۔ اس لئے انگریزی ہی کے چند لفظ میں نے مجبوراً پڑھ لئے ہیں۔ اب آپ خود ملاحظہ بلکہ مشاہدہ فرما لیجئے۔ کہ مجھے کیوں کی انگریزی آتی ہے۔ لیکن اس کا جواب۔ جواب تو شاید انگریزوں نے ابھی تک سوچا ہی نہیں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور بوڑھا حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھتا رہا۔ اب اس کی آنکھوں میں ایسے تاثرات نمایاں نظر آنے لگے تھے جیسے اُسے عمران کی ذہنی صحت مشکوک محسوس ہونے لگ گئی ہو۔

"ڈیڈی ۔۔۔ کون ہیں دروازے پر" ۔۔۔ اچانک ایک نوجوان کی آواز پھاٹک کے پیچھے سے سنائی دی۔ اور دوسرے لمحے ایک صحت مند اور وجیہہ نوجوان دروازے پر نمودار ہوا۔ اور اُسے دیکھتے ہی عمران پہچان گیا کہ یہی پاکستانی قومی کرکٹ ٹیم کا سٹار بیٹسمین ارشد ہے ۔۔۔ کیونکہ وہ اس کی تصویریں اخبارات میں کئی بار دیکھ چکا تھا۔

"یہ صاحب تم سے ملنے آئے ہیں" ۔۔۔ ارشد کے والد نے مسکراتے ہوئے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"تو یہ ہیں آپ کے خلف الرشید۔ فرزند ارجمند۔ سعادت مند ...." ۔۔۔ عمران کی زبان ایک بار پھر چل پڑی۔

"جی فرمائیے" ۔۔۔ ارشد نے حیرت سے عمران کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"تو آپ کا خیال ہے کہ یہ ساری فرمائش میں یہیں پھاٹک پر ہی کھڑا کھڑا پوری کردوں گا۔ دیکھئے میرے پاس جن اللہ دین کا چراغ ہے اس کا جن بے چارہ بناسپتی گھی۔ گلی سڑی سبزیاں اور ریت ملے آٹے کی روٹیاں کھا کھا کر اب اتنا نحیف و نزار ہو چکا ہے کہ اتنی دیر کھڑا بھی نہیں رہ سکتا ۔۔۔ کیا آپ کا یہ کہنا کہ یہاں کھڑے کھڑے ساری فرمائش پوری کردی جائے۔ کیا آپ کی اتنی خوب صورت کوٹھی میں وہ لکیریں کھینچنے والا اور تصویریں بنانے والا کمرہ نہیں ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لکیریں کھینچنے والا اور تصویریں بنانے والا کمرہ" ۔۔۔ ارشد نے بُری طرح حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"لکیریں کھینچنے اور تصویریں بنانے کے فن کو شاید ڈرائنگ کہتے ہیں" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا ۔۔۔ آپ کا مطلب ڈرائنگ روم سے تھا۔ ٹھیک ہے۔ تشریف لائیے" ۔۔۔ ارشد نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے والد بھی ہنس دیئے۔

"یہ صاحب بہت دلچسپ گفتگو کرتے ہیں" ۔۔۔ ارشد کے والد نے ارشد سے مخاطب ہو کر عمران کی تعریف کرنے کے انداز میں کہا۔

"لیکن ان کی آمد کا مقصد میری سمجھ میں نہیں آیا" ۔۔۔ ارشد نے بڑبڑاتے ہوئے جواب دیا۔

"مقصد ہی تو مقصد زندگی ہوتا ہے جناب خلف الرشید صاحب۔ اور جب مقصد ہی معلوم نہ ہو تو زندگی بے مقصد ہو جاتی ہے۔ اور یہ "بے" بڑا خطرناک لفظ ہے ۔۔۔ جس کے ساتھ لگ جائے اس کی

کارکردگی بالکل ہی ختم ہو جاتی ہے ۔ جیسے بے کار ۔ بے وفا ۔ بے زار ۔
بے تاب ۔ بے چین ۔ بے سکون ...." ــــ عمران کی زبان
ایک بار پھر چل پڑی ۔
" آپ تشریف رکھیں ۔ اور سیدھے سادھے الفاظ میں مجھے بتائیں ۔
کہ آپ کون ہیں ۔ اور کس مقصد کے لئے تشریف لائے ہیں "
اس بار ارشد نے جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہا ۔ وہ ڈرائنگ روم میں
داخل ہو چکے تھے ۔ اس کا والد اندر چلا گیا تھا ۔
" میں نے آپ کے قبلہ وکعبہ کو اپنا تعارف کرادیا ہے ۔ چلیئے آپ
کو بھی کرادیتا ہوں ۔ میرا نام علی عمران ایم ۔ ایس ۔ سی ۔ ڈی ۔ ایس ۔ سی
(آکسن) ہے " ــــ عمران نے یک لخت انتہائی سنجیدہ ہوتے ہوئے
کہا ۔ اس کے چہرے سے حماقت کا نقاب اس طرح سرک گیا تھا اور
اس قدر ٹھوس سنجیدگی اس کی جگہ نمودار ہوئی تھی کہ ارشد آنکھیں پھاڑ پھاڑ
کر اس کے چہرے کو دیکھنے لگا ــــ شاید اسے یقین نہ آ رہا تھا کہ کوئی
شخص اس قدر جلد بھی بدل سکتا ہے ۔
" علی عمران ۔ ایم ۔ ایس ۔ سی ۔ ڈی ۔ ایس ۔ سی ۔ تو آپ کوئی سائنسدان
ہیں ۔ لیکن میرا تو سائنس سے کوئی تعلق نہیں " ــــ ارشد نے حیرت بھرے
انداز میں کہا ۔
" آج کل کے زمانے میں کھیل بھی ایک سائنس ہے ارشد صاحب ۔ اور
جرم بھی ۔ آپ کھلاڑی بھی ہیں اور آپ نے اچانک گریٹ لینڈ کے دورے
پر نہ جانے کا اعلان کر کے قومی جرم بھی کیا ہے " ــــ عمران نے انتہائی
سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

" اوہ ــــ تو آپ اس سلسلہ میں تشریف لائے ہیں ۔ آپ کا تعلق کس
اخبار سے ہے " ــــ ارشد نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا ۔
اس کے چہرے پر ناگواری کے آثار نمایاں ہو گئے تھے ۔
" میرا تعلق اخبار سے نہیں سائنس سے ہے ۔ اور سائنس جیسا کہ میں
نے کہا ہے کہ آج کل جرم بھی سائنس ہے ۔ اور آپ میرے خیال میں
اس سائنسی تجربے کی زد میں آچکے ہیں ــــ لیکن مسٹر ارشد سائنس
ہمیں آگے بڑھنے کی ہدایت دیتی ہے ۔ اگر ایک نظریہ قائم ہوتا ہے
تو اس کا توڑ بھی سامنے آجاتا ہے ۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اس تجربے کو
اوپن کیا جائے " ــــ عمران نے کہا ۔
" معاف کیجئے میرے پاس آپ کی ان فضول باتیں سننے کا قطعاً وقت
نہیں ہے ۔ آپ تشریف لے جا سکتے ہیں " ــــ ارشد نے یک لخت
بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا ۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات
کا جواب دیتا ۔ ایک پیارا سا بچہ انتہائی تیزی سے اندر داخل ہوا ۔
" ڈیڈی ڈیڈی ــــ وہ آدمی باہر کھڑا ہے ۔ ڈیڈی جو مجھے زمین پر گرا
کر ذبح کر رہا تھا " ــــ بچے نے انتہائی سہمے ہوئے لہجے میں کہا ۔
" اوہ علی پلیز ۔ ایسی باتیں نہیں کیا کرتے ۔ آؤ میں تمہیں دادا ابو کے
پاس چھوڑ آؤں " ــــ ارشد نے جلدی سے بچے کا بازو پکڑتے
ہوئے کہا ۔ اور پھر وہ اسے لئے ہوئے تیزی سے ڈرائنگ روم سے
باہر نکل گیا ۔ اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ پھیلنے لگی ۔ وہ اس میک اپ
میں یہاں اس لئے آیا تھا کہ اس کے ذہن میں ایک آئیڈیا تھا کہ شاید ارشد
کو کسی دباؤ یا بلیک میلنگ کے ذریعے گریٹ لینڈ کے دورے پر

جانے سے روکا گیا ہے۔ اور اس صورت میں لازماً اس کی نگرانی بھی ہو رہی ہو گی۔ اور یہاں پہنچ کر اس نے جان بوجھ کر ایسی باتیں کی تھیں تاکہ اگر کوئی نگرانی کرنے والا ان کی باتیں سن رہا ہو تو وہ اُسے کوئی خبطی آدمی ہی سمجھے۔ لیکن اب اس معصوم بچے کی بات نے اس کے ذہن کی کئی کھڑکیاں کھول دی تھیں۔

"آپ ابھی تک بیٹھے ہیں۔ پلیز تشریف لے جائیے۔ میں بے حد پریشان ہوں۔ میں اس موضوع پر کوئی بات نہیں کرنا چاہتا" ——— ارشد نے دوبارہ اندر داخل ہوتے ہوئے پہلے تیز لہجے میں اور آخر میں منت بھرے لہجے میں کہا۔ اور اس کا یہ انداز سنتے ہی عمران سمجھ گیا کہ وہ ذہنی طور پر بُری طرح الجھا ہوا ہے۔

"تو تمہیں علی کی بنا پر بلیک میل کیا جا رہا ہے۔ یہ تمہارا اکلوتا لڑکا ہے شاید" ——— عمران نے اُسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"گگ ——— گگ ——— کیا مطلب۔ نہیں۔ مجھے کوئی بلیک میل نہیں کر رہا۔ کوئی نہیں کر رہا۔ بس میں خود نہیں جانا چاہتا" ——— ارشد نے بُری طرح گڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اطمینان سے بیٹھ جاؤ ارشد۔ تم مرد ہو۔ اور ایک ملک کے ایسے کھلاڑی ہو جس پر پورے ملک کو ناز ہے۔ تمہیں اس طرح گھٹیا درجے کے مجرموں کے ہاتھوں بلیک میل نہیں ہونا چاہیئے ——— پاکیشیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جو ان مجرموں کے وہ بازو توڑ سکتے ہیں جو تمہارے بیٹے علی کی طرف بڑھیں" ——— عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اس کا لہجہ ایسا تھا کہ ارشد یک لخت چونک کر عمران کو دیکھنے لگا۔ اس کی آنکھیں پھٹی پھٹی

سی نظر آنے لگیں۔

"تت ——— تت ——— تم کون ہو۔ سچ بتاؤ تم کون ہو" ——— ارشد نے بُری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

اور عمران نے بڑے اطمینان سے جیب سے ایک کارڈ نکال کر ارشد کی طرف بڑھا دیا۔ وہ پہلے ہی پوری تیاری کر کے آیا تھا۔

"چیف آف سپیشل ایجنسی۔ گگ ——— گگ ——— کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں" ——— ارشد نے کارڈ پڑھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا میں ایک ایسا ادارہ ہے جو پاکیشیا کی عزت اور ساکھ کے خلاف کام کرنے والے مجرموں کے خلاف کارروائی کرتا ہے۔ اور جیسے ہی تم نے کھیلنے سے انکار کیا ہم سمجھ گئے کہ ضرور کوئی گڑبڑ ہے چنانچہ ہمارا ادارہ حرکت میں آ گیا ——— اور ہمیں ایسی اطلاعات مل گئیں کہ تمہیں تمہارے بچے علی کی وجہ سے بلیک میل کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ آج میں یہاں اس لئے آیا ہوں تاکہ اس سلسلہ میں پوری تفصیلات حاصل کر سکوں۔ تم یقین رکھو کہ تمہارے بچے علی کا بال بھی بیکا نہ ہو گا ——— ہم تمہیں کھیلنے پر مجبور نہیں کرتے۔ لیکن اگر تم یہ خود محسوس کرو کہ مجرموں کے ہاتھ توڑ دیئے گئے ہیں پھر تمہارا فیصلہ بدل بھی سکتا ہے۔ اور یہ بھی سن لو کہ میں اس وقت میک اپ میں ہوں ——— اس لئے کہ اگر تمہاری کوٹھی کی نگرانی ہو رہی ہو تو وہ مجھے پہچان نہ سکیں۔ اور میں نے تمہارے اور تمہارے والد کے ساتھ باہر جان بوجھ کر ایسی گفتگو کی ہے کہ اگر کوئی نگرانی کرنے والا گفتگو سن رہا ہو تو وہ اصل حقیقت تک نہ پہنچ سکے" ——— عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔ اور وہ اُسے سمجھانے پر اس لئے مجبور تھا کہ ارشد محض ایک کھلاڑی

تھا۔ اُسے جرم یا مجرموں اور سیکرٹ ایجنٹوں کے بارے میں ظاہر ہے
کوئی علم نہ تھا۔

"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ میں کیا بتاؤں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ایسی کوئی بات نہیں۔
بس میں نہیں کھیلنا چاہتا" ۔۔۔۔ ارشد نے متذبذب لہجے میں کہا۔
شاید وہ ذہنی طور پر شدید خوف زدہ تھا۔

"ٹھیک ہے مسٹر ارشد۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر میری بات سن لو۔
تم اپنے بچے کو بچانے کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہو لیکن مجرم تمہاری
توقع سے کہیں زیادہ سفاک واقع ہوئے ہیں ۔۔۔۔ تمہارا بچہ پھر بھی محفوظ
نہ رہے گا" ۔۔۔۔ عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اور کرسی سے
اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں کیا کروں۔ کہاں جاؤں۔ یا اللہ میں کس مصیبت میں پھنس گیا
ہوں" ۔۔۔۔ ارشد نے یک لخت دونوں ہاتھوں سے سر پکڑتے
ہوئے بڑے بے بس سے لہجے میں کہا۔

"علی بڑا پیارا اور معصوم بچہ ہے۔ اس کی زندگی صرف اس صورت
میں محفوظ ہو سکتی ہے کہ اگر تم مجھے کھل کر ساری باتیں بتا دو۔ ورنہ مجرم
صرف اپنا مقصد دیکھتے ہیں انہیں کسی بچے کی معصومیت سے کوئی سروکار
نہیں ہوتا" ۔۔۔۔ عمران نے بڑے نرم لہجے میں کہا۔

"نہیں نہیں ۔۔۔ میں کچھ نہیں بتا سکتا۔ وہ علی کو مار ڈالیں گے۔ میں
کچھ نہیں بتا سکتا" ۔۔۔۔ ارشد نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اور
اٹھ کر تیزی سے ڈرائنگ روم سے باہر نکل گیا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ اور پھر اٹھ کر وہ ڈرائنگ روم کے

بیرونی دروازے سے باہر نکل گیا۔ جو کچھ وہ جاننا چاہتا تھا۔ کم از کم وہ اسے
پتہ چل گیا تھا۔

دروازے پر کھڑی کار میں بیٹھ کر وہ کالونی سے باہر جانے والی سڑک
پر جیسے ہی مڑا۔ اچانک چونک پڑا۔ کیونکہ ایک سرخ رنگ کی کار اس کے
تعاقب میں تھی۔

عمران نے تعاقب کا پوری طرح یقین کرنے کے لئے کار کو ایک
ویران سڑک کی طرف موڑ دیا۔ سرخ رنگ کی کار اس کے پیچھے تھی۔ عمران
کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھر آئی ۔۔۔۔ اس نے سیٹ کے نیچے ہاتھ
ڈال کر مشین پسٹل نکالا اور اُسے گود میں رکھ کر اس نے کار کی رفتار غیر محسوس
انداز میں آہستہ کر دی۔ نتیجے میں سرخ رنگ کی کار نزدیک آتی گئی۔ عمران
نے کار اور آہستہ کی ۔۔۔ اور پھر جیسے ہی سرخ رنگ کی کار نزدیک آئی۔
اس نے بجلی کی سی تیزی سے یک لخت کار موڑی اور انجن آف کر کے وہ
دروازہ کھول کر نیچے اترا اور دوسرے لمحے مشین پسٹل کی نال سرخ رنگ
کی کار کے ڈرائیور کی گردن سے لگ چکی تھی۔

"نیچے اتر آؤ ورنہ" ۔۔۔۔ عمران نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولتے
ہوئے غرا کر کہا۔

اور ڈرائیور جو ایک غیر ملکی تھا چپ چاپ نیچے اتر آیا۔ اس کے
چہرے پر بے پناہ حیرت تھی جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو کہ یہ ادھیڑ عمر
شخص اس قدر پھرتی اور چستی کا مظاہرہ بھی کر سکتا ہے۔

"اپنے دونوں ہاتھ اٹھا لو۔ جلدی کرو" ۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد
لہجے میں کہا۔ اور مشین پسٹل کو اچھال کر اس نے نال سے پکڑ لیا۔ غیر ملکی

کی چونکہ اس کی طرف پشت تھی۔ اس لئے وہ اُسے ایسا کرتے نہ دیکھ سکا۔
لیکن غیر ملکی شاید اب حیرت کے جھٹکے سے سنبھل گیا تھا۔ اس لئے وہ بجلی کے
دونوں ہاتھ اٹھانے کے یک لخت تیزی سے مڑا —— وہ شاید اب عمران
پر حملہ کرنا چاہتا تھا لیکن ظاہر ہے عمران پہلے سے ہوشیار تھا۔ اس لئے
دوسرے لمحے اس کی کنپٹی پر مشین پسٹل کا دستہ پوری قوت سے پڑا اور
وہ اچھل کر پہلو کے بل اپنی کار سے ٹکرایا —— کار سے ٹکرا کر اس نے
اچھل کر عمران کے پہلو میں لات مارنی چاہی لیکن اس سے پہلے عمران کی
لات حرکت میں آچکی تھی چنانچہ دوسرے لمحے وہ بُری طرح چیختا ہوا پشت
کے بل سڑک پر گرا —— اور عمران کی دونوں ٹانگیں چند لمحوں کے لئے کسی
مشین کی طرح حرکت میں آئیں۔ اور غیر ملکی کو سیدھا ہونے کی بھی مہلت
نہ ملی اور اس کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ گئے۔ اُسی لمحے عمران نے جھک کر
مشین پسٹل کا دستہ پوری قوت سے اس کی کھوپڑی پر جما دیا۔ اور غیر ملکی
کے ہاتھ پیر سیدھے ہوتے گئے۔

عمران کو چونکہ کسی گاڑی کے آنے کا خطرہ تھا۔ اس لئے وہ واقعی
بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے کام کر رہا تھا۔ غیر ملکی کے بے ہوش
ہوتے ہی عمران نے پسٹل کوٹ کی جیب میں ڈالا —— اور جھک کر سڑک
پر پڑے ہوئے غیر ملکی کو اٹھا کر اس نے اپنی کار کی پچھلی سیٹ کے نیچے
لٹایا۔ اور پھر خود تیزی سے اپنی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور کار کو جو
سڑک پر ترچھی کھڑی ہوئی تھی تیزی سے گھما کر سائیڈ پر روک دیا۔ کار کا انجن
بند کر کے وہ نیچے اترا اور اس بار اس نے غیر ملکی کی کار کو چلا کر دوسری
سائیڈ پر کھڑا کیا —— اور اس کے بعد اس نے اطمینان سے کار کی تلاشی

[لی]نی شروع کر دی۔ ڈیش بورڈ کے ایک خانے سے وہ ایک کارڈ برآمد
کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ کارڈ پر لکھا ہوا نام پڑھتے ہی وہ بُری طرح
چونک پڑا۔ کار میں ایک طاقتور ٹرانسمیٹر بھی موجود تھا۔

عمران سر ہلاتا ہوا اس کار سے نکلا اور سیدھا اپنی کار میں آیا۔
دوسرے لمحے کار انتہائی تیز رفتاری سے دانش منزل کی طرف اڑی
چلی جا رہی تھی۔

بے ہوش غیر ملکی کو دانش منزل کے گیسٹ روم میں پہنچا کر وہ
آپریشن روم میں پہنچ گیا۔

"یہ کسے اٹھا لائے عمران صاحب" —— بلیک زیرو نے
[ا]س کے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی پوچھا۔ لیکن عمران نے اس
[ا]س بات کا جواب دینے کی بجائے جلدی سے ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا۔
[ا]ور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا سپیکنگ" —— چند لمحوں بعد ہی جولیا کی آواز رسیور سے
[ا]بھری۔

"ایکسٹو" —— عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر" —— جولیا کا لہجہ یک لخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"نعمانی اور چوہان کو اکبر ٹاؤن کی کوٹھی نمبر بارہ کی نگرانی کے لئے بھجوا دو۔
[ک]وٹھی پاکیشیا کرکٹ ٹیم کے مشہور کھلاڑی افشار کی ہے۔ انہیں ہدایت
[د]ے دینا کہ وہ وہاں انتہائی محتاط ہو کر نگرانی کریں اور اگر کسی شخص کو اس
[ک]وٹھی کی نگرانی کرتے ہوئے دیکھیں تو اُسے اغوا کر کے دانش منزل
[پہنچ]وا دیں۔ اور صفدر اور تنویر کو کہہ دو کہ وہ سرجان روڈ کے تیسرے میں

پرکھڑی سرخ رنگ کی کار کو لے کر دانش منزل پہنچا دیں۔ لیکن ہر طرح محتاط رہتے ہوئے "۔۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

" قومی ٹیم کے دونوں کھلاڑیوں کو کھیلنے سے جبراً روکا گیا ہے۔ اور ان کی باقاعدہ نگرانی کی جا رہی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ پاکیشیا کے خلاف ایک گہری سازش ہے ۔۔۔ میں ایک نگرانی کرنے والے کو اٹھا لایا ہوں۔ میں اس سے پوچھ گچھ کرتا ہوں تاکہ مزید صورت حال واضح ہو جائے "۔۔۔۔ عمران نے بلیک زیرو کو سمجھایا اور پھر اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

رچرڈ اور لوسیا دونوں کمرے میں بیٹھے شراب پینے میں مصروف تھے۔ ان دونوں کے چہرے فتح اور کامیابی سے چمک رہے تھے۔

" میرا خیال تھا رچرڈ کہ اتنے مشہور کھلاڑی اتنی آسانی سے نہ مانیں گے۔ لیکن دونوں ہی نہ صرف مان گئے بلکہ اب تک اپنے فیصلوں پر ڈٹے ہوئے ہیں "۔۔۔۔ لوسیا نے شراب کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔۔۔ تمہارا خیال درست تھا۔ لیکن براڈ وے گروپ کا چیف باس یہاں کافی عرصہ رہ چکا ہے۔ اسے یہاں کے لوگوں کی نفسیات کا اچھی طرح علم ہے۔ اس لئے اس نے یہ منصوبہ بندی کی تھی۔ اور تم نے دیکھا کہ وہ افشار صرف بیوی کو جان سے مارنے کی دھمکی پر ہی چیں بول گیا ہے ۔۔۔ حالانکہ اس کی جگہ کسی یورپین ملک کا کھلاڑی ہوتا تو کھیل پر بیوی کو قربان کر دیتا "۔۔۔۔ رچرڈ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" تو پھر اب ہمارے یہاں رکنے کا کیا جواز ہے۔ کیا باقی کھلاڑیوں

کے خلاف بھی کارروائی ہوتی ہے" ـــــ لوسیا نے کہا۔
"ارے نہیں ـــ اگر سب کھلاڑیوں نے کھیلنے سے انکار کر دیا۔ تو دورہ ہی کینسل ہو جائے گا۔ اور دورہ ہی کینسل ہو گیا تو پھر سب کچھ ختم۔ ٹی ڈی کارپوریٹ والوں کو تمام شرطوں کی رقم واپس کرنی پڑ جائے گی" رچرڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔
"اوہ ٹھیک ہے۔ اب میں سمجھ گئی۔ ورنہ پہلے میں سوچ رہی تھی کہ دو کھلاڑیوں کے نہ کھیلنے سے کیا فرق پڑتا ہے۔ سارے کھلاڑیوں کو روک دینا چاہیئے ـــ تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ ویسے رچرڈ ایک بات ہے۔ کیا ان دونوں کے اس طرح اچانک رک جانے کی وجہ سے یہاں کے اعلیٰ حکام یہ تو نہ سوچیں گے کہ کوئی خاص چکر چل رہا ہے" لوسیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"یہاں کے حکام کو اپنی کرسیوں کے بچانے کی اتنی فکر رہتی ہے کہ وہ اتنی معمولی باتوں پر توجہ نہیں کرتے۔ باقی رہے یہاں کے عوام تو وہ شور مچا مچا کر خود ہی خاموش ہو جائیں گے ـــ ایسے ترقی پذیر اور پس ماندہ ملکوں میں عوام کی باتوں پر کون کان دھرتا ہے" ـــ رچرڈ نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔
لیکن اس سے پہلے کہ لوسیا اس کی بات کا جواب دیتی۔ میز پر رکھا ہوا ٹیلی فون بج اٹھا۔ رچرڈ نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔
"یس ـــ رچرڈ سپیکنگ" ـــ رچرڈ نے کرخت لہجے میں کہا۔
"گڈنی بول رہا ہوں باس۔ شنکر کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ اس کی کار سرجان روڈ کے تیسرے میل پر خالی کھڑی ہوئی ہے" ـــ دوسری طرف سے ایک پریشان سی آواز سنائی دی۔
"شنکر کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ اور کار سرجان روڈ پر کھڑی ہے۔ میں سمجھا نہیں شنکر تو ارشد کی کوٹھی کی نگرانی کر رہا تھا تمہارے ساتھ۔ ایسی ہی بات ہے ناں۔ پھر کیا ہوا" ـــ رچرڈ نے چونک کر سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔
"یس باس ـــ ہم دونوں نگرانی کر رہے تھے کہ ایک کار وہاں آ کر رکی۔ اس میں سے ایک ادھیڑ عمر احمق سا آدمی باہر نکلا۔ اس کی ملاقات ارشد کے والد سے ہوئی۔ وہ بڑی اوٹ پٹانگ باتیں کرتا رہا۔ پھر ارشد بھی باہر آ گیا ـــ اس کے بعد وہ اسے لے کر ڈرائنگ روم میں چلے گئے۔ وہ ادھیڑ عمر آدمی کسی سپیشل ایجنسی سے تعلق رکھتا تھا۔ اس نے ارشد سے بلیک میل ہونے کی وجہ پوچھنے کی کوشش کی۔ اسے ارشد کے بچے علی کے ساتھ ہونے والی زیادتی کا بھی علم تھا ـــ لیکن ارشد نے اسے کچھ بتانے سے یکسر انکار کر دیا۔ اور ڈرائنگ روم سے اٹھ کر اندر چلا گیا۔ جس پر وہ ادھیڑ عمر آدمی جس نے اپنا نام علی عمران بتایا تھا۔ مایوسی سے اٹھ کر باہر چلا گیا۔ میں نے شنکر کو اس کی نگرانی پر بھیج دیا۔ تاکہ اس کا کوئی ٹھکانہ سامنے آ جائے۔ لیکن ابھی مجھے اس کی طرف سے ریڈ کاشن ملا ہے ـــ جس پر میں نے کار میں موجود سپیشل ویو ٹرانسمیٹر آن کیا تو معلوم ہوا کہ کار خالی سرجان روڈ کے تیسرے میل پر کھڑی ہے اور شنکر غائب ہے" ـــ گڈنی نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔
"سپیشل ایجنسی ـــ اوہ ـــ اس کا مطلب ہے شنکر سپیشل ایجنسی کے ہتھے چڑھ گیا ہے۔ تم فوری طور پر شنکر اور کار دونوں کو آف کر دو۔ فوراً" رچرڈ نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس" ——— گڈنی نے تیز لہجے میں کہا۔

"آف کرنے کے بعد مجھے کال کرو۔ پھر میں مزید ہدایات دوں گا" رچرڈ نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا اس کے چند لمحے پہلے مطمئن چہرے پر اب شدید پریشانی کے آثار ابھر آئے تھے۔

"یہ کیا ہوا رچرڈ ——— اور گڈنی کو اتنی تفصیل کا کیسے علم ہوا" ——— لوسیا نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"دونوں کھلاڑیوں کی کوٹھیوں میں ہم نے مخصوص ڈی۔ٹی۔آر بٹن لگائے ہوتے ہیں۔ اس طرح کوٹھیوں کے اندر ہونے والی نقل وحرکت اور گفتگو ہمارے پاس ریکارڈ ہوتی رہتی ہے ——— یہ چیکنگ کے لئے انتہائی ضروری تھا تاکہ وہ اپنے وعدے سے نہ پھر جائیں۔ لیکن یہ سپیشل ایجنسی اور علی عمران یہ کون ہو سکتا ہے۔ مجھے اس کے خلاف فوری کارروائی کرنی ہو گی" رچرڈ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے رسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا۔

"میں نے اس علی عمران کی کار کے نمبر تو پوچھے ہی نہیں گڈنی سے" رچرڈ نے پریشان لہجے میں کہا۔ اور پریشانی سے کرسی سے اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگا۔

چند لمحوں بعد ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور رچرڈ نے لپک کر رسیور اٹھا لیا۔

"مچل بول رہا ہوں باس۔ یہاں کھلاڑی افشار کی کوٹھی کی نگرانی شروع ہو گئی ہے۔ نگرانی کرنے والے ایک کار میں دو آدمی ہیں۔ وہ بڑے محتاط انداز میں نگرانی کر رہے ہیں ——— لیکن چونکہ ہم خاصے فاصلے پر تھے اس لئے وہ ہمیں تو چیک نہیں کر سکے البتہ ہم نے انہیں چیک کر لیا ہے۔ اب ان کے متعلق کیا حکم ہے" ——— مچل نے پوچھا۔

"اوہ مچل ——— یہ لوگ لازماً سپیشل ایجنسی سے متعلق ہوں گے۔ کیا تم انہیں آسانی سے بے ہوش کر کے اغوا کر سکتے ہو" ——— رچرڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس ——— زیرو ون کا کیپسول ان کی گاڑی میں پھینکا جا سکتا ہے" مچل نے جواب دیا۔

"او۔کے ——— پھر ان دونوں کو بے ہوش کر کے ہیڈ کوارٹر پہنچا دو۔ لیکن ہر طرف سے محتاط رہنا۔ ایسا نہ ہو کہ ان کے ساتھی ان کی نگرانی کر رہے ہوں۔ اور اس طرح ہیڈ کوارٹر ان کی نظروں میں آجائے" ——— رچرڈ نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس ——— میں پوری طرح محتاط رہوں گا۔ ان کی کار کا کیا کرنا ہے" ——— مچل نے پوچھا۔

"کار کو دور کسی اور کالونی میں لے جا کر کھڑی کر دینا کسی پبلک پارک میں۔ لیکن اس کی تلاشی مکمل طور پر لے لینا" ——— رچرڈ نے کہا اور دوسری طرف سے او۔کے کی آواز سنتے ہی رچرڈ نے رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ حکومت کا کوئی خصوصی ادارہ ہمارے خلاف حرکت میں آگیا ہے" ——— رچرڈ نے کہا۔

"لیکن وہ ہمارے خلاف کیا الزام ثابت کر سکتے ہیں" ——— لوسیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم ان سرکاری اداروں کی کارکردگی نہیں سمجھ سکتیں۔ اور خاص طور پر ان

پس ماندہ ملکوں میں یہاں الزام کو کوئی نہیں پوچھتا۔ اٹھا کر جیل خانے میں ڈال دیتے ہیں اور پھر بھول جاتے ہیں۔ یہ گریٹ لینڈ نہیں ہے کہ جہاں ہر شخص کو سخت قانونی تحفظات حاصل ہیں" ــــ رچرڈ نے سخت اور سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

"یس ــ رچرڈ سپیکنگ" ــــ رچرڈ نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"گڈنی بول رہا ہوں باس ــــ ٹنکر اور اس کی کار کو آف کر دیا گیا ہے۔ اب کیا حکم ہے" ــــ گڈنی کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"اب تم نے ویسے ہی ارشد کی نگرانی کرنی ہے۔ لیکن پہلے سے کہیں زیادہ محتاط ہو کر۔ اور سنو اب اگر کوئی مشکوک آدمی نظر آئے تو اسے بیہوش کر کے اغوا کر لینا اور ہیڈ کوارٹر بھجوا دینا ــــ ابھی ابھی مچل نے بھی اطلاع دی ہے کہ وہاں دو آدمی نگرانی کے لئے آئے ہیں۔ میں نے اُسے بھی یہی حکم دیا ہے" ــــ رچرڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے باس کہ سرکاری ادارے ہمارے خلاف حرکت میں آ گئے ہیں" ــــ گڈنی نے کہا۔

"ابھی کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ بہرحال ہم نے اپنا مشن مکمل کرنا ہے۔ اب ٹیم کے دورے پر جانے میں صرف دو تین روز رہ گئے ہیں۔ اور ہم نے یہی دو تین روز ان دونوں کھلاڑیوں کو روکنا ہے۔ اس کے بعد ٹیم کا باقاعدہ اعلان ہو جائے گا اور ٹیم چلی جائے گی تو ہمارا مشن بھی مکمل ہو جائے گا" رچرڈ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب" ــــ گڈنی نے جواب دیا۔ اور رچرڈ نے رسیور رکھ دیا۔

"اب ساری صورت حال مچل پر منحصر ہے۔ اگر وہ ان آدمیوں کو لے آنے میں کامیاب ہو گیا تو بات بن جائے گی۔ میں ان سب پر قیامت بن کر ٹوٹ پڑوں گا" ــــ رچرڈ نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔ اور لوسیا نے سر ہلا دیا۔ وہ رچرڈ کی طبیعت اور صلاحیتوں کو اچھی طرح جانتی تھی۔ اس لئے پوری طرح مطمئن تھی۔ براڈوے گروپ گریٹ لینڈ کا بڑا معروف گروپ تھا۔ اور اس پورے گروپ میں سب سے ہوشیار اور تیز ایجنٹ رچرڈ ہی تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک مسلح نوجوان اندر داخل ہوا۔

"کیا بات ہے ٹونی" ــــ رچرڈ نے چونک کر پوچھا۔

"باس ــــ مچل نے دو آدمی بھیجے ہیں وہ بے ہوش ہیں۔ میں نے انہیں تہہ خانے میں پہنچا دیا ہے" ــــ آنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ــــ اچھا ٹھیک ہے۔ انہیں کرسیوں سے باندھ دو۔ میں آ رہا ہوں" ــــ رچرڈ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور ٹونی سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"لوسیا۔ تم جا کر یہ چیک کرو کہ ان آدمیوں کی نگرانی کرتا ہوا کوئی یہاں تک نہیں آیا۔ میں پوری تسلی کر لینا چاہتا ہوں" ــــ رچرڈ نے لوسیا سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور لوسیا سر ہلاتی ہوئی اٹھی اور تیز تیز قدم اٹھاتی

کمرے سے باہر چلی گئی۔ اس کے باہر جانے کے بعد رچرڈ اٹھا اور ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی۔ اور پھر اس کے نچلے خانے میں رکھا ہوا گتے کا ایک بڑا سا ڈبہ اٹھایا اور اُسے لا کر میز پر رکھ دیا۔ گتے کے ڈبے کو کھول کر اس نے اس کے اندر رکھا ہوا ایک جدید قسم کا ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھا ـــــ اور پھر اس کے مختلف بٹن پریس کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"ہیلو ہیلو ـــــ رچرڈ کالنگ چیف باس اوور" ـــــ رچرڈ نے بار بار یہی فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

اور چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر کے ایک کونے پر سبز رنگ کا بلب جل اٹھا اور اس کے ساتھ ہی ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنی بند ہو گئیں اور ایک بھاری مگر انتہائی کرخت آواز ٹرانسمیٹر سے برآمد ہوئی۔

"یس ـــــ چیف باس اٹنڈنگ۔ کوڈ بتاؤ اوور" ـــــ بولنے والے نے پوچھا۔

"بی۔ جی۔ بھرتی۔ مشن کرکٹ پلے اوور" ـــــ رچرڈ نے کوڈ دوہراتے ہوئے کہا۔

"یس ـــــ کیا رپورٹ ہے اوور" ـــــ اس بار دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ خاصا بدل گیا تھا۔

اور رچرڈ نے جواب میں افشاں اور ارشد کو ٹریپ کرنے کی ساری روئیداد سنانے کے ساتھ ساتھ سپیشل ایجنسی کے دو آدمیوں کا اغوا ہو کر ہیڈ کوارٹر تک پہنچنے کی ساری تفصیل سنا دی۔

"گڈ شو رچرڈ ـــــ اب ٹیم کے اعلان ہونے میں بہت تھوڑا وقت رہ

گیا ہے۔ اس لئے تم اپنے گروپ سمیت اس سپیشل ایجنسی کے خلاف پوری قوت سے حرکت میں آجاؤ۔ اس طرح وہ بُری طرح الجھ جائیں گے۔ اس دوران ٹیم گریٹ لینڈ کے دورے پر پہنچ جائے گی اور ہمارا مشن ختم ہو جائے گا ـــــ ہم اس کی کامیابی کی رپورٹ ٹی ڈی کا رپوریٹ کو دے کر فارغ ہو جائیں گے۔ اس کے بعد کیا ہوتا ہے اور کیا نہیں ہوتا یہ ہمارا دردِ سر نہ ہوگا۔ ویسے میں آرگنائزیشن کو کہہ دیتا ہوں کہ کام ہو گیا ہے"۔ چیف باس نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ ایسا ہی ہوگا اوور" ـــــ رچرڈ نے جواب دیا۔

"لیکن سارا کام ہاتھ پیر بچا کر کرنا۔ میں اس معمولی مشن میں کوئی پیچیدگی نہیں چاہتا اوور" ـــــ چیف باس نے سخت لہجے میں کہا۔

"کوئی پیچیدگی نہیں ہو گی باس ـــــ رچرڈ کے لئے یہ معمولی کام ہے اوور" رچرڈ نے بڑے با اعتماد لہجے میں جواب دیا۔ اور دوسری طرف سے اوور اینڈ آل سن کر اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا۔ اُسے دوبارہ گتے کے ڈبے میں پیک کر کے وہ اُسے الماری میں رکھ کر جیسے ہی مڑا۔ نوسیا اندر داخل ہوئی۔

"میں نے اچھی طرح چیک کر لیا ہے۔ رچرڈ۔ ہر طرف سے معاملہ صاف ہے" ـــــ نوسیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے ہنی آؤ۔ اب ذرا ان سپیشل ایجنسی والوں سے دو دو ہاتھ کر لیں" ـــــ رچرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

براؤن کو ڈیوڈ کے روپ میں آرگنائزیشن کا چیف باس بنے دو روز ہو گئے تھے۔ اس دوران اُسے زندگی میں پہلی بار احساس ہوا تھا کہ اقتدار کا نشہ کیا ہوتا ہے ـــــ گریٹ لینڈ کے اعلیٰ ترین حکام بھی اس سے بات کرتے تو انتہائی مؤدبانہ لہجے میں۔ اور براؤن کے منہ سے نکلا ہوا ہر لفظ ان کے لیے ملک کے قانون سے زیادہ اہمیت رکھتا تھا۔

ویسے بھی براؤن نے رابرٹ کی مدد سے آرگنائزیشن کا سارا انتظام بڑی چابکدستی سے سنبھال لیا تھا ـــــ اور اب اُسے معلوم ہوا تھا کہ آرگنائزیشن دراصل کس قدر خوفناک، وسیع اور طاقتور تنظیم ہے۔ اور کس کس دھندے میں اور کہاں کہاں پھیلی ہوئی ہے۔ رابرٹ نے اُسے بتایا تھا کہ ٹی ٹو کو بھی راستے سے ہٹا دیا گیا ہے ـــــ کیونکہ وہ عادی شرابی ہے اور عادی شرابی میں لاکھ خوبیوں کے باوجود یہ خامی بہرحال رہتی ہے کہ وہ نشے میں آؤٹ ہو کر بات لیک کر سکتا ہے۔ اس لیے اب ڈیوڈ کی تبدیلی کا علم صرف تین

افراد کو تھا۔ براؤن خود۔ رابرٹ اور بلیکی۔ اور براؤن کو اب یہ معلوم ہوا تھا کہ بلیکی نے اصل ڈیوڈ سے غلط بیانی کی تھی کہ آرگنائزیشن کے بورڈ آف ڈائریکٹرز نے ڈیوڈ کو ہٹانے کا فیصلہ کیا ہے ـــــ دراصل یہ ساری سکیم بلیکی اور رابرٹ نے مل کر بنائی تھی۔ اور ٹی ٹو چونکہ اسلحہ سمیت ڈیوڈ کے دفتر میں داخل ہو سکتا تھا اس لیے ٹی ٹو کو بڑا لالچ دے کر ساتھ ملا لیا گیا تھا ـــــ ورنہ پوری آرگنائزیشن میں اور کسی کو اس تبدیلی کا علم نہ تھا۔ وہ سب براؤن کو ڈیوڈ کے طور پر استعمال کر رہے تھے اور براؤن نے بھی اپنے آپ کو کچھ اس طرح ڈیوڈ کے روپ میں تبدیل کر لیا تھا کہ بعض اوقات اُسے خود بھی شبہ ہوتا کہ وہ براؤن ہے یا ڈیوڈ ـــــ بہرحال وہ خوش تھا۔ اور بلیکی اور رابرٹ کو دعائیں دیتا تھا۔ اس کے شب و روز پوری طرح عیش سے گزر رہے تھے۔

اس وقت براؤن ڈیوڈ کے خاص دفتر میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ میز پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے انٹرکام کی مترنم گھنٹی بج اٹھی۔ اور براؤن نے چونک کر انٹرکام کی طرف دیکھا اور رسیور اٹھا لیا ـــــ اس انٹرکام کا تعلق براہ راست رابرٹ سے تھا۔ جو اس کا نمبر ٹو تھا۔ اور ایک لحاظ سے اُسی نے پوری آرگنائزیشن کا کاروبار سنبھال رکھا تھا۔

"یس" ـــــ براؤن نے ڈیوڈ جیسے سخت لہجے میں کہا۔

"باس ـــــ براڈوے گروپ کا چیف باس ایلگن آپ سے بات کرنا چاہتا ہے۔ ہم نے پاکیشیا میں ان کی کرکٹ ٹیم کے دو کھلاڑیوں افتخار اور ارشد کو ٹیم میں شامل ہونے سے روکنے کے لیے ان کی خدمات معاوضے پر حاصل کی ہوئی ہیں ـــــ وہ شاید اسی سلسلے میں کوئی رپورٹ دینا

چاہتا ہے۔ آپ بات کریں"۔۔۔۔ رابرٹ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بات کراؤ"۔۔۔۔ براؤن نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور انٹرکام کا رسیور رکھ دیا۔ چونکہ اُسے معلوم تھا کہ ڈیوڈ کو آنے والی تمام کالیں باقاعدہ ٹیپ ہوتی ہیں۔ اس لئے رابرٹ ہمیشہ اس سے اس طرح گفتگو کرتا تھا جیسے وہ اصل ڈیوڈ سے بات کر رہا ہو۔ البتہ نجی طور پر جب وہ ملتے تو بات چیت کا انداز دوسرا ہوتا تھا۔

چند لمحوں بعد میز پر رکھے ایک ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس"۔۔۔۔ براؤن نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"باس۔۔۔۔ لائن پر پاڈو سے گروپ کے چیف باس ایگن موجود ہیں۔ اگر آپ ان سے بات کرنا چاہیں تو"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔۔۔۔ بات کراؤ"۔۔۔۔ براؤن نے سخت اور تلخ لہجے میں کہا۔

"ہیلو۔۔۔۔ ایگن بول رہا ہوں جناب"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی لیکن لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"یس۔۔۔۔ کیا بات ہے"۔۔۔۔ براؤن نے سخت اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔ کیونکہ ڈیوڈ بڑے سے بڑے آدمی سے بھی ایسے ہی لہجے میں بات کرنے کا عادی تھا۔

"سر۔ آپ نے ہمارے ذمہ جو مشن لگایا تھا وہ تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔ میرے آدمیوں نے ان دو کھلاڑیوں کو روک دیا ہے اور ٹیم کا اب نہ صرف اعلان ہونے والا ہے بلکہ ٹیم پاکیشیا سے ایک دو روز میں روانہ

ہو جائے گی۔ اور وہ دونوں کھلاڑی ٹیم کے ساتھ نہیں آ رہے اور نہ ہی ٹیم میں ان کے نام شامل کئے جا رہے ہیں"۔۔۔۔ ایگن نے کہا۔

"پھر"۔۔۔۔ براؤن نے پہلے سے بھی زیادہ تلخ لہجے میں جواب دیا۔

"میں نے سوچا کہ آپ کو اپنے مشن کی کامیابی کی رپورٹ دے دوں" ایگن نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں نے سن لی ہے رپورٹ۔ باقی باتیں رابرٹ سے کر لو"۔۔۔۔ براؤن نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ رسیور رکھ کر براؤن چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے انٹرکام کا بٹن دبایا۔

"یس۔۔۔۔ رابرٹ سپیکنگ"۔۔۔۔ دوسری طرف سے رابرٹ کی آواز سنائی دی۔

"میرے دفتر میں آؤ"۔۔۔۔ براؤن نے حسب دستور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس۔۔۔۔ مسٹر بلیکی بھی آپ سے ملنا چاہتے ہیں میرے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو وہ بھی حاضر ہو جائیں" رابرٹ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اُسے بھی لے آؤ"۔۔۔۔ براؤن نے کہا اور رسیور رکھ کر بے اختیار ہنسنے لگا۔ اُسے اس ڈرامے پر خواہ مخواہ ہنسی آ رہی تھی۔ قدرت بھی بعض اوقات عجیب و غریب سچوئشن پیدا کر دیتی ہے۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور رابرٹ اور بلیکی اندر داخل ہوئے۔ رابرٹ نے دروازہ بند کر کے اس کی سائیڈ پر موجود بورڈ کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ اب یہ کمرہ ہر قسم کی چیکنگ سے محفوظ ہو گیا تھا۔۔۔۔ اور اب وہ کھل کر

باتیں کر سکتے تھے۔
"خوب ٹھاٹ ہو رہے ہیں براؤن" ـــ جیکی نے ہنستے ہوئے کہا۔
"میں ابھی بیٹھا ہنس رہا تھا کہ قدرت بھی بعض اوقات عجیب ڈرامے کرتی ہے۔ اب دیکھو میرا ڈیوڈ بن جانا میں نے کبھی خواب میں بھی نہ سوچا تھا" براؤن نے کرسی سے اٹھ کر اپنے اصل لہجے میں ہنستے ہوئے کہا۔
اور پھر وہ تینوں ایک سائیڈ پر موجود صوفوں پر بڑے اطمینان بھرے انداز میں بیٹھ گئے۔
"ابھی ایلگن کا فون آیا تھا۔ میری سمجھ میں تو یہ سارا چکر نہیں آیا۔ کہ دو کھلاڑیوں کو روک دیا جائے اور باقی کھلاڑیوں کو یہاں اعصابی طور پر مفلوج کر دیا جائے ـــ آخر یہ ٹی ٹی کارپوریٹ والے آرگنائزیشن کو اس سارے چکر کی کیا ادائیگی کریں گے" ـــ براؤن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"میں بتاتا ہوں۔ دس لاکھ پونڈ میں سودا طے ہوا ہے۔ اور یہ رقم آرگنائزیشن نے پیشگی وصول کر لی ہے" ـــ رابرٹ نے جواب دیا۔
"دس لاکھ پونڈ۔ اور صرف اس معمولی سے کام کے لئے۔ یعنی کھلاڑیوں کو روکنا اور ذہنی طور پر مفلوج کرنا۔ حیرت ہے" ـــ براؤن نے بری طرح حیران ہوتے ہوئے کہا۔
"تو تمہارا کیا خیال ہے براؤن۔ یہ ٹی ٹی کارپوریٹ جو شرطیں لگاتی ہے اس چکر میں کتنا کما رہی ہوگی" ـــ رابرٹ نے ہنستے ہوئے پوچھا۔
"کیا کمانا ہے۔ زیادہ سے زیادہ چالیس پچاس لاکھ پونڈ۔ اور ان میں سے بھی انہیں بہرحال ادائیگی تو کرنی ہی ہوگی۔ کوئی نہ کوئی ٹیم تو جیتے گی ہی" براؤن نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔
"تم ابھی اس فیلڈ میں نئے آئے ہو براؤن۔ یا پھر تمہاری اڑان اتنی اونچی نہیں ہے۔ اب تک اس کرکٹ دورے کے سلسلہ میں ٹی ٹی کارپوریٹ پچاس کروڑ پونڈ کی شرطیں بک کر چکی ہے ـــ اور جس طرح پاکیشیا کا بھاؤ اونچا جا رہا ہے۔ اگر پاکیشیا ٹیم سیریز جیت جاتی ہے تو ٹی ٹی کارپوریٹ والوں کو پچیس تیس کروڑ پونڈ واپس کرنے پڑیں گے اور اگر گریٹ لینڈ ٹیم جس کا بھاؤ بہت ڈاؤن جا رہا ہے جیت جاتی ہے تو ٹی ٹی کارپوریٹ والوں کو زیادہ سے زیادہ ایک کروڑ پونڈ دینے ہوں گے ـــ اس لئے وہ یقینی طور پر چاہتے ہیں کہ گریٹ لینڈ ٹیم جیت جائے۔ اس طرح انہیں چالیس پچاس کروڑ پونڈ کی خالص بچت ہو جائے گی۔ اتنی بڑی رقم کے مقابلے میں دس لاکھ پونڈ خرچ کرنے کی کیا اہمیت ہے" ـــ رابرٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور براؤن کی آنکھیں حیرت سے اتنی پھیلیں کہ پھٹنے کے قریب ہو گئیں۔
"چالیس پچاس کروڑ پونڈ۔ خدا کی پناہ۔ اس قدر بڑی رقم۔ اوہ یہ تو میرے تصور میں بھی نہ تھی۔ اس کے لئے تو وہ پوری پاکیشیا ٹیم کو ہزاروں بار مروا سکتے ہیں" ـــ براؤن نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔
"مروانے والا تو مسئلہ ہی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ بین الاقوامی کھیل ہے۔ اگر کسی کھلاڑی کو قتل کیا گیا تو پوری دنیا کی سرکاری ایجنسیاں حرکت میں آ جائیں گی ـــ نتیجہ یہ کہ پھر کوئی بھی نہ بچ سکے گا۔ نہ ٹی ٹی کارپوریٹ والے اور نہ آرگنائزیشن والے۔ اس لئے یہ معاملہ ہمیشہ اس طرح نپٹایا جاتا ہے کہ جس ٹیم کو ہرانا ہو اس کے کھلاڑیوں کو استعمال کیا جاتا ہے۔ انہیں

ذریعے دھمکیاں دے کر اعصابی طور پر مفلوج کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح ٹیم اپنا حقیقی کھیل پیش نہیں کر سکتی اور ہار جاتی ہے" ____ رابرٹ نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اگر بھاؤ گریٹ لینڈ کا زیادہ رہتا تو پھر ان ساری کارروائیوں کا رخ گریٹ لینڈ کے کھلاڑیوں کی طرف ہو جاتا۔ اور کوشش کی جاتی کہ انہیں ہرایا جائے۔ حالانکہ وہ اپنے وطن کی ٹیم ہے" ____ بلیکی نے کہا جو اب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"جہاں مسئلہ اتنی بڑی رقم کا ہو۔ وہاں وطن وغیرہ نہیں دیکھا جاتا۔ بہرحال بلیکی۔ تم بتاؤ کہ تم نے کیا کیا ہے۔ ٹیم تو وہاں سے ایک دور دراز میں چلنے والی ہے ____ ڈی ٹی کارپوریٹ کے چیف باس کا بھی فون آیا تھا۔ وہ پوچھ رہا تھا کہ کہیں آرگنائزیشن اپنے مشن میں ناکام تو نہ ہو جائے گی۔ وہ بڑا پریشان تھا۔ میں نے اُسے تسلی تو دے دی تھی کہ آرگنائزیشن کبھی ناکام نہیں ہو سکتی ____ لیکن یہاں کا سارا مشن تو تمہارے پاس ہے۔ مسئلہ اب رقم کا نہیں ہے۔ اب مسئلہ آرگنائزیشن کی عزت کا ہے" ____ رابرٹ نے بلیکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ اور تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور ویسے بھی اب آرگنائزیشن ہماری اپنی ہے۔ اب وہ پہلے والا معاملہ تو بہرحال نہیں ہے" ____ بلیکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ تو بات ہے۔ لیکن تمہیں معلوم ہے آج بورڈ آف ڈائریکٹرز کی میٹنگ ہے۔ اور اس مشن کی تفصیلات پر بھی غور ہو گا۔ باؤن اس کی صدارت کرے گا۔ اس لئے ہمیں تفصیلات کا علم ہونا چاہئے"

رابرٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور بلیکی نے تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔

"ویری گڈ بلیکی ____ ویری گڈ ____ تم واقعی بے حد ذہین آدمی ہو۔ مرحوم ڈیوڈ کو اسی لئے تمہاری صلاحیتوں پر اعتماد تھا۔ جو اس نے یہ اہم ترین مشن خاص طور پر تمہارے سپرد کیا تھا" ____ رابرٹ نے بڑے اطمینان بھرے انداز میں جواب دیا۔

"اُسے میری صلاحیتوں کے بارے میں کم علم تھا ورنہ وہ جان سے نہ ہاتھ دھو بیٹھتا" ____ بلیکی نے ہنستے ہوئے کہا اور وہ سب قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

عمران آپریشن روم سے نکل کر گیسٹ روم کی طرف بڑھتا گیا تاکہ جسے وہ اغوا کر لایا ہے اس سے مکمل معلومات حاصل کر سکے۔ لیکن جیسے ہی وہ گیسٹ روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ وہ بری طرح چونک پڑا ——— کیونکہ اغوا ہونے والے کی حالت دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ مر چکا ہے۔ حالانکہ جس وقت وہ اسے گیسٹ روم میں لٹا کر واپس گیا تھا اس وقت اس قسم کا کوئی خدشہ نہ تھا۔ اس کی نبض بالکل ٹھیک تھی۔

عمران انتہائی تیزی سے قدم اٹھاتا اس کے قریب پہنچا اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ وہ غیر ملکی واقعی مر چکا تھا۔ اس کی ناک اور منہ کے ساتھ ساتھ دونوں کانوں سے بھی خون کی دھاریں باہر نکل کر جمی ہوئی تھیں۔ اور چہرہ بری طرح مسخ تھا ——— عمران نے جھک کر اس کے سر کو ہاتھ سے ٹٹولا۔ اور پھر ہونٹ بھینچ لئے۔ مرنے والے کی کھوپڑی جگہ جگہ سے پھٹی ہوئی تھی۔ وہ چند لمحے کھڑا سوچتا رہا پھر اس نے جھک کر

اس کے لباس کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ لیکن اس کے لباس میں سے کوئی چیز ایسی نہ نکلی جس سے کوئی کلیو مل سکتا۔ عمران واپس مڑا۔ اور گیسٹ روم کا دروازہ کھول کر واپس آپریشن روم کی طرف بڑھ گیا۔

" کیا ہوا ——— اتنی جلدی پوچھ گچھ مکمل ہو گئی " ——— بلیک زیرو نے شاید عمران کو اتنی جلدی واپس آتے دیکھ کر کہا۔

" پوچھ تک ہی معاملہ رک گیا ہے گچھ کی نوبت ہی نہیں آئی "

عمران نے کرسی پر ڈھیر ہوتے ہوئے جواب دیا۔

" کیا مطلب ——— کیا وہ گیسٹ روم میں موجود نہیں ہے "

بلیک زیرو نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

" وہ میرے جانے سے پہلے ہی مر چکا ہے " ——— عمران نے جواب دیا۔

" مر چکا ہے ——— اوہ ——— کیا اس کی حالت اتنی خراب تھی "

بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" اتنی حالت خراب ہوتی تو میں اسے پہلے طبی امداد نہ دیتا "

عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" تو پھر کیا ہوا۔ گیسٹ روم میں تو کوئی جا کر اسے مارنے سے رہا "

بلیک زیرو اور بھی زیادہ حیران نظر آنے لگا۔

" اس کی کھوپڑی میں وائرلیس بم فٹ تھا۔ جسے پھاڑ دیا گیا ہے "

عمران نے کہا اور بلیک زیرو کی آنکھیں پھیلتی گئیں۔

" اوہ ——— اس کا مقصد ہے کہ مجرموں کو پتہ چل گیا کہ وہ یہاں موجود ہے "

بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں ۔۔۔ میرے خیال میں انہیں جگہ کا علم نہیں ہے۔ البتہ بم انتہائی جدید ہے جو فاصلے فاصلے سے بھی آپریٹ ہو سکتا ہے۔ لیکن اس سے یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ مجرموں کو اس آدمی کے اغوا کا علم ہو گیا ہے۔ حالانکہ میں نے اچھی طرح چیک کیا تھا کہ نگرانی نہ ہو رہی ہو ۔۔۔ اور دوسری بات یہ کہ مجرم انتہائی جدید ترین آلات استعمال کر رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ کوئی معمولی مجرم نہیں ہیں" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور عمران نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ۔۔۔ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"صفدر بول رہا ہوں جناب۔ مرجان روڈ پر جس کار کی نگرانی کے متعلق آپ نے ہدایت دی تھی وہ ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی تباہ ہو چکی ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے اس کے اندر کوئی طاقتور بم پھٹا ہو ۔۔۔ وہاں پولیس موجود ہے۔ اس لئے ہم وہاں نہیں رکے" ۔۔۔ صفدر نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم ایسا کرو کہ گلشن روم کالونی میں کوٹھی نمبر چار سو پچیس کی نگرانی کرو۔ اس میں قومی کرکٹ ٹیم کا کھلاڑی افشار رہتا ہے۔ نگرانی انتہائی احتیاط سے کرنا" ۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔ ابھی اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور عمران نے منہ بناتے ہوئے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ۔۔۔ عمران کا لہجہ اس بار خاصا سخت تھا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ عمران کہاں ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"تو ابھی آپ کی دنیا جوان ہے۔ اور اگر آپ کی دنیا جوان ہے تو پھر جوانی کو اپنا نام بدل کر بچپن رکھ لینا چاہیئے" ۔۔۔ عمران نے اپنی اصل آواز میں جواب دیا۔

"یہ کیا تم نے جوانی اور بچپن کی گردان شروع کر دی ہے۔ تمہارے ذمہ میں نے ایک ذاتی کام لگایا تھا۔ لیکن تم نے اسرار احمد سے رابطہ ہی قائم نہیں کیا۔ اس کا ابھی فون آیا تھا" ۔۔۔ سر سلطان نے سخت لہجے میں کہا۔

"دیکھیئے سر سلطان۔ وہ ایک گانا ہے۔ آواز دے کہاں ہے۔ دنیا میری جوان ہے۔ تو اب آپ آواز دے رہے ہیں۔ کہ عمران کہاں ہے ۔۔۔ تو باقی مصرعہ میں نے پورا کر دیا۔ اور آپ خواہ مخواہ ناراض ہو گئے۔ اور باقی رہی اسرار والی بات۔ تو سچی بات یہ ہے کہ مجھے جن بھوتوں سے بڑا ڈر لگتا ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جن بھوتوں سے ۔۔۔ کیا مطلب۔ ایک تو یہ بڑی مصیبت ہے کہ تم جو بھی بات کرتے ہو۔ الٹی ہی کرتے ہو" ۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

"آپ خود ہی تو اسرار کی بات کر رہے ہیں اور اسرار وہیں ہوتا ہے۔ جہاں جن بھوت ہوں۔ دادی اماں تو ایسی ہی کہانیاں سناتی تھیں۔ کہ جن جو بچوں کا خون پی جاتا ہے ۔۔۔ اب دیکھیئے جن کو خون پینے کے لئے بچے ہی ملے ہیں جن میں دو بوتل خون بھی نہیں ہوتا خون ہی پینا تھا تو کسی ہاتھی کا پیتا۔ کم از کم کچھ پینے کو تو ملتا" ۔۔۔ عمران کی زبان چل پڑی۔

"دیکھو عمران سیدھی طرح بات کرو۔ تم یہ کام کرتے ہو یا نہیں۔ نہیں تو

میں اسرار احمد کو جواب دے دیتا ہوں" ـــــ سر سلطان کا لہجہ اس بار نہ صرف خاصا تلخ تھا بلکہ اس میں ناراضگی کا عنصر بھی نمایاں طور پر جھلک رہا تھا۔

"ارے ارے۔ آپ ناراض ہو گئے۔ ارے ایسی بات نہیں۔ آپ کا ذاتی کام تو میرے لئے سرکاری کام سے بھی زیادہ اہم ہوتا ہے" عمران نے فوراً ہی لہجہ بدلتے ہوئے کہا۔ اور سر سلطان اس کی بات پر بے اختیار ہنس پڑے۔

"بس باتیں کرنی ہی آتی ہیں تمہیں" ـــــ سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جناب سر سلطان صاحب۔ باتیں کرنا ہی تو اصل فن ہے۔ آج کل ہر کوئی بس باتیں ہی کر رہا ہے۔ بہرحال میں کام کر رہا ہوں۔ اور چونکہ آپ ناراض ہو رہے ہیں اس لئے بتا دوں کہ قومی کرکٹ ٹیم کے خلاف بین الاقوامی سازش ہو رہی ہے ـــــ اور بین الاقوامی مجرموں کا ایک گروہ اس کارروائی میں ملوث ہے۔ ان کا ایک آدمی میں نے پکڑ لیا تھا لیکن اُسے دائریس بم سے اڑا دیا گیا۔ بہرحال کام ہو رہا ہے۔ لیکن ظاہر ہے اب مجرم ہاتھ باندھ کر اسرار احمد صاحب کی خدمت میں پیش ہونے سے رہے۔ کچھ وقت تو لگے گا" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ـــــ اس کا مطلب ہے کہ اسرار احمد کا خیال درست تھا۔ اگر کوئی بین الاقوامی سازش ہے تو پھر تو یہ تمہارے محکمے کا سرکاری کیس ہوا" ـــــ سر سلطان نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"یہ ٹھیک ہے۔ یعنی آپ اب ذاتی کام والا احسان ختم کرنا چاہتے

ہیں۔ چلو جیسی آپ کی مرضی" ـــــ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور سر سلطان بھی جواب میں ہنس پڑے۔

"لیکن عمران بیٹے۔ قومی ٹیم کے کھلاڑیوں کے ناموں کا اعلان کرنے اور ایک دو روز میں اس کے دورے پر جانے کے لئے آج رات ایک اعلیٰ سطحی میٹنگ میں فیصلہ ہونا ہے ـــــ اس لئے اسرار احمد پریشان تھا۔ اب اُسے کیا کہوں" ـــــ سر سلطان نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ ایسا کریں اسرار احمد صاحب سے کہہ دیں کہ افشار احمد اور ارشد دونوں کے نام ٹیم میں شامل نہ کریں۔ صرف ان کے متعلق کہہ دیں کہ افشار احمد اپنی بیوی کی بیماری کی وجہ سے اور ارشد چند گھریلو مصروفیات کی وجہ سے ٹیم میں شامل نہیں کئے گئے ـــــ اس طرح مجرم مطمئن ہو جائیں گے۔ جب ہم مجرموں پر ہاتھ ڈال دیں گے تو پھر ان کو دوبارہ بھی تو ٹیم میں شامل کیا جا سکتا ہے" ـــــ عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ تجویز ٹھیک ہے۔ لیکن عمران بیٹے۔ اسرار احمد ایک اور خدشے کا بھی اظہار کر رہا تھا۔ اس کا خیال ہے کہ گریٹ لینڈ کے دورے کے دوران بھی کھلاڑیوں پر حملے کئے جا سکتے ہیں۔ انہیں دھمکیاں دی جا سکتی ہیں ـــــ اس طرح قومی ٹیم پوری طرح اپنا کھیل نہ پیش کر سکے گی" ـــــ سر سلطان نے کہا۔

"یہ اسرار احمد صاحب کو اپنا نام تبدیل کر کے خدشہ صاحب رکھ لینا چاہیئے۔ ویسے ایک بات ہے۔ کیوں نہ اس بار قومی ٹیم کی بجائے سیکرٹ سروس کی کرکٹ ٹیم کو گریٹ لینڈ کے دورے پر بھیج دیا جائے۔ آپ کپتان بن جائیں۔ بلیک زیرو وکٹ کیپر ہو گا ـــــ اور باقی سب کھلاڑی۔

ہاں البتہ جولیا والا مسئلہ ہے۔ چلیئے جولیا کو ہم رننگ کمنٹری پر بٹھا دیں گے کہ مایہ ناز فاسٹ باؤلر صفدر سعید بال کرنے آرہے ہیں۔ لیکن اوہ صفدر سعید اچانک بال پھینک کر ایک مجرم کے تعاقب میں نکل گئے ہیں۔ مجرم انہیں تماشائیوں کی گیلری میں بیٹھا نظر آگیا تھا وغیرہ وغیرہ" ـــــ عمران کی زبان چل پڑی۔ اور سر سلطان بے اختیار ہنسنے لگے۔

"تمہاری تجویز تو ٹھیک ہے۔ لیکن کپتان تم خود ہوگے۔ بھیجوں تجویز صدر مملکت کو" ـــــ سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ مجھے اگر کپتان بنا دیا گیا تو تنویر نے وکٹیں توڑ دینی ہیں۔ البتہ سلیمان کپتانی کے لئے فٹ رہے گا۔ وہ چمچہ ہانڈی میں اس طرح گھماتا ہے کہ بڑے سے بڑا بیٹسمین بھی بیٹ نہ گھما سکتا ہوگا" ـــــ عمران نے کہا اور سر سلطان کے قہقہے نکل گئے۔

"تو تمہارا مطلب ہے کہ اسد احمد کو صرف وہم ہے وہاں گریٹ لینڈ میں کوئی خطرہ نہ ہوگا" ـــــ سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"گریٹ لینڈ تو ہے ہی گریٹ۔ ظاہر ہے وہاں خطرہ بھی گریٹ ہی ہوگا۔ بہرحال آپ انہیں تسلی دے دیں۔ اس بات کا فیصلہ مجرموں کے پکڑے جانے کے بعد ہی ہو سکتا ہے کہ ان کی جڑیں کہاں کہاں پھیلی ہوئی ہیں اور ان کے مقاصد جلیلہ کیا ہیں۔ پھر فیصلہ بھی ہو جائے گا" ـــــ عمران نے کہا۔ اور سر سلطان نے اوکے کہتے ہوئے رابطہ ختم کر دیا۔

"عمران صاحب۔ یہ عجیب وغریب کیس بن گیا ہے۔ کم از کم میں تو سوچ کر ہی حیران ہوتا ہوں کہ اب کھیل بھی مجرموں کی زد میں آنے لگے ہیں" بلیک زیرو نے کہا۔

"بھئی جہاں لمبی رقم کا مسئلہ ہوگا وہاں جرم بھی موجود ہوگا۔ چاہے وہ کھیل ہو یا سائنسی ایجاد" ـــــ عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اور بات ہوتی اچانک میز کے ایک کنارے سے تیز سیٹی کی آواز نکلی اور عمران اور بلیک زیرو دونوں ہی بے اختیار اچھل پڑے۔

بلیک زیرو نے بجلی کی سی تیزی سے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو میز کا وہ کنارہ کسی ڈھکن کی طرح کھل گیا۔ اور ایک عجیب وغریب شکل کا ٹرانسمیٹر سا باہر کو اچھل کر نکل آیا ـــــ سیٹی کی آواز اس میں سے نکل رہی تھی۔ اور ساتھ ہی ایک سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جل بجھ رہا تھا۔ عمران کی پیشانی پر شکنیں سی ابھر آئیں۔

بلیک زیرو نے جلدی سے اس ٹرانسمیٹر کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کی نظریں ٹرانسمیٹر کے ڈائلوں پر جمی ہوئی تھیں۔

"وہ ـــــ یہ لحمانی کی کال ہے" ـــــ بلیک زیرو نے ڈائلوں کو گھورتے ہوئے کہا۔

"لحمانی کی ـــــ اوہ فوراً لوکیشن چیک کرو۔ یہ لازماً کہیں پھنس گیا ہوگا۔ ورنہ ریڈ کال نہ دیتا" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور بلیک زیرو اٹھ کر تیزی سے اندرونی کمرے کے دروازے کی طرف بھاگ پڑا۔ جب کہ عمران اٹھ کر بلیک زیرو والی کرسی پر آگیا۔ اس کی نظریں ڈائلوں پر جمی ہوئی تھیں۔ سیٹی کی آواز اب آنی بند ہوگئی تھی۔ البتہ سرخ بلب بدستور تیزی سے جل بجھ رہا تھا۔

"عمران صاحب - گرین لینڈ کی کوٹھی نمبر چھتیس سے ریڈ کال آ رہی ہے"
اُسی لمحے بلیک زیرو نے دوبارہ نمودار ہوتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔
"گرین لینڈ کی کوٹھی نمبر چھتیس ـــــ ٹھیک ہے تم جولیا کو فون کر کے سب ممبرز کو وہاں بھیج دو - میں بھی جا رہا ہوں - اگر ضرورت پڑی تو میں ان سے بی - ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کر لوں گا" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا - اور تقریباً دوڑتے ہوئے انداز میں بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
چند لمحوں بعد اس کی کار دوڑنے کی بجائے تقریباً اڑتی ہوئی گرین لینڈ کالونی کی طرف بڑھی جا رہی تھی -

نعمانی کی آنکھ اچانک کھل گئی - اور وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگا - شاید اس کا شعور پوری طرح بیدار نہ ہو رہا تھا - اور پھر اس کے ذہن پر جھماکے سے ہوئے اور اُسے سارا پس منظر یاد آ گیا ـــــ وہ اور چوہان کار میں بیٹھے کوٹھی کی نگرانی کر رہے تھے کہ ایک آدمی کار کے قریب سے گزرا - اس کے منہ سے سگریٹ لگی ہوئی تھی - اس نے رک کر ان سے لائٹر طلب کیا ـــــ نعمانی اور چوہان نے اُسے بتایا کہ وہ سگریٹ نہیں پیتے - تو اس آدمی نے کہا کہ کار کا سگریٹ لائیٹر جلا کر دے دیں - اس کے پاس ماچس نہیں ہے اور مارکیٹ کافی دور ہے اور اس کا نشہ ٹوٹ رہا ہے - نعمانی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا جب کہ چوہان پچھلی سیٹ پر ـــــ نعمانی نے مڑ کر کار کا لائیٹر پریس کیا تا کہ گرم ہو جائے تو اُسے نکال کر دے سکے - اُسی لمحے نوجوان نے جیب میں رکھا ہوا ہاتھ نکالا اور پھر یک لخت کار کے اندر دھواں سا بھر گیا ـــــ اور اس کے ساتھ ہی نعمانی کے ذہن پر اندھیرا سا

نے یلغار کردی۔ اور اب اس کی آنکھ کھلی تو وہ ایک خاصے بڑے تہہ خانے
میں کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ جب کہ ساتھ والی کرسی پر
جوہان بندھا ہوا تھا ـــــ لیکن اس کی گردن بدستور ڈھلکی ہوئی تھی۔ اُسے
ابھی تک ہوش نہ آیا تھا۔

نعمانی نے اب شعوری طور پر اردگرد کا بغور جائزہ لینا شروع کر دیا۔ اور
اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے بازوؤں کو رسیوں کی گرفت سے آزاد کرانے
کی جدوجہد شروع کر دی ـــــ لیکن رسیاں ایسی تکنیک اور مہارت سے
باندھی گئی تھیں کہ باوجود کوشش کے وہ معمولی سی بھی ڈھیلی نہ ہوئیں۔

ابھی نعمانی اسی کوشش میں مصروف تھا کہ سامنے دیوار میں موجود بند دروازہ
کھلا اور ایک غیر ملکی نوجوان مرد اور عورت اندر داخل ہوئے۔ غیر ملکی مرد تیز تیز
قدم اٹھاتا نعمانی کے سامنے آکر رک گیا ـــــ غیر ملکی لڑکی اس سے چند قدم
پیچھے ہی رک گئی تھی۔ اور دروازہ ان کے عقب میں خود بخود بند ہو گیا تھا۔

"ہوں ـــــ تو تمہارا تعلق سپیشل ایجنسی سے ہے" ـــــ غیر ملکی نے دانت
پیستے ہوئے کہا۔

"سپیشل ایجنسی ـــــ کیا مطلب" ـــــ نعمانی نے حیرت ظاہر کرتے
ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے تہہ خانہ زوردار تھپڑ کی آواز سے گونج
اٹھا۔ غیر ملکی نے اچانک اور انتہائی قوت سے نعمانی کے بائیں گال پر
تھپڑ رسید کر دیا تھا ـــــ یہ تھپڑ اس قدر بھرپور تھا کہ نعمانی کا سر ایک
جھٹکے سے دائیں طرف کو مڑ گیا۔ اُسے یوں محسوس ہوا کہ جیسے اس کے پورے
جسم میں سرخ مرچیں بھر گئی ہوں۔ گال کی اندرونی جلد شاید پھٹ گئی تھی۔
کیونکہ نعمانی کی زبان پر خون کا ذائقہ ابھر آیا تھا۔

"بکواس کرتے ہو رچرڈ کے سامنے۔ جس کا نام سنتے ہی لوگوں کی روحیں
ان کا جسم چھوڑ جاتی ہیں" ـــــ غیر ملکی نے انتہائی غصیلے انداز میں چیختے ہوئے
کہا۔

"تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ ہمارا کسی سپیشل ایجنسی سے کوئی تعلق نہیں۔
ہم تو سیدھے سادھے لوگ ہیں" ـــــ نعمانی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے
سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

اور دوسرے لمحے رچرڈ کا ہاتھ دوبارہ حرکت میں آیا اور تہہ خانہ ایک
بار پھر زوردار تھپڑ کی آواز سے گونج اٹھا۔ یہ تھپڑ بھی عین اُسی جگہ پڑا تھا۔
جہاں پہلی ضرب لگی تھی۔

نعمانی کے جبڑے میں درد کی شدید ترین لہر ابھری۔ اور اس نے درد کی
اس لہر کو روکنے کے لئے جبڑوں کو بُری طرح بھینچ لیا۔ اس کے جبڑے
بھینچتے ہی یک لخت ایک سوئی سی اس کی ایک داڑھ میں چبھی ـــــ اور نعمانی
نے بے اختیار جبڑے ڈھیلے کر دیئے۔ اور اس کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا۔
اُسے یاد آ گیا کہ ایکسٹو نے کچھ دن پہلے تمام ممبرز کی داڑھوں میں ایک
نیا وارننگ سسٹم سیٹ کرایا تھا ـــــ اسے ایکسٹو نے ریڈ کال کہا تھا۔
یہ ایک ذرے جتنا بٹن تھا جس کے آگے چھوٹی سی سوئی لگی ہوئی تھی۔ ایکسٹو
نے بتایا تھا کہ جب ٹاپ ایمرجنسی ہو تو وہ زور سے اس داڑھ پر اوپر کی
داڑھ سے ضرب لگائیں تو بٹن آن ہو جائے گا ـــــ اور سوئی چبھنے کا احساس
ہو گا۔ اس بٹن کے آن ہوتے ہی دانش منزل میں ریڈ کال پہنچ جائے گی۔
کہ وہ ممبر خطرے میں ہے۔ جولیا کے پوچھنے پر ایکسٹو نے بتایا تھا کہ
ہر ممبر کے بٹن کی ساخت دوسرے سے مختلف ہے۔ اس طرح دانش منزل

میں موجود مشین اس مخصوص ممبر کی نہ صرف نشاندہی کر دے گی بلکہ یہ مشین وہ لوکیشن بھی بتا دے گی۔ جہاں اس بٹن کو آن کیا ہو گا۔ اور اب سوئی چبھنے سے نعمانی کو یہ سب کچھ یاد آ گیا تھا ـــــ ورنہ اُسے اس نئے سسٹم کا خیال ہی نہ تھا اور ویسے بھی یہ کوئی ایسی ایمرجنسی نہ تھی کہ وہ ریڈ کال دیتا۔ لیکن یہ تھپیڑ کی وجہ سے خود آن ہو گیا تھا۔ بہرحال اُسے یہ سوچ کر تسلی ہو گئی کہ ایکسٹو ریڈ کال کی وجہ سے اس کی پوزیشن سمجھ گیا ہو گا۔

"تمہاری موت قریب آ گئی ہے مسٹر رچرڈ" ـــــ نعمانی نے اس بار غراتے ہوئے جواب دیا۔

"لوسیا۔ الماری سے کوڑا نکالو۔ میں اس اُلو کے پٹھے کو بتاؤں کہ موت کسے کہتے ہیں" ـــــ رچرڈ نے پیر پٹختے ہوئے کہا۔ اور اس کے پیچھے کھڑی ہوئی غیر ملکی لڑکی تیزی سے ایک دیوار کی طرف بڑھ گئی جس میں ایک بڑی سی الماری نصب تھی۔

"تم کوڑے کا رعب ڈالنے کی بجائے سیدھی طرح بات کرو۔ تم پوچھنا کیا چاہتے ہو" ـــــ نعمانی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔ اب چونکہ ریڈ کال خود بخود ہو چکی تھی اس لئے وہ اب زیادہ سے زیادہ وقت حاصل کرنا چاہتا تھا۔

اسی لمحے چوہان کی کراہ بھی سنائی دی۔ وہ بھی ہوش میں آ گیا تھا۔ اور اب آنکھیں پھاڑے حیرت سے ماحول کا جائزہ لے رہا تھا۔

"میں پوچھتا ہوں تم سے۔ ضرور پوچھتا ہوں اور دیکھتا ہوں تم کیسے نہیں بتلاتے۔ تم نے مجھے سمجھ کیا رکھا ہے۔ تم جیسے سپیشل ایجنٹوں کے لئے تو مجھ سے بڑا جلاد بھی پیدا نہیں ہوا" ـــــ رچرڈ نے غراتے ہوئے جواب دیا۔

نعمانی اس کے چہرے کے تاثرات اور آنکھوں سے نکلنے والے آثار سے ہی اس کی ٹائپ سمجھ گیا کہ یہ شخص انتہائی احساس برتری کا شکار ہے۔ اور ایسے احساسات کے مالک لوگ انتہائی سنگدل۔ سفاک اور اذیت پسند ہوتے ہیں ـــــ ایسے آدمیوں کو واقعی ذرا سا موقع مل جائے تو یہ اپنے مخالف کی کھال ادھیڑ دینے میں بھی دریغ نہیں کرتے۔ اس لئے اب نعمانی نے حرکت میں آ جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کی ٹانگیں رسیوں کی بندشوں سے آزاد تھیں۔ وہ انہیں اپنی مرضی سے حرکت میں لا سکتا تھا۔

اسی لمحے لوسیا نے ایک خوفناک سا کوڑا لا کر رچرڈ کے ہاتھ میں دے دیا۔

"ہاں اب بتاؤ۔ تم کیا کہہ رہے تھے" ـــــ رچرڈ نے کوڑے کو ہوا میں نچاتے ہوئے کہا۔ وہ ایک قدم اور نعمانی کی طرف بڑھ آیا تھا۔

"تم کیا پوچھنا چاہتے ہو" ـــــ نعمانی نے کہا۔ اور ابھی اس کا فقرہ مکمل نہ ہوا تھا کہ رچرڈ کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے لہرایا۔ اور شڑاپ کی خوفناک آواز کے ساتھ ہی کوڑا پوری قوت سے نعمانی کے جسم سے ٹکرایا۔ نعمانی کے حلق سے بے اختیار سسکی نکل گئی ـــــ کوڑے نے اس کی کھال پھاڑ دی تھی۔ یہ ضرب اس قدر خوفناک تھی کہ اگر وہ تربیت یافتہ ایجنٹ نہ ہوتا تو یقیناً چیخوں سے پورا تہہ خانہ سر پہ اٹھا لیتا۔

"یہ میری اب آخری وارننگ ہے۔ سمجھے۔ اب جو کچھ میں پوچھوں اس کا سچ سچ جواب دینا" ـــــ رچرڈ نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی کوڑے کو ایک بار پھر ہوا میں نچایا۔

کوڑا لگنے سے گو نعمانی کے جسم میں درد کی تیز ترین لہر دوڑ گئی تھی۔ لیکن

کم از کم اس سے ایک فائدہ ضرور ہوا تھا کہ نعمانی کو یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ کرسی کے پائے فرش میں گڑھے ہوئے نہیں ہیں۔ کیونکہ کوڑا لگنے سے جب نعمانی کے جسم نے جھکولا کھایا تھا تو کرسی بُری طرح ڈول گئی تھی۔

"سنو رچرڈ۔ کوڑوں سے تم مجھ سے کچھ نہیں پوچھ سکتے۔ سیدھی طرح قریب آکر بات کرو جو تم پوچھو گے میں بتا دوں گا" ——— نعمانی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"قریب آکر کیوں۔ تم ڈاج کرنا چاہتے ہو" ——— رچرڈ نے بھنویں اچکاتے ہوئے کہا۔

"ادہو ——— میں بندھا ہوا ہوں۔ کوڑا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ پھر بھی تم کہہ رہے ہو کہ میں ڈاج کروں گا۔ دراصل میں کچھ اونچا سنتا ہوں۔ اس لئے ہو سکتا ہے میں تمہاری بات پوری طرح نہ سن سکوں۔ اور غلط جواب دے دوں۔ اور تم سمجھو کہ میں جان بوجھ کر تمہیں تنگ کر رہا ہوں" ——— نعمانی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہوں۔ میں رچرڈ براڈ دے گینگ کی ناک تم سے ڈر دوں گا۔ تم جیسے مچھروں سے۔ ہونہہ" ——— رچرڈ نے پھنکارتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے آگے بڑھ کر نعمانی کے بالکل قریب آکر رک گیا۔

"ہاں اب پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو" ——— نعمانی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی یک لخت بجلی کی طرح اس کی دونوں ٹانگیں پھیلیں اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے سمٹ گئیں۔ اس طرح اس نے بالکل قریب اور سامنے کھڑے ہوئے رچرڈ کی پنڈلیوں پر زوردار ضرب لگائی اور رچرڈ بُری طرح چیختا ہوا منہ کے بل لڑکھڑا کر نعمانی کے اوپر آ گرا۔ اور پھر نعمانی اس کا

دھکا لگنے سے کرسی سمیت نیچے فرش پر جا گرا۔ اب صورت حال یہ تھی کہ نیچے کرسی تھی۔ اوپر نعمانی اور اس کے اوپر رچرڈ گرا ہوا تھا۔ نیچے گرتے ہی نعمانی نے دونوں ٹانگوں سے رچرڈ کا نچلا دھڑ جکڑ لیا ——— اور ساتھ ہی پوری قوت سے سر کو آگے کی طرف کر کے اس نے رچرڈ کی ناک پر ٹکر جڑ دی اور رچرڈ کے حلق سے نعرہ دار چیخ نکل گئی۔ اس نے اچھل کر اٹھنا چاہا۔ لیکن اُسی لمحے ساتھ موجود چوہان کی کرسی نے سائیڈ میں جھکولا کھایا اور چوہان کرسی سمیت رچرڈ کی پشت پر آ گرا ——— اب چوہان رچرڈ کے اوپر تھا۔ اور اس کی پشت پر کرسی کی پشت تھی۔

لوسیا چیختی ہوئی رچرڈ کی طرف بڑھی اور اس نے جھک کر چوہان کو ہٹانا چاہا تھا کہ چوہان نے دونوں ٹانگیں کسی ماہر جمناسٹک کی طرح اونچی کیں۔ اور دوسرے لمحے اس نے لوسیا کی گردن کے گرد قینچی ڈال دی ——— اور اس کے ساتھ ہی چوہان کے جسم نے ایک زوردار جھٹکا کھایا اور وہ کرسی سمیت فضا میں اٹھا اور لوسیا کو اپنے ساتھ لیتا ہوا آگے کی طرف جا گرا۔ لوسیا کے حلق سے خوفناک چیخیں نکلنے لگیں ——— کیونکہ چوہان جس انداز میں گرا تھا۔ اس سے لوسیا کی کمر دوہری ہو گئی تھی۔ اور چوہان اب کرسی سمیت تیزی سے کروٹیں بدلتا جا رہا تھا۔ کمرے میں کرسی کی فرش سے ٹکرانے کی آواز کے ساتھ ساتھ لوسیا کی چیخیں گونج رہی تھیں ——— لوسیا کی گردن میں چوہان نے قینچی ڈالی ہوئی تھی اس لئے لوسیا بھی ساتھ ساتھ کروٹیں بدلتی جا رہی تھی۔

ادھر نعمانی کی ٹکر کھا کر رچرڈ سنبھلا بھی نہ تھا کہ چوہان کرسی سمیت اس کی پشت پر آ گرا تھا۔ اس لئے رچرڈ مزید بوکھلا گیا۔ اور اس بوکھلاہٹ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نعمانی نے پے در پے اس کی ناک پر دو مزید زوردار ٹکریں رسید

کردیں۔ اور نتیجہ یہ کہ جب چوہان کرسی سمیت رچرڈ کے جسم سے ہٹا تو رچرڈ کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ چکے تھے۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ نعمانی نے جلدی سے کروٹ بدلی اور رچرڈ کو نیچے فرش پر پھینک کر وہ پاؤں سمیٹ کر اچھلا اور اس بار وہ کرسی سمیت جھکے جھکے انداز میں کھڑا ہو گیا تھا —— اور پھر وہ اسی طرح جھکے جھکے انداز میں دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور دوسرے لمحے اس نے اچھل کر دونوں پیر لوسیا کی پشت پر پوری قوت سے مارے کیونکہ اس وقت لوسیا چوہان کے داؤ میں پھنسی کروٹ بدل رہی تھی —— لوسیا کے حلق سے زوردار چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم ایک لمحے کے لئے پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح تڑپا اور پھر یکلخت ڈھیلا پڑ گیا۔ چوہان نے اس کا جسم ڈھیلا پڑتے محسوس کیا تو اس نے قینچی کھولی اور پھر وہ بھی پاؤں سمیٹ کر نعمانی کے سے انداز میں کھڑا ہو گیا —— اب وہ دونوں کرسیوں سمیت ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہانپ رہے تھے۔ اور رچرڈ اور لوسیا دونوں فرش پر بے ہوش پڑے تھے۔

"اپنی کرسی کی پشت میری کرسی کی پشت کے ساتھ کر کے بیٹھ جاؤ چوہان۔ میں ہاتھوں سے ٹٹول کر تمہاری رسی کی گرہ کھولتا ہوں" —— نعمانی نے کہا اور چوہان سر ہلاتا ہوا گھوم کر نعمانی کی پشت پر آ گیا۔ دوسرے لمحے دونوں دوبارہ کرسیاں فرش پر ٹکا کر بیٹھ گئے۔ اب دونوں کی پشت ایک دوسرے کی طرف تھی —— نعمانی کی چونکہ کلائیاں بندھی ہوئی تھیں۔ اس لئے وہ دونوں ہاتھوں کو آسانی سے دائیں بائیں حرکت بھی دے سکتا تھا۔ اور اس کی انگلیاں بھی پوری طرح حرکت کر سکتی تھیں۔ اس لئے اس نے چوہان سے پشت ملانے کو کہا تھا اور واقعی ہوا بھی ایسا ہی۔ چند لمحوں میں نعمانی نے انگلیوں سے ٹٹول ٹٹول کر رسی کی گرہ کھول دی۔ اور چوہان نے بجلی کی سی تیزی سے رسیاں ہٹائیں اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنی کرسی ایک طرف دھکیلی اور پھر تیزی سے نعمانی کی کرسی کی پشت پر جھک کر اس کی رسیاں کھولنے لگا۔

ادھر نعمانی رسیوں کی گرفت سے آزاد ہوا ادھر باہر تیز فائرنگ کی آوازیں ابھریں اور وہ دونوں چوکنا ہو کر تیزی سے دروازے کی سائیڈ کی طرف بڑھے۔ چند لمحوں تک باہر فائرنگ کی آوازیں آتی رہیں پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ اسی لمحے تیز تیز قدموں کی آوازیں تہہ خانے کے دروازے کی طرف بڑھتی سنائی دیں۔

وہ دونوں دروازے کی سائیڈوں پر بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ چونکہ ان کی جیبوں سے تمام ہتھیار پہلے ہی نکال لئے گئے تھے۔ اس لئے وہ دونوں خالی ہاتھ تھے —— اسی لمحے دروازہ ایک زوردار دھماکے سے کھلا اور ایک سایہ سا اندر داخل ہوا ہی تھا کہ دونوں بیک وقت اچھل کر اس پر جھپٹے لیکن دوسرے لمحے وہ دونوں ہی بری طرح چیختے ہوئے فضا میں قلابازی کھا کر پشت کے بل ایک زوردار دھماکے سے فرش پر جا گرے۔ آنے والے نے واقعی انتہائی مہارت سے ان دونوں کے اچانک حملے کو نہ صرف روکا تھا بلکہ ان دونوں کو یوں فضا میں اچھال دیا تھا جیسے وہ گوشت پوست کے انسانوں کی بجائے کوئی حقیر تنکے ہوں —— ان دونوں کی پسلیوں میں زوردار ضربیں لگی تھیں۔ جس کی وجہ سے وہ اچھلے بھی تھے اور پھر قلابازی کھا کر پشت کے بل فرش پر بھی جا گرے تھے۔ یہ ضرب اس قدر زوردار اور شدید تھی کہ بے اختیار ان کے حلق سے چیخیں نکل

گئی تھیں۔

" ارے تم تو دیسی لہجے میں چیخ رہے ہو" ـــــ اچانک عمران کی آواز ان دونوں کے کانوں میں پڑی اور وہ دونوں اپنی چوٹ بھول کر اتنی تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے جیسے ان کے جسم میں ہڈیوں کی بجائے سپرنگ فٹ ہوں۔

" اوہ عمران صاحب۔ آپ تبھی ہمارا یہ حشر ہوا ہے" ـــــ نعمانی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" ابھی حشر کیا ہوا ہے۔ اگر مجھے ضرب لگاتے وقت یہ احساس نہ ہو جاتا کہ پسلیاں دیسی ہیں ولایتی نہیں تو تم اب تک لفظ حشر کے ہجے ہی بھول چکے ہوتے" ـــــ عمران نے رچرڈ کی طرف بڑھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ اس کی نظریں رچرڈ کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

" اوہ۔ یہ تو رچرڈ ہے۔ ارے باپ رے۔ شکر ہے یہ بے ہوش ہے۔ ورنہ ابھی میرا گریبان پکڑ لیتا کہ نکالو ایک لاکھ روپے" عمران نے خوف زدہ سے انداز میں دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے باہر راہداری میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ اور پھر کیپٹن شکیل اور صفدر سٹین گنیں اٹھائے دروازے میں نمودار ہوئے ـــ لیکن یہاں نعمانی اور چوہان کو ٹھیک ٹھاک دیکھ کر وہ رک گئے۔

" صفدر۔ اور کوئی آدمی تو یہاں موجود نہیں ہے" ـــــ عمران نے مڑ کر صفدر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" نہیں ـــ ہم نے پوری طرح تسلی کر لی ہے۔ چار آدمی تھے۔ اور چاروں ہی آپ کی گولیوں کا شکار ہو چکے ہیں۔ نعمانی اور چوہان تو ٹھیک

کھڑے ہیں۔ جب کہ باس نے تو بتایا تھا کہ نعمانی کی طرف سے ریڈ کال آئی ہے" ـــــ صفدر نے حیرت بھرے انداز میں نعمانی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" وہ ریڈ کال تو خود بخود ہو گئی تھی۔ اس رچرڈ نے میرے جبڑے پر زوردار تھپڑ مارا تو جبڑے بھینچے اور ریڈ کال ہو گئی" ـــــ نعمانی نے قدرے شرمندہ لہجے میں کہا۔

" ظاہر ہے رچرڈ کی وجہ سے ریڈ کال ہوئی اگر لوسیا تھپڑ مارتی تو ریڈ کی بجائے گرین کال ہو جاتی" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" یہ آپ ان کے نام کیسے جانتے ہیں۔ کیا یہ آپ کے واقف ہیں" اس بار چوہان نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔

" قرض خواہوں کے نام بھی کوئی بھول سکتا ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے مختصر لفظوں میں ہوٹل میں جانے سے لے کر اور ان سے ایک لاکھ وصول کر کے واپس آنے تک کی کہانی سنائی تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

" نعمانی اور چوہان۔ اب تم دونوں ان کو لے کر دانش منزل جاؤ ہم یہاں کی مکمل تلاشی لے کر ہی باس کو رپورٹ کریں گے۔ ان کی کار باہر موجود ہے وہ بھی ساتھ لیتے جانا" ـــــ عمران نے نعمانی اور چوہان سے کہا۔ اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے فرش پر پڑے رچرڈ اور لوسیا کی طرف بڑھ گئے۔

ختم شد

چند باتیں

معزز قارئین ! سلام مسنون ! "فاول پلے" کا دوسرا حصہ پیش خدمت ہے کہانی تو بہرحال آپ پڑھ ہی رہے ہیں ۔ اپنی ڈاک میں آنے والے دو خطوط بھی میں آپ کو ضرور پڑھوانا چاہتا ہوں تاکہ قارئین کو بھی علم ہو سکے کیسے کیسے نوازش نامے میرے نام آتے رہتے ہیں ۔

کوثر نیازی کالونی کراچی ۳۳ سے سید گفتار شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ آپ کے تمام ناول میں نے پڑھے ہیں ۔ آپ کے ناول جس قدر معیاری اور اچھے ہوتے ہیں اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے ۔ لیکن ایک بات ضرور کہوں گا کہ آپ کی کہانیوں میں روز بروز ایکشن بڑھتا جا رہا ہے ۔ آپ نے پوری سیکرٹ سروس کو خبیث روحیں بنا دیا ہے ۔ اب تک سینکڑوں مہمات سر کرنے کے بعد بھی ان کا کوئی آدمی (یعنی سیکرٹ سروس کا) مرا نہیں ۔ لہذا کسی ناول میں ایک کردار کو مار دیں ۔ پھر آئندہ ناول میں کوئی دوسرا کردار لائیے جو مرنے والے کردار کی خوبیاں بھی رکھتا ہو اور مزید بھی ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان بھی انسان ہیں انہیں بھی مرنا چاہیئے ۔ لہذا آپ انہیں مارنا شروع کر دیں ۔

دوسرا خط بھی کراچی ۳۶ نیو کراچی ایریا ۵ سی بلاک ۴۵ لکھا گیا ہے اور یہ خط لکھنے والے ہیں توفیق احمد صاحب ۔ انہوں نے لکھا ہے ۔ "عمران سیریز تمام پڑھ ڈالی ہیں ۔ مجھے بیحد پسند ہیں ۔ آپ کا طرز تحریر اس قدر ساحرانہ ہے کہ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے سب کچھ ہماری آنکھوں کے سامنے حقیقت ہو رہا ہے

البتہ ایک بات ہے کہ اب نئی کتابوں میں ایکشن تقریباً ختم ہو چکا ہے اس کی کیا وجہ ہے۔ کم از کم ایکشن پسند قارئین کو تو بور مت کریں اور آپ عمران کے مقابلے میں فریدی کو کم دکھاتے ہیں۔ ہر بار ایسا نہ دکھایا کریں۔ کبھی فریدی کو بھی عمران سے جتوا دیا کریں۔"

یہ دونوں خطوط میں نے نمونے کے طور پر آپ کے سامنے پیش کئے ہیں ایک صاحب فرماتے ہیں کہ ایکشن تیز ہوتا جا رہا ہے۔ دوسرے فرماتے ہیں کہ ایکشن کم ہوتا جا رہا ہے اور دونوں صاحبان کراچی کے رہائشی ہیں اب مجھے معلوم نہیں کہ کراچی نمبر ۳۳ اور کراچی نمبر ۳۶ میں کتنا فاصلہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ فاصلہ بہت زیادہ ہو اور بیچارہ ایکشن کراچی نمبر ۳۳ سے کراچی نمبر ۳۶ تک پہنچتے پہنچتے بے دم ہو جاتا ہو۔ باقی رہی سید گفتار شاہ کی یہ بات کہ اب میں کرداروں کو مارنا شروع کر دوں۔ تو وہ ماشاءاللہ سید ہیں۔ قابل احترام ہیں۔ ان کی خدمت میں اتنا ہی عرض کیا جا سکتا ہے کہ موت و زندگی تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ مجھ میں یہ جرأت کہاں کہ کسی کو مار سکوں یا بچا سکوں۔

باقی توفیق احمد صاحب کی یہ بات کہ کرنل فریدی، عمران کے مقابلے میں کم پڑ جاتا ہے۔ ایسے کئی خطوط راولپنڈی سے بھی مجھے ملے ہیں جن میں یہی کہا گیا ہے کہ کرنل فریدی کو عمران کے مقابلے میں کمتر نہ دکھایا جائے تو اس سلسلے میں یہی عرض کر سکتا ہوں کہ کرنل فریدی اور عمران دونوں ہی ایک دوسرے کی ٹکر کے جاسوس ہیں۔ کوئی کسی سے کمتر یا برتر نہیں ہے۔ یہ کمتری یا برتری کہانی کی مخصوص سچوایشن کی وجہ سے آپ کو محسوس ہوتی ہے۔ جب کوئی ایسی سچوایشن آئی کہ جس میں عمران پیچھے رہ گیا تو پھر آپ کرنل فریدی کی جولانیاں دیکھئے گا مجھے یقین ہے کہ آپ میرا مطلب سمجھ گئے ہوں گے۔ آئندہ بھی آپکی آراء کا منتظر رہوں گا۔

والسلام۔ مظہر کلیم ایم اے

۵

رچرڈ اور لوسیا کو ہوش آیا تو وہ دونوں حیرت سے یک لخت اٹھ کر بیٹھ گئے۔ وہ ایک خوب صورت کمرے میں بچھے ہوئے دبیز ایرانی قالین پر لیٹے ہوئے تھے۔ ان کے سروں کے نیچے سنہرے رنگ کے کپڑے چڑھے انتہائی خوب صورت گاؤ تکیے تھے۔ کمرے میں مشرقی طرز کے آلات موسیقی دیواروں سے لٹکے ہوئے تھے۔ ایک طرف خونخوار شیر کی کھوپڑی ٹنگی ہوئی تھی۔ شیر کی آنکھیں بالکل ایسی تھیں جیسے وہ زندہ ہو۔ ایک طرف مشرقی حقہ جو پیچوان کہلاتا تھا پڑا تھا۔ ان دونوں کے گاؤ تکیوں کی سائیڈ میں انتہائی خوبصورت اگالدان بھی پڑے ہوئے تھے۔

"یہ ہم کہاں آ گئے ہیں۔ یہ کیسی جگہ ہے"۔ لوسیا نے حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ تو مشرقی طرز پر سجا ہوا کمرہ ہے۔ میں نے ایک فلم میں ایسا سین دیکھا تھا۔ وہ کسی مشرقی شہزادے کے بیٹھنے کی جگہ تھی"۔ رچرڈ نے

ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

اسی لمحے کمرے کا اکلوتا دروازہ کھلا اور دوسرے لمحے رچرڈ اور لوسیا دروازے پر موجود شخصیت کو دیکھ کر بری طرح اچھل پڑے۔ وہ واقعی کوئی مشرقی شہزادہ تھا ——— انتہائی خوب صورت سفید سلک کی شیروانی۔ نیچے تنگ مہری کا پاجامہ۔ پیروں میں سلیم شاہی جوتی۔ سر پر انتہائی خوب صورت تاج جس کے درمیان ایک کبوتر کے انڈے جتنے سائز کا ہیرا جگمگ جگمگ کر رہا تھا ——— گلے میں نیلم۔ زمرد اور دوسرے انتہائی قیمتی جواہرات کے کئی ہار پہنے ہوئے تھے۔ شہزادہ بذاتِ خود بھی انتہائی خوب صورت اور وجیہہ تھا۔

"اوہ! یہ تو وہی پرنس آف ڈھمپ ہیں"۔ لوسیا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہم وہی پرنس آف ڈھمپ ہیں۔ اور آپ ہمارے معزز مہمان ہیں" ——— دروازے میں موجود عمران نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔ اور قدم بڑھاتا آگے بڑھ آیا۔ اور دوسرے لمحے رچرڈ اور لوسیا دونوں کی آنکھیں حیرت سے بری طرح پھیلتی گئیں۔ کیونکہ عمران کے پیچھے خاکی وردی پہنے جوزف اور جوانا دونوں پہلوؤں پر ہولسٹر لگائے جن میں سے بھاری ریوالوروں کے دستے جھانک رہے تھے۔ بڑے چوکنے انداز سے چل رہے تھے۔

"ارے آپ کیوں خوفزدہ ہو رہے ہیں۔ یہ ہمارے باڈی گارڈ ہیں معاف کیجئے بادشاہ حضور یعنی ڈیڈی کی سخت ہدایات ہیں کہ جب ہم سرکاری رہائش گاہ پر ہوں گے تو باڈی گارڈ ہمارے ساتھ ضرور رہیں گے ——— اس لئے تو کبھی کبھی ہم انہیں دس بارہ بوتلیں وہسکی کی

پلا کر ان کی نظروں سے بچ کر عام لباس میں ہوٹلوں میں گھومتے رہتے ہیں ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ آگے بڑھ کر بڑے انداز سے ان کے سامنے ایک گاؤ تکیے سے پشت لگا کر بیٹھ گیا۔ جوزف اور جوانا اس کے عقب میں بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ ان کے دونوں ہاتھ ریوالوروں کے دستوں پر جمے ہوئے تھے۔

"ہم ——— ہم ——— یہاں کیسے پہنچ گئے" ——— رچرڈ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"ہم اپنی سرکاری گاڑی میں رتن روڈ سے گزر رہے تھے کہ ہم نے
تم دونوں کو سڑک پر پڑے ہوئے پایا۔ پہلے تو ہم نے سمجھا کہ آپ ... میں
انتقال فرما چکے ہیں ——— لیکن پھر ہمارے باڈی گارڈوں نے ہمیں جل سٹاپ
آپ زندہ ہیں۔ تب ہی ہمیں یاد آگیا کہ آپ نے ہم سے ایک ... ت سن رہے
کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ اور ہم نے اس فلم کی فنانسنگ
نے اپنے باڈی گارڈوں کو حکم دیا کہ آپ کو اٹھا کر لا ——— رچرڈ اور لوسیا
بارے میں اطمینان سے بیٹھ کر تفصیلات طے
بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔ تو رچرڈ اور لوس ... فی ہے۔ ویسے اگر زیادہ خرچ
کو معنی خیز نظروں سے دیکھنے لگے ——— عمران نے بڑے بیانانہ
"تو آپ واقعی فلم بنانے کے موڈ میں طرف مڑا۔
ہوئے کہا۔ نے انتہائی تکمانہ لہجے میں کہا۔
"ہاں ——— ہم جو ارادہ ایک ... نے یک لخت اٹن شن ہوتے ہوئے
ہماری شہزادگی کی ضد کہہ لیں
پڑا ہے۔ ہمارے ڈیڈی مہ دبتی ہے اور سیکرٹری بھی۔ بڑے کام کا آدمی ہے۔

بس اس میں ایک خامی ہے کہ یہ روزانہ بیس بوتل شراب پی جاتا ہے اور نشہ اسے پھر بھی نہیں ہوتا" —— عمران نے مسکراتے ہوئے رچرڈ اور لوسیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ب —— بب —— بیس بوتل" —— لوسیا اور رچرڈ دونوں نے آنکھیں سکوڑتے اور ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ وہ حیرت سے جوزف کو دیکھ رہے تھے جو کسی فوجی کی طرح اپنی بحری جہاز جتنی چوڑی چھاتی پھیلائے اکڑا کھڑا تھا۔

"سیکرٹری —— ہمارے معزز مہمانوں کو پچاس کروڑ کا چیک دکھاؤ جو ڈیڈی نے فلم بنانے کے لئے عطا فرمایا ہے" —— عمران نے ایک بار پھر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس پرنس" —— جوزف نے کہا۔ اور پھر اس نے وردی کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک انتہائی قیمتی اور خوب صورت پرس نکالا اسے کھول کر اس میں تہہ کیا ہوا ایک کاغذ نکال کر اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں عمران کی طرف بڑھا دیا۔

عمران نے بڑی لاپرواہی سے وہ کاغذ جوزف کے ہاتھ سے لیا۔ اور پھر اسے کھول کر ایک نظر دیکھا اور دوسرے لمحے اسے لوسیا اور رچرڈ کی طرف بڑھا دیا —— یہ گریٹ لینڈ کے سب سے بڑے بینک ناردن بینک کا جاری کردہ چیک تھا۔ اور اس پر پچاس کروڑ کی رقم صاف پڑھی جا سکتی تھی۔ چیک بھی سپیشل تھا۔ ایسے سپیشل چیک کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایسا چیک ہر صورت میں کیش ہوتا ہے —— ایسے چیک کا اجرا ہی بینک کی طرف سے اس کے کیش ہونے کی گارنٹی ہوتی ہے۔

رچرڈ اور لوسیا دونوں حیرت سے آنکھیں پھاڑے اس سپیشل چیک کو یک ٹک ہو کر دیکھ رہے تھے۔ ان کی نظروں کے سامنے پچاس کروڑ روپے کے نوٹ گھوم رہے تھے۔

"آپ نے دیکھ لیا۔ اب آپ ہمارا آئیڈیا سن لیں۔ اگر آپ اس پر فلم بنا سکیں تو ہم یہ چیک آپ کو دے دیں گے۔ ورنہ ہم کسی اور ڈائریکٹر پروڈیوسر کو تلاش کریں گے —— فلم بہرحال بننی ہے۔ اور اس رقم نے خرچ ہونا ہے۔ یہ شاہی فرمان ہے۔ اور آپ کو علم ہی ہوگا کہ شاہی فرمان ہر صورت میں پورا ہو کر رہتا ہے" —— عمران نے ان کے ہاتھوں سے چیک لے کر اسے بڑی بے نیازی سے واپس جوزف کی طرف بڑھا دیا اور جوزف نے بڑے مؤدبانہ انداز میں چیک عمران کے ہاتھوں سے لے لیا۔ اسے تہہ کر کے دوبارہ اس قیمتی اور شاندار پرس میں ڈالا —— اور پھر اسے جیب میں رکھ کر دوبارہ اسی طرح اٹن شن ہو کر کھڑا ہو گیا۔

"مم —— مم —— میں بناؤں گا یہ فلم۔ آپ آئیڈیا بتائیں" —— رچرڈ نے بے اختیار ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں۔ ہمیں یاد آگیا۔ آپ ایک لاکھ روپے کے لئے ہمارے پیچھے بھاگے تھے۔ اوہ۔ ہمیں تو اپنی یہ بے عزتی یاد بھی نہ رہی تھی سیکرٹری" اچانک عمران کے لہجے میں غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"یس پرنس" —— جوزف نے فوراً ہی جواب دیا۔

"تم نے ہمیں پہلے کیوں نہیں یاد دلایا تھا کہ مسٹر رچرڈ نے ایک حقیر سی رقم کے لیے ہماری توہین کی تھی" —— عمران کے لہجے میں غصہ تھا۔

"پرنس پلیز معافی دے دیجئے۔ میں اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہوں"

رچرڈ نے یک لخت بات بگڑتے دیکھی تو بول اٹھا۔ اس کے لہجے میں عاجزی
اور گڑگڑاہٹ تھی۔ ظاہر ہے اب ایک لاکھ روپے جیسی حقیر رقم کے مقابلے
میں وہ پچاس کروڑ روپے تو قربان نہ کرسکتا تھا۔

"معافی ۔۔۔ اوہ ٹھیک ہے۔ ہم پرنس ہیں۔ ہمیں یہ لفظ بے حد پسند
ہے۔ ٹھیک ہے۔ ہم نے معاف کیا" ۔۔۔ عمران نے بڑے شاہانہ
لہجے میں جواب دیا۔ اور رچرڈ کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے۔

"شکریہ پرنس۔ آپ واقعی اعلیٰ ظرف ہیں" ۔۔۔ رچرڈ نے
سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔

"ہونہہ ۔۔۔ تو آپ اب آئیڈیا سنیں۔ اور ہاں ایک بات بتا دوں۔
آپ کو اگر ہمارا آئیڈیا پسند نہ آئے یا آپ اس پر فلم نہ بنانا چاہیں تو ہمیں
واضح طور پر بتا دیں۔ ہم کوئی اور بندوبست کرلیں گے۔ اور ساتھ ہی ایک اور
بات کا بھی خیال رکھیں آپ کو ہم پر اپنی ذہانت بھی ثابت کرنی ہوگی ۔۔۔ اتنی
بڑی فلم ہم کسی کند ذہن کے ڈائریکٹر پروڈیوسر کے حوالے نہیں کرسکتے"
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ آئیڈیا بتائیں جناب" ۔۔۔ لوسیل نے فوراً ہی کہا۔ اس کے
لہجے میں بے پناہ خوشامد تھی۔

"آئیڈیا بڑا مختصر سا ہے۔ ہم تو آئیڈیا ہی دے سکتے ہیں۔ باقی کام تو
پروڈیوسر اور ڈائریکٹر کا ہے۔ ڈیڈی حضور نے کہا ہے کہ چند روز بعد پاکیشائی
قومی کرکٹ ٹیم گریٹ لینڈ کے دورے پر جارہی ہے ۔۔۔ اب یہ تو خدا بہتر
جانتا ہے کہ کون سی ٹیم جیتے گی اور کون سی ہارے گی۔ لیکن ہم فلم میں کسی ایک
ٹیم کو جتوانے کے لئے مجرمانہ کارروائی کرسکتے ہیں۔ ایسی کارروائی جس سے

کھلاڑیوں کو نقصان نہ پہنچے اور ہماری مطلوبہ ٹیم بھی جیت جائے۔ ایسی خوب صورت
سازش ہو۔ ایسا خوب صورت آئیڈیا ہو کہ جو فلم دیکھے واہ واہ کر اٹھے"
عمران نے کہا۔

رچرڈ اور لوسیا نے عمران کی بات سن کر معنی خیز نظروں سے ایک
دوسرے کو دیکھا۔

"کھیل میں کیا مجرمانہ کارروائی ہوسکتی ہے جناب۔ زیادہ سے زیادہ
کھلاڑیوں کو گولی ماری جاسکتی ہے" ۔۔۔ رچرڈ نے چند لمحے سوچنے
کے بعد کہا۔

"اوہ۔ معجون فلاسفہ۔ معجون فلاسفہ کی کمی ہے" ۔۔۔ عمران نے برا
سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یس پرنس ۔۔۔ معجون فلاسفہ موجود ہے پرنس" ۔۔۔ جوزف نے
فوراً سر کو جھکاتے ہوئے کہا۔

"میں اپنے لئے نہیں۔ ان پروڈیوسر اور ہیروئن کے لئے کہہ رہا ہوں۔
یہ تو مجھ سے بھی کند ذہن ہیں۔ ان کے پاس کوئی آئیڈیا ہی نہیں ہے۔ ٹھیک
ہے ہم چلتے ہیں ۔۔۔ سیکرٹری۔ انہیں انعام و اکرام دے کر فارغ
کردو۔ ہم کوئی اور پروڈیوسر ڈھونڈھیں گے۔ ہم خود ہالی ووڈ جائیں گے
کیسے نہیں نکلتا آئیڈیا۔ پچاس کروڑ روپے میں نہیں نکلے گا تو ہم پچاس
ارب روپے لگا دیں گے۔ ضرور نکلے گا" ۔۔۔ عمران نے تیز اور غصیلے
لہجے میں کہا۔

"جناب میری گزارش تو سنیں۔ میرے ذہن میں ایک آئیڈیا آیا ہے۔
آپ سن تو لیں" ۔۔۔ لوسیل نے فوراً ہی گھگھیاتے ہوئے کہا۔

"کیاسنیں — کیا ہم صرف سننے کے لئے پرنس بنے ہیں۔ اچھا تم عورت ہو اور ہماری ریاست ڈھمپ میں عورت کی بڑی عزت کی جاتی ہے۔ اس لئے ہم سن لیتے ہیں۔ بولو" —— عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

"رچرڈ ڈیئر۔ پچاس کروڑ روپے کی بات ہے" —— لوسیل نے فوراً ہی رچرڈ کا ہاتھ دباتے ہوئے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

اور رچرڈ کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے تو تذبذب کے آثار نمایاں ہو گئے۔ جیسے وہ فیصلہ نہ کر پا رہا ہو۔ پھر وہ کندھے اچکاتے ہوئے بولا۔

"جناب۔ رات ہم دونوں نئی فلم کا آئیڈیا سوچ رہے تھے جناب۔ اور اتفاق کی بات ہے کہ آئیڈیا اس کرکٹ ٹیم کے بارے میں ہی تھا۔ مجھے تو یاد نہیں رہا تھا مس لوسیا نے یاد دلایا ہے" —— رچرڈ نے کہا۔

"اچھا —— لیکن اگر اچھا آئیڈیا ہو تو بتاؤ۔ خواہ مخواہ ہمارا وقت ضائع مت کرنا" —— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"گریٹ آئیڈیا ہے جناب۔ گریٹ فلم بنے گی جناب" —— لوسیا نے فوراً ہی کہا۔

"جناب۔ دو دنیا کی مشہور ٹیمیں ہیں۔ مثال کے طور پر یونہی سمجھ لیں۔ ایک ٹیم الف ہے دوسری ب۔ دونوں ٹکر کی ہیں۔ لیکن ایک بین الاقوامی مجرم گروہ کسی وجہ سے چاہتا ہے کہ ب ٹیم نہ جیت سکے —— ب ٹیم الف کے ملک میں میچ کھیلنے جا رہی ہے" —— رچرڈ نے کہا اور خاموش ہو گیا۔

"ہم سن رہے ہیں۔ ابھی تک تو کوئی آئیڈیا نہیں بنا" —— عمران

نے کہا۔

"آپ سنیں تو سہی۔ ابھی تو یہ تمہید ہے" —— رچرڈ نے کہا۔

"سنو مسٹر رچرڈ۔ ہمیں تمہید سے سخت نفرت ہے۔ آپ تمہید رہنے دیں۔ ہم نے تمہید کے لئے پچاس کروڑ روپے کا چیک آپ کے حوالے نہیں کرنا —— ہم نے تو آئیڈیے پر پچاس کروڑ روپے خرچ کرنے ہیں اس لئے اگر کوئی آئیڈیا ہے تو وہ بتائیں تاکہ ہم یہ چیک آپ کے حوالے کر کے ڈیڈی حضور سے سرخرو ہو جائیں" —— عمران نے کہا۔

"بالکل جناب۔ آئیڈیا بتاتا ہوں۔ آپ کو یقیناً پسند آئے گا"

رچرڈ نے جلدی سے کہا۔ اس کی آنکھوں میں پچاس کروڑ روپے کے چیک کا حوالہ سن کر بے پناہ چمک آگئی تھی۔

"ہاں سناؤ۔ ہم ہمہ تن گوش بلکہ خرگوش ہیں" —— عمران نے کہا۔

"جناب وہ بین الاقوامی مجرم گروہ سازش تیار کرتا ہے۔ وہ ایک گروپ کی خدمات حاصل کرتا ہے کہ ب ٹیم کے دو اعلیٰ ترین کھلاڑیوں کو ٹیم میں شامل ہونے سے روک دیا جائے —— چنانچہ اس گروپ کے افراد ب ٹیم کے ملک میں آتے ہیں۔ یہاں انہیں انکوائری سے پتہ چلتا ہے کہ ایک کھلاڑی جسے روکنا ہے اُسے اپنی بیوی سے بے حد محبت ہے اور اس کی بیوی کے پہلا بچہ بھی ہونے والا ہے —— وہ اس کے گھر جاتے ہیں اور اس کی بیوی کی کنپٹی پر پستول رکھ دیتے ہیں اور کھلاڑی کو ڈراتے دھمکاتے ہیں کہ اگر اس نے از خود کھیلنے سے انکار نہ کیا تو اس کی بیوی کو قتل کر دیا جائے گا —— اس کے ہونے والے بچے کو

مار دیا جائے گا۔ کھلاڑی خوفزدہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وہ نہ کھیلنے کا اعلان کر دیتا ہے۔ اس کے بعد ٹیم کے اعلان ہونے تک اُسے مسلسل فون پر ڈرایا دھمکایا جاتا رہتا ہے۔ کہ اگر اس نے کسی کو اصل بات بتا دی یا کھیلنے کا ارادہ ظاہر کیا تو اس کی بیوی کو سڑک پر گولی مار دی جائے گی ——— دوسرے کھلاڑی کا ایک چھوٹا سا معصوم بچہ ہے۔ اس بچے کو مجرم اغوا کر لیتے ہیں۔ اور پھر کھلاڑی کو بہانے سے ایک جگہ لے جایا جاتا ہے اور پھر اُسے کہا جاتا ہے کہ اس کے بچے کو اس کے سامنے ذبح کر دیا جائے گا۔ اور ذبح کرنے کا پورا ڈرامہ سٹیج کیا جاتا ہے ——— معصوم بچے کی حالت دیکھ کر کھلاڑی جو اس کا باپ ہے لرز اٹھتا ہے اور وعدہ کر لیتا ہے کہ وہ از خود کھیلنے سے انکار کر دے گا۔ اور پھر اعلان کر دیتا ہے۔ اس کے مکان کی بھی نگرانی کی جاتی ہے۔ اور اسے بھی ٹیم کے اعلان ہونے تک مسلسل ڈرایا جاتا ہے" ——— ریچرڈ نے کہا۔

" واہ ——— بہت خوب ——— بہت شاندار ایکشن اور سپنس سے بھرپور سین ہوں گے۔ گڈ شو۔ میرے خیال میں معجون فلاسفہ واقعی دماغ کے لئے اکسیر کا درجہ رکھتی ہے۔ کہ صرف اس کا نام ہی آیا ہے۔ اور تمہارا دماغ چل پڑا ہے ——— لیکن مسٹر ریچرڈ۔ دو کھلاڑیوں کے نہ کھیلنے سے تو ٹیم نہیں ہار سکتی۔ اور نہ اتنے مناظر سے ڈھائی گھنٹے کی فلم بن سکتی ہے" ——— عمران نے کہا۔

" جناب یہ تو اس آئیڈیے کا ایک پہلو ہے۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ جب ان کھلاڑیوں کے بغیر ب ٹیم " اے " ٹیم کے ملک میں میچ کھیلنے جائے گی تو وہاں وہ بین الاقوامی مجرم گروپ کارروائی شروع کرے گا۔ ب ٹیم کے تمام کھلاڑیوں کو دہشت زدہ کیا جائے گا۔ ان کو اعصابی جھٹکے دیئے جائیں گے۔ اس طرح کہ وہ زخمی بھی نہ ہوں اور کسی کو بتا بھی نہ سکیں اور میچ کے دوران اپنا اصل کھیل بھی پیش نہ کر سکیں۔ اس طرح لازماً ٹیم ہار جائے گی" ——— ریچرڈ نے کہا۔

" آئیڈیا تو اچھا ہے لیکن آخر کس طرح دہشت زدہ کیا جائے گا" عمران نے کہا۔

" کچھ بھی کیا جا سکتا ہے۔ ان کے کھانے میں کوئی چیز ملائی جا سکتی ہے۔ ان کے کمرے میں دھوئیں والے بم چھوڑے جا سکتے ہیں۔ رات کو ان کا گلا دبایا جا سکتا ہے وغیرہ وغیرہ" ——— ریچرڈ نے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ پوری طرح وضاحت نہ کر رہا ہو۔

" چلو ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ اچھا آئیڈیا ہے۔ لیکن دو باتیں غور طلب ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس بین الاقوامی مجرم گروہ کو آخر اس سارے ڈرامے کی کیا ضرورت پڑی ہے ——— اور دوسری یہ کہ وہ بین الاقوامی مجرم گروہ ایسا ہونا چاہیئے۔ جس کے نام سے فلم دیکھنے والے درحقیقت واقف ہوں۔ تاکہ زیادہ لطف آ سکے۔ ایسا کون سا گروہ ہونا چاہیئے۔ اور ایک بات اور کہ ٹیمیں بھی اصلی ہوں۔ یعنی ایسے ملکوں کی ہوں جو واقعی مشہور ہوں" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" جناب یہ تو معمولی سی بات ہے۔ فلم تو پوری دنیا میں دکھائی جائے گی۔ اس لئے ٹیمیں پاکیشیا اور گریٹ لینڈ کی بھی لی جا سکتی ہیں۔ یہ دونوں ہی ٹیمیں کرکٹ کی دنیا میں مشہور ہیں" ——— ریچرڈ نے خوشگوار لہجے میں کہا۔ کیونکہ عمران کے لہجے سے اُسے یقین آ گیا تھا کہ عمران کو آئیڈیا

پسند آیا ہے ۔ اس لئے اب پچاس کروڑ روپے کا چیک اسے ضرور مل
جائے گا ۔ اور پھر ایک بار چیک کیش ہو جائے اس کے بعد پرنس تو ایک
طرف رہا اس کا باپ بھی اسے تلاش نہیں کر سکتا تھا ۔

" ویری گڈ ۔۔۔ ویری گڈ ۔۔۔ واہ ۔۔۔ مزہ آ جائے گا ۔ واہ ۔ اچھا یہ
تو چلو طے ہو گیا باقی " ۔۔۔ عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا ۔

" باقی جناب گریٹ لینڈ میں ایک مشہور بین الاقوامی مجرم گروہ موجود
ہے جسے عرف عام میں آرگنائزیشن کہا جاتا ہے ۔ اس کا چیف ڈیوڈ
ہے ۔ جو شیطان کی طرح پوری دنیا میں مشہور ہے ۔ ہم اس کا نام فلم
میں استعمال کریں گے " ۔۔۔ رچرڈ نے کہا ۔

" اچھا چلو یہ بھی ٹھیک ہو گیا ۔ لیکن کیا اب ٹیم کے ملک میں کھلاڑیوں
کو روکنے کے لئے بھی اتنا بڑا گروہ آئے گا ۔ یہ تو اس کی توہین ہے "
عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا ۔

" نہیں جناب ۔ اتنا مشہور گروہ اتنے معمولی کام کے لئے کہاں آتا
ہے ۔ ایک اور گروپ سمجھ لیجئے ۔ جس کا نام براڈ وے گروپ ہے ۔ یہ
بھی مجرم گروپ ہے ۔ لیکن چھوٹا ہے ۔۔۔ وہ اس کام کے لئے براڈ وے
گروپ کی خدمات حاصل کر لیتے ہیں " ۔۔۔ رچرڈ اب مکمل طور پر کھل کر
سب کچھ بتاتے جا رہا تھا ۔

" ٹھیک ہے ۔ تم واقعی اچھے اور ذہین پروڈیوسر ہو ۔ پچاس کروڑ روپے
تمہیں ہی فلم بنانے کے لئے ملنے چاہئیں ۔ لیکن اب اصل مسئلہ یہ ہے ۔
کہ فلم دیکھنے والوں کو کیسے مطمئن کیا جائے گا کہ آخر وہ مجرم گروہ جسے
تم آرگنائزیشن کہہ رہے ہو ۔ یہ سب کچھ کیوں کر رہا ہے ۔ اسے کیا دلچسپی

ہو سکتی ہے " ۔۔۔ عمران نے کہا ۔

" جناب آج کل کی جدید دنیا میں سب کچھ ہو رہا ہے ۔ گریٹ لینڈ میں
کھیل پر اربوں روپے کی شرطیں لگائی جاتی ہیں ۔ اور جس ٹیم کا بھاؤ اونچا
رہے وہ اگر ہار جائے تو شرطیں لگوانے والے ادارے کو کروڑوں
روپے بچ سکتے ہیں ۔۔۔ اس لئے وہ شرطیں لگانے والا ادارہ اونچے
بھاؤ والی ٹیم کو ہرانے کے لئے ایسے خفیہ ہتھکنڈے استعمال کر سکتا ہے
اور اس کے لئے وہ آرگنائزیشن کی خدمات حاصل کر سکتا ہے "
رچرڈ نے جواب دیا ۔

" اچھا ۔۔۔ واہ ۔۔۔ ایسے ادارے بھی ہیں جو شرطیں لگواتے ہیں ۔ ایسا کون
سا ادارہ گریٹ لینڈ میں ہو سکتا ہے " ۔۔۔ عمران نے حیرت ظاہر
کرتے ہوئے کہا ۔

" جناب ۔ ڈی ٹی کارپوریٹ گریٹ لینڈ کا شرطیں لگوانے والا سب سے
مشہور ادارہ ہے " ۔۔۔ لوسیا یکلخت بول پڑی ۔

" گڈ ۔۔۔ تو پھر پچاس کروڑ روپے تمہیں واقعی دے دیئے جائیں ۔
تاکہ تم ہالی وڈ میں جا کر اس خوب صورت ایکشن اور سسپنس سے بھرپور
آئیڈیے پر فلم بنا سکو ۔ سیکرٹری " ۔۔۔ عمران نے بات کرتے کرتے
پیچھے کھڑے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" یس پرنس " ۔۔۔ جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا ۔

" ان کو پچاس کروڑ روپے کا چیک دے دیا جائے " ۔۔۔ عمران
نے بڑے شاہانہ انداز میں کہا ۔ اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا ۔ ظاہر ہے رچرڈ
اور لوسیا بھی احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے ۔ ان دونوں کے چہرے

بے پناہ مسرت اور کامیابی سے چمک رہے تھے۔ پچاس کروڑ روپے کم
نہیں تھے اور پھر اس طرح نقد مل رہے تھے۔ ظاہر ہے ان کے چہرے
تو بے پناہ مسرت سے گلنار ہونے ہی تھے۔

جوزف نے اپنا ہاتھ جیب کی طرف بڑھانے کی بجائے ایک جھٹکے
سے ریوالور نکال لیا۔ اسی لمحے جوانا کا ریوالور بھی باہر آ گیا۔

"کک — کک — کیا مطلب" — رچرڈ اور لوسیا دونوں
کی آنکھیں ایک بار پھر پھیلنے لگیں۔

"مطلب یہ مسٹر رچرڈ اور لوسیا۔ کہ فلم کا پہلا سین یہیں مکمل ہو گا۔
یعنی براڈوے گروپ کے مسٹر رچرڈ اور لوسیا۔ پاکیشیا قومی ٹیم کے
دو کھلاڑیوں افشار اور ارشد کو ٹیم میں کھیلنے سے روکنا چاہتے تھے۔
اور انہوں نے روک دیا — لیکن تھوڑی سی ترمیم اس میں ہم نے بھی کر دی کہ
وہ دونوں پکڑے گئے اور جوزف اور جوانا کے ہاتھ آ گئے۔ اس کے بعد
ظاہر ہے فلم بینوں کے لئے ایک دلچسپ تماشا ہاتھ آ جائے گا۔ جب
جوزف اور جوانا رچرڈ اور لوسیا کے جسم گولیوں سے چھلنی کر دیں گے"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا بکواس ہے۔ ہمارا کسی سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ ہم تو فلم
پروڈیوسر ہیں" — رچرڈ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"اسرار صاحب۔ گواہوں کو لے آیئے" — عمران نے
اچانک اونچی آواز میں کہا۔

اور دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور کمرے میں افشار اور ارشد
داخل ہوئے ان کے پیچھے اسرار احمد تھے۔ رچرڈ اور لوسیا نے

افشار اور ارشد کو دیکھا تو ان کے چہرے یکلخت زرد پڑ گئے۔

"مسٹر افشار اور ارشد دیکھئے یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے آپ کو دھمکیاں
دی تھیں" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں بالکل یہی وہ آدمی تھا جس کے حکم پر میرے بچے علی کو ذبح کیا
جا رہا تھا" — ارشد نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اور یہ دونوں وہی ہیں بالکل وہی ہیں۔ جنہوں نے میری بیوی کو قتل
کرنے کی دھمکی دے کر مجھے کھیلنے سے روکا تھا" — افشار نے
ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا وہ سب غور سے رچرڈ اور لوسیا کو دیکھ
رہے تھے۔

"لیکن یہ دونوں کون ہیں۔ اور ان کا اس سے مقصد کیا ہے"
اسرار احمد نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ گریٹ لینڈ کے براڈوے گروپ کے ممبر ہیں اور ان کا یہی مقصد
تھا کہ افشار اور ارشد دونوں کو ٹیم میں کھیلنے سے روک دیں۔

"ٹیم تو روانہ ہو گئی ہو گی مسٹر اسرار" — عمران نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"وہ آج صبح روانہ ہوئی ہے۔ میں نے بھی ساتھ جانا تھا لیکن ایئرپورٹ
پر مجھے سر سلطان کا فون ملا کہ میں رک جاؤں چنانچہ ان کے کہنے پر میں
رک گیا۔ اور اب یہاں بھی مجھے انہوں نے ہی بھیجا ہے" — اسرار احمد
نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ فی الحال ابھی آدھی ٹیم مکمل ہوئی ہے۔ آدھی باقی رہتی ہے۔
اس لئے مسٹر افشار اور ارشد ابھی گریٹ لینڈ نہیں جائیں گے جب باقی

"آدھی فلم مکمل ہو جائے گی تو پھر ان دونوں کو بھی ٹیم میں شامل کر لیا جائے گا" عمران نے کہا۔

"لیکن مجھے یہ سارا چکر تو سمجھائیے۔ آپ کون ہیں۔ اور یہ چکر کیا ہے" اسرار احمد نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چکر تو آپ کو سر سلطان سمجھائیں گے۔ فی الحال آپ تشریف لے جائیے۔ میں اپنے ڈائریکٹر سے مل کر فلم کا منظر نامہ تیار کر لوں۔ کیا نام رکھا جائے فلم کا ۔۔۔ کیوں مسٹر رچرڈ کیا نام ہوگا" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے رچرڈ کی طرف دیکھ کر کہا۔

رچرڈ خاموش رہا۔ وہ مسلسل دانتوں سے ہونٹ کاٹنے میں مصروف تھا۔

اسرار احمد چند لمحے خاموش کھڑے رہے پھر انہوں نے افشار اور ارشد کو باہر چلنے کا اشارہ کیا اور وہ تینوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے باہر نکل گئے۔

"ان کا خیال رکھنا۔ سیکرٹری۔ کہیں یہ اکیلے ہی فلم نہ بنانا شروع کر دیں" عمران نے جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایک لمحے میں ان کی گردنیں ٹوٹ جائیں گی باس" ۔۔۔ جوزف نے بڑے گھمبیر سے لہجے میں کہا۔

اور عمران مسکراتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے کے قریب اس نے ساگوان کی لکڑی سے بنی ہوئی دیوار پر ایک جگہ ہاتھ مارا۔ تو ایک خانہ سا کھل گیا۔ اندر ایک ٹیلی فون پیس موجود تھا۔ عمران نے پیس اٹھا کر اس کا ایک نمبر پش کیا۔

"مس جولیانا فٹز واٹر۔ ہم علی عمران عرف پرنس آف ڈھمپ اپنے دیوان خانے سے بول رہے ہیں۔ کیا آپ ہمارے دیوان خانے کو رونق بخشیں گی ۔۔۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہماری نئی فلم "فاؤل پلے" میں ہیروئن کا کردار ادا کریں" ۔۔۔ عمران نے خالص لکھنوی لہجے میں کہا۔ اور فون پیس واپس کریڈل میں رکھ کر خانہ بند کر دیا۔ اب وہاں دیوار دوبارہ برابر ہو چکی تھی۔

رچرڈ اور لوسیا دونوں ابھی تک خاموش کھڑے تھے۔ لیکن اب رچرڈ کے چہرے پر حیرت کی بجائے اعتماد جھلک رہا تھا جیسے وہ اچانک سے پلٹنے والے حالات سے سنبھل چکا تھا۔

"تو تمہارا تعلق یہاں کی سپیشل ایجنسی سے ہے" ۔۔۔ رچرڈ نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"سپیشل ایجنسی سے ہمارا تعلق۔ تم ہماری توہین کر رہے ہو مسٹر پرڈیوسر رچرڈ آف براڈوے گروپ۔ یوں کہو ہم سے تمام سپیشل اور نان سپیشل ایجنسیوں کا تعلق ہے ۔۔۔ ہم نے ایک خصوصی خیرات فنڈ کھولا ہوا ہے۔ جس کے تحت یہ سب ایجنسیاں کام کرتی ہیں" ۔۔۔ عمران نے بڑے فاخرانہ لہجے میں جواب دیا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور جولیا اندر داخل ہوئی۔ وہ حیرت سے کمرے کی زیبائش اور عمران کو دیکھ رہی تھی۔ دوسرے لمحے اس کی نظروں میں پسندیدگی کے آثار ابھرے تھے۔

"تم اسی میک اپ میں رہا کرو عمران۔ بہت جچ رہے ہو" جولیا نے ایسے لہجے میں کہا کہ عمران بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ لیکن ظاہر ہے سر پر تو تاج تھا اس لئے ہاتھ سر کی بجائے تاج پر پھر گیا۔

" ارے یہ تاج بنانے والے بھی احمق ہیں۔ کنارے تو کم از کم گول کر دیتے۔
میری انگلی زخمی ہو گئی ہے" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ
ہی وہ اپنا ہاتھ بھی جھٹک رہا تھا۔

" باس بیس روپے میں تو ایسا ہی تاج بن سکتا ہے" ——— جوزف
نے جواب دیا۔

" بیس روپے ——— ارے تم اس پلاسٹک کے تاج پر بیس روپے
خرچ کر آئے ہو۔ ارے غضب خدا کا پھر یہ ہاروں پر تو تو ...."
عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے بیس روپے خرچ ہونے کی بجائے
اس کا پورا شاہی خزانہ ہی لٹ گیا ہو۔

" ان ہاروں پر پچاس روپے خرچ ہوئے ہیں باس پورے پچاس
روپے" ——— جوزف نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

" ارے غضب خدا کا ——— پچاس روپے۔ ارے لوگو۔ میں لٹ گیا
برباد ہو گیا۔ ارے اس سے اچھے تو کباڑ خانے سے پانچ روپے میں مل
جاتے" ——— عمران نے دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ پیٹنا شروع کر دیا۔

" بکواس مت کرو۔ سیدھی طرح بتاؤ کہ یہ کیا چکر ہے۔ کس لئے مجھے
یہاں بلوایا ہے۔ پہلے تو ڈرائنگ روم میں بٹھائے رکھا اب یہاں بلا لیا۔
اور یہ فلم کا کیا سلسلہ ہے۔ کیا چکر چلا رکھا ہے تم نے" ——— جولیا نے
برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کا سارا رومانی موڈ ہی عمران کی باتوں سے
غارت ہو گیا تھا اور شاید عمران چاہتا بھی یہی تھا۔

" فلم ——— ارے ہاں فلم ——— دیکھو جولیا یہ مسٹر رچرڈ ہیں اور یہ مس
لوسیا۔ یہ مسٹر رچرڈ ہالی وڈ کے پروڈیوسر ہیں اور یہ مس لوسیا ہالی وڈ کی

مشہور ہیروئن ہم یعنی پرنس آف ڈھمپ ان کی مدد سے ایک فلم بنا رہے تھے۔
جس کا نام ہم نے رکھا ہے فاؤل پلے۔ پچاس کروڑ روپے خرچ آئیں گے اس
پر ——— لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ یہ دونوں اصل نہیں ہیں۔ یعنی فلم پروڈیوسر
اور ہیروئن کی بجائے مجرم ہیں۔ اور ہمارے ملک میں پاکیشیا کی قومی ٹیم کے
خلاف سازش کرتے آئے ہیں۔ اس لئے ہم نے ان دونوں کو ان کے
موجودہ عہدوں سے ڈسمس کر دیا ہے ——— اک دم ڈسمس۔ لیکن
ہم نے بہرحال فلم ضرور بنانی ہے۔ اس لئے ہم نے سوچا کہ مس لوسیا کی
بجائے مس جولیا کو ہیروئن بنا دیا جائے۔ نام تو ملتا جلتا ہے۔ اور مسٹر رچرڈ
کی بجائے ہم خود فلم پروڈیوسر بن جاتے ہیں ——— لیکن جوزف تم ہمارے
سیکرٹری نہیں رہ سکتے۔ ورنہ تم تو پچاس کروڑ کی بجائے ہمارے
پچاس ارب روپے خرچ کراؤ گے اور فلم کا ایک سین بھی مکمل نہ ہو گا"
عمران بات کرتے کرتے جوزف سے مخاطب ہو گیا۔

" تمہارے ساتھ یہ بڑی مصیبت ہے کہ بات کرتے کرتے پٹڑی سے
اتر جاتے ہو" ——— جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

" جب کانٹا بدلنے والی تم جیسی حسینہ ہو تو کس کافر انجن کا دل چاہتا ہے
پٹڑی پر دوڑنے کو" ——— عمران نے ٹھیٹھ عاشقانہ لہجے میں کہا۔

لیکن دوسرے لمحے کمرے میں جیسے بجلی کوندتی ہے اس طرح بجلی سی
کوندی اور رچرڈ یک لخت اپنی جگہ سے اچھلا اور وہ جولیا کو ساتھ لئے
دروازے سے جا ٹکرایا ——— چونکہ وہ جولیا کو گھما کر اپنے سامنے کر چکا تھا۔
اس لئے جوزف اور جوانا دونوں کی انگلیاں ٹریگروں پر حرکت کرتے کرتے
رک گئیں۔

"ہتھیار پھینک دو ورنہ" ——— رچرڈ نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔
جولیا اس کے سامنے کھڑی تھی۔ اور رچرڈ کا ایک ہاتھ اس کی گردن میں تھا۔
جب کہ دوسرا جولیا کی کمر میں۔

"واہ ——— تمہیں تو فلم پروڈیوسر کی بجائے ہیرو ہونا چاہیئے تھا"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کا فقرہ ابھی ختم ہی ہوا تھا کہ رچرڈ بُری
طرح چیختا ہوا سر کے بل عمران کے سامنے فرش پر ایک زوردار دھماکے سے
آ گرا ——— جولیا نے بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے خود جھک کر اُسے اپنے
سر کے اوپر سے فضا میں اچھال کر نیچے پھینک دیا تھا۔

"ارے ——— گولی مت چلانا" ——— عمران نے چیخ کر کہا۔ اور دوسرے
لمحے اپنا پیر رچرڈ کی گردن پر رکھ دیا۔

رچرڈ نے عمران کی ٹانگ پکڑ کر زور سے ہٹانی چاہی لیکن عمران نے ذرا
سا ٹانگ کو موڑ دیا اور رچرڈ کے حلق سے اتنے زور سے چیخیں نکلنے لگیں
جیسے اس کی روح کسی کانٹوں بھری جھاڑی میں پھنسی ہوئی ہو ——— اور کوئی اسے
زبردستی گھسیٹ کر باہر کھینچ رہا ہو۔ اس کا جسم تازہ ذبح ہونے والی بکری
کی طرح فرش پر پھڑک رہا تھا۔

"اطمینان سے پڑے رہو رچرڈ۔ ورنہ گردن توڑ دوں گا" ——— عمران نے
غراتے ہوئے کہا۔ اور نہ صرف رچرڈ کا پھڑکتا ہوا جسم یک لخت ساکت ہو گیا
بلکہ اس کے حلق سے نکلنے والی چیخیں بھی یک لخت اس کے حلق کے اندر
ہی گھٹ گئی تھیں۔

اسی لمحے لوسیا ایک دھماکے سے قالین پر لہرا کر گری۔ وہ بیہوش
ہو چکی تھی۔

"پڑی رہے ——— چلو کچھ دیر آرام کر لے گی" ——— عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے پیر کو مخصوص انداز میں جھٹکا دے
کر علیحدہ کر لیا۔ رچرڈ کا جسم ایک بار پھر زور سے تڑپا اور پھر سیدھا
ہو گیا۔ اس کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ گئے تھے۔

"ان دونوں کو اٹھا کر نیچے زیرو روم میں لے آؤ۔ میں وہیں ان سے
پوچھ گچھ کروں گا" ——— عمران نے تحکمانہ لہجے میں جوزف اور جوانا سے کہا۔
اور خود دروازے کی طرف مڑ گیا۔ دوسرے لمحے ایک بار پھر مڑا۔

"آؤ جولیا ——— میں تمہیں پوری طرح بریف کر دوں تا کہ ضروری
باتیں تم بھی یاد رکھ لو" ——— عمران نے خاموش کھڑی جولیا سے کہا۔ اس
کے لہجے میں ایسا وقار تھا کہ جولیا جو شاید ناراض سی کھڑی تھی خاموشی سے سر
جھکائے اس کے پیچھے چل پڑی۔

یہ رانا ہاؤس کا ایک کمرہ تھا۔ اس سے باہر نکل کر عمران جولیا کو لے
کر ڈرائنگ روم میں آیا اور پھر اس نے جولیا کو اس ساری سازش کی کہانی
مختصر طور پر سنا دی۔

"لیکن یہ سرکاری کیس تو نہیں ہو سکتا۔ یہ تو پرائیویٹ سا کیس لگتا ہے۔ اور
میں تو سرکاری ملازم ہوں۔ پرائیویٹ کیس میں کیسے کام کر سکتی ہوں"
جولیا نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"پرائیویٹ کیس کی زیادہ فیس ملتی ہے مس جولیا۔ اور اگر بیٹا پیدا ہو تو
مٹھائی الگ سے ملے گی" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور جولیا
کا رنگ سرخ پڑ گیا۔

"تم باز نہیں آؤ گے" ——— جولیا نے اپنی شرم چھپانے کے لئے ہاتھ

جوتی کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ یاد ہی آنا تھا تو پھر دو بول پڑھوانے کی کیا ضرورت تھی۔ ایسے ہی کنوارہ رہنے دیا ہوتا" ـــــ عمران نے کہا اور یک لخت اچھل کر ایک طرف ہو گیا ورنہ جولیا کی پھینکی ہوئی سینڈل ٹھیک اس کے سر پر لگتی۔

"تم اب بکواس پر اتر آئے ہو۔ اس لئے میں جا رہی ہوں سمجھے"

جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اور پھر دروازے کے پاس پڑا ہوا سینڈل اٹھا کر پیر میں پہننے لگی۔

"یعنی تمہارا مطلب ہے بکواس کسی ایئر پورٹ کا نام ہے۔ جہاں جیٹ جہاز اتر سکتے ہیں۔ کمال ہے۔ میں تو آج تک بکواس کا اور ہی مطلب سمجھتا رہا ـــ چلو اچھا ہوا آج تم نے اس کے اصل معنی سمجھا دیئے۔ ویسے ایک بات بتا دوں۔ یہ کام تمہارے چوہے نے میرے ذمہ لگایا ہے۔ اس لئے مجھے تمہارے جانے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تم جاؤ اور تمہارا چوہا۔ ویسے ایک بات ہے ـــــ ولایتی بلیاں ہوتی کسی کام کی نہیں۔ ایک چوہا بھی نہیں پکڑا جا سکتا ان سے۔ بس صوفے پر بیٹھی غراتی رہیں گی۔ اور دودھ جلیبیاں ادہ سوری۔ ولایتی بلیاں تو ظاہر ہے دودھ جلیبیاں کھانے کی بجائے دودھ سوڈا ہی پیتی ہوں گی ـــــ دراصل مجھے ولایتی بلیاں پالنے کا تجربہ نہیں ہے۔ ویسے تمہارا دم غنیمت ہے۔ سیکھ ہی جاؤں گا" ـــــ عمران کی زبان میرٹھ کی قینچی کی طرح مسلسل چل رہی تھی۔

"دیکھو عمران ـــــ اگر واقعی ایکسٹو نے یہ کام تمہارے ذمہ لگایا ہے تو ٹھیک ہے۔ میں رک جاتی ہوں لیکن پہلے ایکسٹو سے اس کی تصدیق کرا دو۔ کیونکہ مجھے تمہاری بکواس پر ذرہ برابر بھی یقین نہیں ہے"

جولیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اگر ایکسٹو تصدیق کر دے۔ تب تم راضی ہو" ـــــ عمران کا لہجہ بھی یک لخت سنجیدہ ہو گیا تھا۔ اور جولیا حیرت سے اُسے دیکھنے لگی۔ کیونکہ عمران کا ایسی بات پر سنجیدہ ہو جانا اُسے کچھ عجیب سا لگ رہا تھا۔

"ہاں بالکل ـــــ ظاہر ہے جب ایکسٹو تصدیق کر دے گا تو پھر نہ راضی ہونے کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے" ـــــ جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور عمران بڑی سنجیدگی سے ایک کونے میں پڑے ہوئے ٹیلی فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور ایکسٹو کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو" ـــــ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

"آپ کا خادم علی عمران عرف پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں جناب۔ آپ کی گواہی اور تصدیق کی ضرورت پڑ گئی ہے۔ بڑی مشکل سے جولیا اس بات پر راضی ہوئی ہے جناب کہ اگر آپ تصدیق کر دیں تو وہ تیار ہے" عمران نے بڑے لجاجت آمیز لہجے میں کہا۔

"کیسی تصدیق" ـــــ ایکسٹو کے لہجے میں ہلکی سی حیرت موجود تھی۔ جیسے اُسے عمران کی بات کی سمجھ نہ آئی ہو۔

"سر ـــــ مرد اور عورت کے درمیان ہونے والے ان کی زندگی کے سب سے بڑے واقعے کی تصدیق۔ جناب جس واقعہ کے بعد جنازہ جائز ہو جاتا ہے۔ اور جناب جب تک جنازہ جائز نہ ہو تو اللہ میاں ظاہر

ہے جنت کا کوئی فلیٹ کیسے الاٹ کر سکتے ہیں۔ اب اتنا تو آپ بھی جانتے ہوں گے کہ اللہ میاں کے اصول بے حد سخت ہوتے ہیں۔ بے لچک۔ جن میں چوں چرا کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی اس لئے پلیز تصدیق کر دیں۔ میں تاعمر آپ کے بال بچوں کو اوہ سوری جناب ہونے والے بال اور نہ ہونے والے بچوں کو دعائیں دیتا رہوں گا" ۔۔۔ عمران کی زبان تیزی سے چل رہی تھی۔

"جولیا موجود ہے یہاں" ۔۔۔ جواب میں ایکسٹو کی سخت آواز سنائی دی۔

"بالکل موجود ہے جناب ۔۔۔ اور اس کے کان آپ کی گواہی کیلئے ترس رہے ہیں جناب" ۔۔۔ عمران کا لہجہ اسی طرح عاجزانہ تھا۔

"فون جولیا کو دو" ۔۔۔ ایکسٹو نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"اچھا اچھا ۔۔۔ یعنی آپ براہِ راست جولیا کو سنا کر گواہی دینا چاہتے ہیں۔ شکریہ جناب شکریہ" ۔۔۔ عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اور جلدی سے رسیور جولیا کی طرف بڑھا دیا جو حیرت بھرے انداز میں کھڑی عمران کو ایکسٹو جیسی شخصیت سے ایسی بکواس کرتے سن رہی تھی۔

"یس سر ۔۔۔ جولیا بول رہی ہوں سر" ۔۔۔ جولیا نے رسیور لیتے ہی انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"جولیا ۔۔۔ تم اس وقت کہاں ہو" ۔۔۔ ایکسٹو نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"سر ۔۔۔ رانا ہاؤس میں موجود ہوں۔ عمران نے فون کر کے یہاں بلوایا تھا کہ کوئی سرکاری کام ہے۔ لیکن جناب یہاں آ کر اس نے جو کام

بتایا ہے۔ وہ تو غیر سرکاری لگتا ہے۔ اس لئے میں نے عمران سے کہا ہے کہ جب تک چیف باس نہیں کہیں گے میں اس کام میں ملوث نہیں ہو سکتی" ۔۔۔ جولیا نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جج ۔۔۔ جناب شادی ابھی تک تو غیر سرکاری ہی کام ہے ہمارے ملک میں" ۔۔۔ عمران نے جلدی سے رسیور کے قریب ہوتے ہوئے زور سے کہا۔ اور پھر تیزی سے اس طرح ایک طرف کو ہٹ گیا جیسے اسے خطرہ ہو کہ ایکسٹو کا ہاتھ رسیور کے اندر سے نکل کر اسے تھپڑ مار دے گا۔

"کیا کام بتایا ہے تمہیں عمران نے" ۔۔۔ ایکسٹو نے جولیا سے پوچھا اور جولیا نے مختصر طور پر عمران کی بتائی ہوئی کہانی سنا دی۔

"اوہ ٹھیک ہے ۔۔۔ یہ ملک کی عزت کے خلاف بین الاقوامی سازش ہے۔ اس لئے یہ کام سرکاری ہی ہے۔ سمجھیں۔ اور میں نے عمران کو اس کا انچارج بنا دیا ہے۔ چنانچہ عمران جیسا کہے تمہیں ویسے ہی کرنا ہے۔ باقی رہی عمران کی بکواس والی بات تو تم میرے بعد سیکرٹ سروس کی چیف ہو ۔۔۔ اس لئے تم خود بھی عمران کو سزا دے سکتی ہو۔ تمہاری دی ہوئی سزا پر بالکل اسی طرح عمل درآمد ہو گا جیسے میری دی سزا پر۔ بس اس سے زیادہ میں اور کچھ نہیں کہنا چاہتا" ایکسٹو نے کرخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھا۔ البتہ اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک ابھر آئی تھی۔

" کہ دی تصدیق تمہارے اس چوہے باس نے ۔ چلو شکر ہے ۔ اللہ نے آخر آج میری بھی سن ہی لی ۔ ہاں اب بولو ۔ کہاں چلنا ہے ہنی مون منانے ـــــ لیکن ایک بات ہے جولیا ۔ یہ ہنی اور مون والی بات تو میری سمجھ میں آج تک نہیں آئی ۔ چلو مان لیا ہنی تو تم ہو گئیں ۔ ویسے بھی تمہارا رنگ شہد جیسا ہے ۔ لیکن یہ مون کہاں سے آئے گا ـــــ میں تو کم از کم مون ہو نہیں سکتا ۔ کیونکہ مون یعنی چاند تو بے چارہ ویران بنجر سا سیارہ ہے ۔ بے رنگ بے بو ٹائپ کا "
عمران کی زبان ایک بار پھر چل پڑی ۔

" سنو عمران ـــــ اب آئندہ میرے سامنے سنجیدہ رہا کرنا ۔ ورنہ تم جانتے ہو میں بھی اب ایکسٹو کی طرح تمہیں سزا دے سکتی ہوں ۔ تمہارے سامنے ایکسٹو نے مجھے اس کے اختیارات دے دیئے ہیں " ـــــ جولیا نے بڑے باوقار سے لہجے میں کہا ۔

" ہوں ـــــ صرف سزا دینے کے اختیارات پر اتنی خوش ہو رہی ہو ۔ میری طرف سے تمہیں سارے ہی اختیارات مل جائیں گے ۔ تم دو بول تو پڑھ لینے دو ۔ ہمارے ملک میں سارے اختیارات بیگمات کے پاس ہوتے ہیں ـــــ سزا کے بھی اور جزا کے بھی ۔ بے چارہ شوہر تو بس تختہ مشق ہوتا ہے " ـــــ عمران نے کہا ۔

" تم کبھی اس سے باز نہیں آؤ گے ۔ ٹھیک ہے ۔ چلو میں تیار ہوں تم سے شادی کے لئے ۔ چلو ابھی چلو " ـــــ جولیا نے تیز لہجے میں کہا اور آگے بڑھ کر عمران کا بازو پکڑا اور دروازے کی طرف اسے گھسیٹتی ہوئی چل پڑی ۔

" ارے ارے ـــــ ابھی تو تمہارا شناختی کارڈ ہی نہیں بنا ۔ ارے رک جاؤ پلیز ۔ ہمارے ہاں نابالغ سے شادی جرم ہو گیا ہے "
عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا اور جولیا نے ایک جھٹکے سے اس کا بازو چھوڑ دیا ۔

" سنو عمران ـــــ اب اگر تمہاری زبان سے شادی کا لفظ نکلا تو تمہیں اسی وقت اسی لمحے مجھ سے شادی کرنی پڑے گی ۔ ورنہ میں تمہیں گولی مار دوں گی ۔ میں تنگ آ گئی ہوں تمہاری اس بک بک سے ۔ سنا تم نے ـــــ یہ میری طرف سے تمہاری یہی سزا ہے ۔ اور ایکسٹو نے کہہ دیا ہے کہ جو سزا میں تمہیں دوں گی اس پر پورا پورا عمل درآمد ہو گا "
جولیا شاید جھنجلاہٹ کی انتہا پر پہنچ چکی تھی ۔

" مم ـــــ مم ـــــ میری توبہ ۔ میرے ـــــ بب ـــــ بب ـــــ باپ کی توبہ ۔ آج کے بعد جو میں نے ـــــ شش ـــــ شش ـــــ شادی کا نام بھی لیا ۔ ڈیڈی ابھی تک بھگت رہے ہیں ۔ میں کس قطار شمار میں ہوں " ـــــ عمران نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا ۔

" ٹھیک ہے ۔ میرا یہ فیصلہ اٹل ہے ۔ اب بتاؤ یہ کیا چکر ہے ۔ اور ہم نے کیا کرنا ہے " ـــــ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" شش ـــــ شش ـــــ شکر ہے تم مسکرائی تو سہی ۔ ورنہ تمہارا چہرہ اللہ کی پناہ ۔ میری توبہ ۔ میں نے کٹکھنی بلی سے شادی کر کے اپنا منہ نچوانا ہے ۔ بس تم اسی طرح مسکراتی رہا کرو ۔ باقی رہی شادی تو میں کر لوں گا ـــــ آج بھی ثریا کا فون آیا تھا کہ اماں بی نے ایک بڑا اچھا رشتہ تلاش کر لیا ہے ۔ لڑکی سینے پرونے کی ماہر ہے ۔ نیکیوں

کے غلافوں پر شعر کاڑھ لیتی ہے قیمے بھرے کریلے پکا لیتی ہے یہ اور بات ہے۔ کہ ان کریلوں کو کھانے کے لئے ان میں ایک کلو چینی بھی ڈالنی پڑتی ہے ——— ساٹن کا برقعہ پہنتی ہے جس پر بڑے بڑے پورے دو درجن بٹن ٹنکے ہوتے ہیں" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور جولیا ایک بار پھر ہونٹ کاٹنے لگی۔

"تو پھر جاؤ کر لو اس قیمہ بھرے کریلے سے شادی ——— جاؤ مجھے کیوں سنا رہے ہو" ——— جولیا نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے ——— کریلا تو مذکر ہوتا ہے۔ البتہ تم بھنڈی کہہ سکتی ہو۔ جولیا تم خود سوچو سلیمان سے جان چھوٹ جائے گی۔ گولیوں اور بموں کے دھماکوں کی آوازیں سنتے سنتے میرے کان پک گئے ہیں۔ اب کم از کم چوڑیوں کی مترنم جھنکار سنوں گا ——— کوئی چیخ تو آئے گی زندگی میں۔ ارے ارے تم کہاں چل دی۔ ارے سنو تو سہی" ——— عمران نے یک لخت چیختے ہوئے کہا کیونکہ جولیا پیر پٹختی ہوئی واپس دروازے کی طرف چل پڑی تھی۔

"شٹ اپ ——— خبردار۔ اب اگر مجھ سے بات کی تو" ——— جولیا نے مڑ کر غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں میں تیرتی ہوئی نمی عمران کو صاف نظر آگئی تھی۔ اور شاید اسی نمی کو چھپانے کے لئے وہ دروازے کی طرف مڑ گئی تھی۔

"ارے ارے ——— یہ تو میں سلیمان کی بات کر رہا ہوں ثریا نے سلیمان کا رشتہ ڈھونڈھا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جولیا بھی اس بار بے اختیار ہنس پڑی۔

"تم پکے سور ہو ——— پکے سور" ——— جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ابھی ہمارے ملک میں سور پکا کر کھانے کا رواج نہیں پڑا۔ اس لئے تم کچے پکے کے چکر میں نہ پڑو۔ بس صرف کھانے والی تو" عمران نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"دیکھو عمران ——— تمہاری اس بکواس میں خواہ مخواہ وقت ضائع ہوتا رہتا ہے۔ اب دیکھو جوزف اور جوانا زیرو روم میں ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے" ——— جولیا نے بڑے بزرگانہ انداز میں اسے سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"یعنی دو کی بجائے چار گواہ ——— واہ اسے کہتے ہیں۔ ارے ہپ وہ سزا۔ ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ جوزف اور جوانا انتظار کر رہے ہیں" عمران نے جلدی سے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے فقرہ بدل دیا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ جولیا نہ چاہنے کے باوجود بھی ہنس پڑی۔

"یہ ایکسٹو نے تمہیں صرف ہنسنے کے لئے تو سیکرٹ سروس میں نہیں رکھا ہوا۔ مس جولیا نافٹز واٹر" ——— عمران نے یک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

اور جولیا چونک کر عمران کو دیکھنے لگی جس کے چہرے پر ایسی سنجیدگی تھی جیسے وہ زندگی میں کبھی مسکرایا تک نہ ہو۔

"شٹ اپ ——— میرے ساتھ ایسے لہجے میں بات مت کیا کرو۔ سمجھے۔ میں ایسا لہجہ برداشت نہیں کر سکتی" ——— جولیا تو جیسے ہتھے سے ہی اکھڑ گئی تھی۔ اسے واقعی عمران پر بے پناہ غصہ آگیا تھا۔

"ارے نہ اس لہجے میں بات سنتی ہو نہ اس لہجے میں۔ یا خدا میں کس

مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔ اچھا اب تم بتاؤ۔ کس لہجے میں بات کیا کروں"
عمران نے آسمان کی طرف منہ کرتے ہوئے کہا۔

"چلو ادھر زیرو روم میں" ـــــ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔
عمران کے گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے سے وہ اب واقعی محظوظ ہوتی تھی۔

"زیرو روم ـــــ اوہ ـــــ ارے مجھے تو یاد بھی نہیں رہا۔ وہاں تو ہم نے فلم مکمل کرنی ہے۔ آؤ۔ اور سنو جولیا۔ پہلے میری بات غور سے سن لو۔ پہلے بھی تمہاری وجہ سے کافی وقت ضائع ہو گیا ہے۔ پس منظر تو میں نے تمہیں بتا ہی دیا ہے ـــــ یہ دونوں ایک چھوٹے گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ بڑا گروہ گریٹ لینڈ کی کوئی مجرم تنظیم آرگنائزیشن ہے۔ جس کا چیف باس ڈیوڈ ہے۔ پاکیشیا ٹیم کے خلاف اصل سازش وہی گروپ کر رہا ہے ـــــ رچرڈ کا قد و قامت صفدر سے بالکل ملتا جلتا ہے اور لوسیا کا تم سے۔ اس لئے میں نے پروگرام بنایا ہے کہ ان سے معلومات حاصل کر کے صفدر کو رچرڈ کے میک اپ میں اور تمہیں لوسیا کے میک اپ میں گریٹ لینڈ بھیج دیا جائے۔ تاکہ تم ان دونوں کے میک اپ میں اس آرگنائزیشن کے ہیڈ آفس کو ٹریس کر دو اور پھر ہم وہاں پہنچ کر باقی فلم مکمل کر لیں ـــــ سمجھ گئیں اچھی بچی یا پھر بلیک بورڈ پر لکھ کر سمجھاؤں" ـــــ عمران نے کہا۔

"پھر وہی بکواس ـــــ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گئی ہوں۔ آؤ" ـــــ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف مڑ گئی۔

زیرو روم کے دروازے پر پہنچتے ہی عمران بری طرح ٹھٹھک گیا۔ کیونکہ دروازہ جس انداز میں کھلا ہوا تھا وہ قطعی غیر فطری تھا۔ عمران تیزی

سے آگے بڑھا۔ جولیا اس کے پیچھے تھی۔ زیرو روم میں داخل ہوتے ہی ان دونوں کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھیلتی چلی گئیں۔ کیونکہ کمرے میں جوزف اور جوانا فرش پر پڑے ہوئے تھے ـــــ ان دونوں کے سینوں سے خون نکل نکل کر ان کے جسموں کے ساتھ تالاب کی صورت میں جمع تھا۔ اور رچرڈ اور لوسیا دونوں غائب تھے۔ زیرو روم کے انتہائی دائیں طرف دیوار میں ایک چھوٹا سا دروازہ کھلا ہوا تھا۔

"جولیا ـــــ یہ سرنگ کا دروازہ ہے۔ دیکھو وہ لوگ ابھی سرنگ میں ہیں یا نکل گئے ہیں۔ میں ان کو سنبھالتا ہوں" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں جولیا سے کہا۔ اور تیزی سے جوزف اور جوانا کی طرف بڑھا۔ دونوں زندہ تو تھے۔ لیکن دونوں کی حالت خطرے سے باہر نہ تھی۔ گولیاں ان کے سینوں میں لگی تھیں اور خون کافی سے زیادہ بہہ چکا تھا ـــــ عمران نے جلدی سے جھک کر پہلے جوانا کو اٹھایا اور کاندھے پر لاد لیا۔ حالانکہ جوانا کا قد و قامت اتنا زیادہ تھا کہ بظاہر یہی نظر آتا تھا کہ عمران اسے اٹھانا تو ایک طرف ہلا بھی نہ سکے گا ـــــ لیکن عمران نے اسے اس طرح اٹھا لیا تھا جیسے جوانا گوشت پوست کی بجائے کاغذ کا بنا ہوا ہو۔ اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا دروازے سے باہر نکل گیا۔ وہ اسے آپریشن روم میں لے جا رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ واپس پلٹا اور اس نے جوزف کو بھی اسی طرح کاندھے پر اٹھا لیا۔ اسی لمحے جولیا اس سرنگ والے دروازے سے برآمد ہوئی۔

"وہ نکل گئے ہیں۔ سرنگ کا آخری دروازہ کھلا ہوا ہے" ـــــ جولیا

نے تیز لہجے میں کہا۔ اور عمران نے جواب دینے کی بجائے صرف سر
ہلانے پر اکتفا کیا۔ اور جوزف کو اٹھائے تیزی سے دروازے کی طرف
مڑ گیا ـــ اُسے معلوم تھا کہ جوزف اور جوانا دونوں کی زندگیوں کے لئے
ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ کیونکہ ان دونوں کی حالت شدید خطرے میں تھی۔
سب سے بڑا مسئلہ تھا کہ دونوں کی حالت ایک جیسی تھی اس لئے اُسے لازماً
بیک وقت دونوں کا آپریشن کرنا پڑے گا۔ ورنہ اگر اس نے ایک کا آپریشن
کیا تو دوسرا لازماً موت کا شکار ہو جائے گا اور یہ وہ برداشت نہ کر سکتا تھا۔

" جولیا میرے پیچھے آؤ۔ فی الحال تو ان دونوں کی زندگیوں کا سوال ہے۔
باقی کام بعد میں۔ ایک کا آپریشن اب تمہیں کرنا پڑے گا۔ تب ہی دونوں کے
بچنے کا کوئی امکان ہو سکتا ہے" ـــ عمران نے راہداری میں دوڑتے
ہوئے اپنے پیچھے آنے والی جولیا سے کہا۔

" مگر مجھے آپریشن کرنا تو آتا نہیں" ـــ جولیا نے مایوسی سے کہا

" کوئی بات نہیں۔ میں ساتھ موجود رہوں گا۔ جلدی آؤ۔ ایک ایک لمحہ
قیمتی ہے" ـــ عمران نے کہا۔ اور اس کے قدم اور بھی زیادہ تیز پڑنے
لگے۔ جولیا کو اس کا ساتھ دینے کے لئے اب باقاعدہ بھاگنا ہی پڑا تھا۔

رچرڈ کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ اس کے سر کی
پشت اور گردن میں درد کی تیز ترین لہریں دوڑ رہی تھیں۔ ایک لمحے تک اُسے
کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ وہ کہاں ہے اور کس پوزیشن میں ہے ـــ لیکن دوسرے
لمحے جیسے ذہن میں بجلی کا کوندا لپکتا ہے۔ اس طرح ساری صورت حال اس پر
واضح ہو گئی وہ تیزی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

" اچھی طرح دیکھو رسی پڑی ہو گی۔ ورنہ سرنگ میں موجود الماری سے نکال
لاؤ" ـــ جوزف کی آواز سنائی دی۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو اس کے قریب وہی
حبشی کھڑا تھا۔ جسے عمران اپنا سیکرٹری کہہ رہا تھا۔ جب کہ دوسرا حبشی
ایک دیوار کے قریب اس کی طرف پشت کئے کھڑا تھا۔ ساتھ کھڑے
حبشی جسے عمران نے جوزف کہا تھا بھی دوسرے حبشی کی طرف ہی دیکھ رہا
تھا اس کی توجہ رچرڈ کی طرف نہ تھی۔

اُسی لمحے ہلکی سی کھٹاک کی آواز سنائی دی۔ اور جہاں دوسرا حبشی کھڑا

تھا وہاں ایک دروازہ کھلا۔ جوزف کا سائیڈ ہولسٹر بالکل بیٹھے ہوئے رچرڈ کے ہاتھ کے قریب تھا اور اس میں ریوالور کا بھاری دستہ نمایاں نظر آ رہا تھا۔ رچرڈ نے یہ موقع غنیمت سمجھا۔ اور دوسرے لمحے اس نے بجلی کی سی تیزی سے نہ صرف جوزف کے ہولسٹر سے ریوالور کھینچا بلکہ وہ اچھل کر کھڑا بھی ہو گیا۔

جوزف ریوالور کھینچتے ہی تیزی سے مڑا ہی تھا کہ رچرڈ نے ٹریگر دبا دیا۔ اور گولی سیدھی جوزف کے سینے میں گھس گئی۔ جوزف چیخ مار کر اچھلا اور پشت کے بل فرش پر گرا ــــ اُسی لمحے دوسرا حبشی بھی تیزی سے مڑا۔ لیکن رچرڈ نے دوسری گولی چلا دی۔ اور یہ گولی بھی ٹھیک دوسرے حبشی کے سینے پر پڑی اور وہ بھی جھٹکا کھا کر پچھلی دیوار سے ٹکرایا اور نیچے گرنے لگا لیکن اس کا ہاتھ تیزی سے ہولسٹر کی طرف بڑھ رہا تھا ــــ رچرڈ نے پے در پے دو اور گولیاں اس کے سینے میں اتاریں اور پھر اس نے تیزی سے مڑ کر دو گولیاں نیچے گرے ہوئے جوزف کے سینے میں اتار دیں۔ کیونکہ جوزف اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا ــــ وہ نیچے گر کر پہلو کے بل ہو کر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا اور اتفاقاً اس کا وہ پہلو اوپر تھا جس کا ہولسٹر خالی تھا۔ اس لئے وہ دبے ہوئے پہلو سے ریوالور بروقت نہ کھینچ سکا تھا۔ اتنی دیر میں رچرڈ دو اور گولیاں اس کے سینے میں اتارنے میں کامیاب ہو گیا۔

جب اُسے یقین ہو گیا کہ دونوں حبشی ختم ہو چکے ہیں تو وہ تیزی سے فرش پر پڑی ہوئی لوسیا کی طرف بڑھا۔ اُسی لمحے لوسیا کی آنکھیں بھی کھل گئیں۔ وہ شاید پے در پے ہونے والے دھماکوں کی آوازوں کی وجہ سے ہوش میں آ گئی تھی ــــ اور ویسے بھی وہ کسی چوٹ کی وجہ سے تو بے ہوش نہ ہوئی تھی۔ صرف خوف اور حیرت کی زیادتی کی وجہ سے بے ہوش ہو گئی تھی۔

"جلدی چلو لوسیا ــــ جلدی۔ فوراً" ــــ رچرڈ نے بازو سے پکڑ کر ایک زوردار جھٹکے سے لوسیا کو اٹھاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ اُسے ساتھ لئے تقریباً گھسیٹتا ہوا اُسی سرنگ کی طرف دوڑ پڑا جس کا دروازہ دوسرے حبشی نے کھولا تھا ــــ رچرڈ جوزف کے منہ سے سرنگ کا لفظ سن چکا تھا اس لئے وہ اسی طرف دوڑا تھا۔ حالانکہ کمرے کا اصل دروازہ بھی کھلا ہوا تھا۔ لیکن رچرڈ جانتا تھا کہ اس طرف اور بھی لوگ موجود ہوں گے اور ان کی نظروں سے بچ نکلنا تقریباً ناممکن ہو گا ــــ جب کہ لفظ سرنگ کا مطلب ہی یہی تھا کہ یہ باہر نکلنے کا خفیہ راستہ ہو گا۔ اور اس وقت اُسے ایسے راستے کی ہی ضرورت تھی اور قدرت نے یہ موقع اُسے خود ہی مہیا کر دیا تھا۔

رچرڈ لوسیا کو بازو سے پکڑے سرنگ میں دوڑتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ سرنگ کافی طویل تھی۔ آگے جا کر وہ اچانک بند ہو گئی۔ رچرڈ نے لوسیا کا بازو چھوڑا ــــ اور جلدی سے اس نے بند دیوار کی سائیڈیں ٹٹولنی شروع کر دیں۔ اور چند ہی لمحوں میں وہ ایک دیوار کی جڑ میں ایک چھوٹا سا بٹن تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی دیوار درمیان سے کھل گئی۔ اور وہ دونوں باہر نکل گئے ــــ وہ ایک تنگ سی گلی میں موجود تھے۔ گلی کراس کر کے جب وہ مڑے تو انہوں نے اپنے آپ کو ایک مصروف سڑک پر پایا۔ جہاں کمرشل مارکیٹیں تھیں۔ اور فٹ پاتھ پر پیدل چلنے والوں کا خاصا ہجوم تھا۔

رچرڈ لوسیا کو ساتھ لئے ان پیدل چلنے والوں میں شامل ہو گیا۔ اور پھر کافی آگے جا کر اس نے ایک خالی ٹیکسی روکی اور لوسیا سمیت اس کے اندر بیٹھ گیا۔ لوسیا خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

"تھرٹین اسکوائر" ــــ رچرڈ نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور

نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

تھوڑی دیر بعد وہ تھرٹین اسکوائر پہنچ چکے تھے۔ رچرڈ کا بٹوہ چونکہ اس کی جیب میں تھا۔ اس لئے اُسے کرایہ دینے میں کوئی مشکل پیش نہ آئی۔

تھرٹین اسکوائر کی تیسری منزل کے ایک کمرے میں داخل ہوتے ہی رچرڈ نے اطمینان کی ایک طویل سانس لی۔ لوسیا کا چہرہ اب بحال ہو چکا تھا۔ یہ ان کی ایمرجنسی اور خفیہ پناہ گاہ تھی۔

"خدا کی پناہ ــــ یہ پرنس تو انتہائی خوف ناک آدمی ہے۔" لوسیا نے ایک کرسی پر ڈھیر ہوتے ہوئے کہا۔

"میں اس سے زیادہ خوف ناک آدمی ہوں لوسیا۔ بس بے خبری میں پھنس گیا تھا۔ اب میں اپنے ہاتھوں سے اس کی بوٹیاں نوچوں گا" ــــ رچرڈ نے غراتے ہوئے جواب دیا۔ اور تیزی سے ایک طرف پڑے ہوئے ٹیلی فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جلدی سے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ــــ کیفے بلیو آرم" ــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"رچرڈ بول رہا ہوں ــــ لوسین سے بات کراؤ جلدی" ــــ رچرڈ نے تلخ لہجے میں کہا۔

"اوہ ــــ یس باس ــــ ہولڈ آن کیجئے" ــــ دوسری طرف سے فوراً ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور چند لمحوں کی خاموشی کے بعد رسیور سے ایک بھاری آواز سنائی دی

"یس ــــ لوسین سپیکنگ" ــــ بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ ہی تھا۔

"لوسین ــــ میں رچرڈ بول رہا ہوں۔ ہیڈ کوارٹر کے متعلق کیا رپورٹ ہے" رچرڈ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"باس آپ کہاں تھے۔ ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ ہیڈ کوارٹر پر حملہ ہوا ہے وہاں موجود چاروں افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ میں آپ کو تلاش کرتا رہا لیکن آپ کہیں نہیں ملے" ــــ لوسین نے کہا۔

"سنو لوسین ــــ صورت حال بدل گئی ہے۔ سپیشل ایجنسی نے اصل صورت حال چیک کر لی ہے۔ ہماری سازش سامنے آ گئی ہے۔ تم ایسا کرو کہ فوراً مچل اور گڈفی کو اطلاع کر دو کہ وہ نگرانی ہٹا کر روپوش ہو جائیں میں تھرٹین اسکوائر میں موجود ہوں۔ سپیشل ایجنسی اب ہمیں تلاش کر رہی ہو گی۔ میں چیف باس سے بات کر کے آئندہ کی ہدایات حاصل کرتا ہوں۔ اس کے بعد مزید تمہیں ہدایات دوں گا" ــــ رچرڈ نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

لوسین کیفے بلیو آرم کا منیجر تھا۔ اور ایمرجنسی رابطے کا کام کرتا تھا۔

رسیور رکھ کر رچرڈ تیزی سے ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں سے ایک ٹرانسمیٹر نکال کر باہر میز پر رکھا۔ اور اس کو آپریٹ کرنے میں مصروف ہو گیا ــــ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں نکلنے لگیں۔

"ہیلو رچرڈ کالنگ چیف باس اوور" ــــ رچرڈ نے ایک بٹن دبا کر بار بار یہی فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس ــــ چیف باس اٹنڈنگ۔ کوڈ بتاؤ اوور" ــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بھاری مگر انتہائی کرخت آواز سنائی دی۔

"بی۔ جی۔ تھرٹی مشن کرکٹ پلے اوور" ــــ رچرڈ نے کوڈ دوہراتے

ہوئے کہا۔

"یس ـــ کیا رپورٹ ہے اوور" ـــ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ خاصا بدل گیا تھا۔

اور جواب میں رچرڈ نے اب تک ہونے والی تمام تفصیلات پوری ایمانداری سے بتادیں۔

"اوہ ـــ اس کا مطلب ہے کہ صورت حال یک لخت بدل گئی ہے۔ لیکن ٹیم کا اعلان تو کر دیا گیا ہے اور ٹیم بھی روانہ ہو چکی ہے اوور" باس نے کہا۔

"یس باس ـــ اور یہ دونوں کھلاڑی ٹیم میں شامل نہیں ہیں۔ ویسے وہ پرنس کہہ رہا تھا کہ یہ دونوں کھلاڑی بعد میں شامل کر لئے جائیں گے اوور" رچرڈ نے کہا۔

"یہ ہماری دردسری نہیں ہے۔ ہمارے ذمے جو کام لگایا گیا تھا وہ پورا ہو گیا۔ دونوں کھلاڑیوں نے کھیلنے سے از خود انکار کر دیا اور ٹیم میں ان کے نام شامل نہیں ہیں اور ٹیم بھی روانہ ہو چکی ہے۔ اس لئے ہمارا مشن ختم ہو چکا ہے ـــ اب ہمیں مزید دردسری کی ضرورت نہیں ہے اب آرگنائزیشن جانے اور اس کا کام۔ کہ بعد میں کیا ہوتا ہے اور کیا نہیں ہوتا۔ ویسے بھی آرگنائزیشن کے چیف باس ڈیوڈ اور نمبر ٹو رابرٹ سے میری بات ہو چکی ہے ـــ میں نے انہیں مشن کی کامیابی کی رپورٹ بھی دے دی ہے۔ اور ساتھ ہی بقایا رقم بھی وصول کر لی ہے۔ اس لئے تم سب لوگوں سمیت فوراً واپس ملک آجاؤ اوور" ـــ چیف باس نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"باس ـــ اگر آپ اجازت دیں تو میں اکیلا وہاں رک جاؤں۔ میں اس پرنس سے انتقام لینا چاہتا ہوں اوور" ـــ رچرڈ نے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"پاگل ہو گئے ہو ـــ انتقام لیتے لیتے اگر تم دوبارہ اس کے قبضے میں آگئے تو وہ تمہاری بوٹیاں نوچ ڈالے گا۔ اور سنو جہاں تک میرا آئیڈیا ہے۔ یہ لوگ لازماً یہاں ـــ گریٹ لینڈ آئیں گے۔ کیونکہ انہوں نے فلم کی آڑ میں تم سے تمام منصوبہ دریافت کر لیا ہے ـــ اگر آرگنائزیشن کو ذرا سی بھی بھنک پڑ گئی کہ ہماری وجہ سے ان کا منصوبہ فاش ہوا ہے۔ تو پھر براڈوے گروپ کا ایک فرد بھی زندہ نہ بچے گا۔ اس لئے تم فوراً واپس آجاؤ۔ لوسین کو کہو وہ واپسی کا سارا انتظام کر دے گا۔ تم نے ہوائی جہازوں سے واپس نہیں آنا ـــ کیونکہ سپیشل ایجنسی نے لازماً وہاں چیکنگ کر رکھی ہو گی۔ لوسین کے پاس واپسی کا تمام منصوبہ موجود ہے۔ وہ تم سب کو یہاں سے مخصوص لانچوں کے ذریعے ہمسایہ ملک پہنچا دے گا ـــ اور وہاں سے تم آسانی سے واپس آجاؤ گے۔ یہاں اگر یہ لوگ آئے تو پھر میری طرف سے اجازت ہے کہ تم دل بھر کر ان سے انتقام لے لینا اوور" ـــ چیف باس نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ جیسے آپ کا حکم اوور" ـــ رچرڈ نے ڈھیلے لہجے میں جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ـــ چیف باس نے کہا اور رچرڈ نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے واپس الماری میں رکھ دیا۔

"اچھا پرنس۔ فی الحال تو چیف باس نے تمہیں میرے ہاتھوں سے بچا

یل ہے۔ اگر تم گریٹ لینڈ آئے تو پھر میں دیکھوں گا کہ تم کس طرح بچ کر واپس آتے ہو"۔۔۔۔ رچرڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور فون کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ لوسین کو فون کر سکے۔ البتہ لوسیا کی آنکھوں میں اطمینان کے آثار تھے۔ وہ شاید پرنس سے خاصی خوف زدہ ہو گئی تھی۔ وہ دل ہی دل میں چیف باس کا شکریہ ادا کر رہی تھی کہ اس نے رچرڈ کو رکنے کی اجازت نہ دی۔ ورنہ ظاہر ہے۔ اسے بھی رچرڈ کے ساتھ رکنا پڑتا اور وہ اب ایک لمحہ بھی یہاں نہ رکنا چاہتی تھی۔

ہوٹل ایکارڈ کے وسیع و عریض لان میں خاصی چہل پہل تھی۔ پولیس کی خاصی بڑی تعداد بھی وہاں نظر آ رہی تھی۔ یہ گریٹ لینڈ کا انتہائی گراں اور شہرت یافتہ ہوٹل تھا۔۔۔۔ اور آج کی اس رونق کی وجہ پاکیشیا کی قومی کرکٹ ٹیم کی یہاں آمد تھی۔ پاکیشیا کی قومی کرکٹ ٹیم کو اسی ہوٹل میں ٹھہرایا گیا تھا۔ اور ابھی تھوڑی دیر بعد ان کے اعزاز میں استقبالیہ دیا جانا تھا جس میں گریٹ لینڈ کے وزیر اعظم نے شرکت کرنی تھی اس لئے ہر طرف سیکورٹی کے انتظامات کئے گئے تھے۔ گریٹ لینڈ کی خفیہ ایجنسی سکاٹ لینڈ یارڈ کے بھی کئی افراد سادہ لباس میں موجود تھے۔۔۔۔ وہ سب یہاں وزیر اعظم کی سیکورٹی کے سلسلے میں موجود تھے۔ اخباری رپورٹروں اور نیوز فوٹو گرافروں کی کثیر تعداد بھی یہاں موجود تھی۔ گریٹ لینڈ کے علاوہ پاکیشیا سمیت دنیا کے ہر بڑے ملک کے نیوز رپورٹرز اور نیوز فوٹو گرافرز موجود تھے۔ انہیں خصوصی پریس کارڈ جاری کئے

گئے تھے۔

استقبالیہ ہوٹل کے ایک بڑے ہال میں دیا جانا تھا۔ جس میں گریٹ لینڈ اور پاکیشیا کی کرکٹ ٹیم کے ارکان کے ساتھ ساتھ پاکیشیا کے سفارت خانے کے اعلیٰ حکام اور گریٹ لینڈ کے اعلیٰ سرکاری حکام نے بھی شرکت کرنی تھی۔

حفاظتی انتظامات کو جدید سائنسی آلات سے چیک کیا جا رہا تھا کیونکہ وزیراعظم استقبالیے میں شرکت کے لئے پہنچنے ہی والے تھے۔ جس ہال میں استقبالیہ دیا جانا تھا وہاں کا ایک ایک کونہ اور ایک ایک ٹیبل کو اچھی طرح چیک کیا جا رہا تھا ۔۔۔۔ ہوٹل کی سب سے اوپر والی منزل میں ہوٹل کی اپنی انتظامیہ کے دفاتر تھے۔ اور اس کے ایک دفتر نما کمرے میں ایک بڑی میز کے پیچھے بلیکی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ ہوٹل کے منیجر کے روپ میں وہاں موجود تھا ۔۔۔۔ کیونکہ ہوٹل آرگنائزیشن کی ملکیت تھا۔ اس کی تیز نظریں کونے میں پڑے ہوئے ٹیلی ویژن کی سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ جس میں وہ ہال نظر آ رہا تھا جس میں چیکنگ کی جا رہی تھی۔

اسی لمحے میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور بلیکی نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس بلیکی" ۔۔۔۔ بلیکی نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس ۔۔۔ راجر بول رہا ہوں۔ آپ نے کہا تھا کہ استقبالیہ کے شروع ہونے سے پہلے آپ کو فون کیا جائے"

"ہاں ۔۔۔ تمہارے آدمی یہاں موجود ہیں" ۔۔۔۔ بلیکی نے کہا۔

"یس باس ۔۔۔ حکم کے مطابق سب ویٹروں کے روپ میں موجود

ہیں۔ آپ کے احکامات کی وجہ سے انہیں ایک ہفتہ قبل ہی یہاں بھجوا دیا گیا تھا" راجر نے جواب دیا۔

"اوکے ۔۔۔ اب میری ہدایات غور سے سنو۔ ابھی پاکیشیا ٹیم استقبالیے میں شرکت کے لئے ہال میں پہنچے گی۔ اس میں ٹیم کے ارکان کے علاوہ منیجر۔ اسسٹنٹ منیجر اور کوچ وغیرہ سب شامل ہوں گے۔ ان کے کمرے اس دوران خالی رہیں گے ۔۔۔۔ تمہارے آدمیوں نے ٹیم کے ممبر اعظم جو کہ نیا ابھرتا ہوا باؤلر ہے کے کمرے میں داخل ہو کر وہاں تھرٹی فائیو نصب کرنا ہے۔ یہ ٹرانسمیٹر اس کے بیڈ کے نیچے نصب ہو گا ۔۔۔۔ اور باقی تمام کھلاڑیوں کے کمروں میں ایٹی سکس، الیون سکس فٹ کر دینا۔ کسی بھی ایسی جگہ جہاں نظریں نہ پہنچ سکیں، صرف کپتان کے کمرے کو نہ چھیڑا جائے" ۔۔۔۔ بلیکی نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس ۔۔۔ ہو جائے گا۔ لیکن باس ہو سکتا ہے۔ سیکورٹی کے تحت کھلاڑیوں کے کمرے جدید آلات سے چیک کئے جائیں" راجر نے کہا۔

"نہیں۔ اس کے انتظامات میں نے کر لئے ہیں۔ ہوٹل سیکورٹی آفیسر ہمارا آدمی ہے۔ وہ ہر حال میں اوکے رپورٹ دے گا۔ لیکن تمام کام انتہائی ہوشیاری سے ہونا چاہئے۔ اور مجھے رپورٹ دینا" ۔۔۔۔ بلیکی نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ایسا ہی ہو گا باس" ۔۔۔۔ راجر نے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیا اور بلیکی نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

اور ایک بار پھر اس کی نظریں سکرین پر جم گئیں جہاں اس وقت گریٹ لینڈ

کے کھلاڑی داخل ہو رہے تھے ۔ اور پھر چند لمحوں بعد پاکیشیا ٹیم کے کھلاڑی
اندر داخل ہوئے ۔ انہوں نے سبز رنگ کے کوٹ پہنے ہوئے تھے اور
وہ سب انتہائی ہشاش بشاش نظر آ رہے تھے ۔

" ابھی پہلے ٹیسٹ میں کئی روز پڑے ہیں ۔ میں دیکھوں گا تمہاری
بشاشت کب تک قائم رہتی ہے " ۔۔۔ بلیکی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے
بڑبڑا کر کہا ۔ اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے میز کے کنارے پر موجود ایک بٹن
پریس کر کے ٹیلی ویژن سکرین آف کر دی ۔ اور اطمینان سے کرسی کی
پشت سے پشت لگا کر بیٹھ گیا ۔۔۔ اس نے پاکیشیا ٹیم کے کھلاڑیوں
کو اعصابی طور پر مفلوج کر دینے کا ایک خوب صورت نفسیاتی پلان بنایا تھا ۔
اور آج سے اس پلان پر عمل ہونا تھا ۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی ۔ اور بلیکی
نے چونک کر رسیور اٹھا لیا ۔

" یس ۔۔۔ بلیکی سپیکنگ " ۔۔۔ بلیکی نے تیز لہجے میں کہا ۔

" راجر بول رہا ہوں باس " ۔۔۔ دوسری طرف سے راجر کی آواز
سنائی دی ۔

" یس ۔۔۔ کیا رپورٹ ہے " ۔۔۔ بلیکی نے چونک کر آگے کی
طرف جھکتے ہوئے پوچھا ۔ اس کے لہجے میں اشتیاق کی جھلکیاں نمایاں
تھیں ۔

" کامیابی باس ۔۔۔ تمام کام بالکل اوکے طریقے سے مکمل
کر دیا گیا ہے " ۔۔۔ راجر نے کہا ۔

" ویری گڈ ۔۔۔ اب تم اپنے آدمیوں کو ہدایات دے دو کہ صبح

جیسے ہی ٹیم ناشتے کے لئے ڈائننگ ہال میں جائے انہوں نے فوری طور
پر سب چیزیں ہٹا دینی ہیں " ۔۔۔ بلیکی نے جواب دیا ۔

" تو یہ سارا انتظام صرف ایک رات کے لئے ہے باس " ۔۔۔ راجر
نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا ۔

" ہاں ۔۔۔ کل رات کے لئے علیحدہ پلاننگ ہے ۔ اس طرح میچ
شروع ہونے تک مختلف پلاننگ تیار کی گئی ہیں تاکہ کوئی بات ٹریس نہ
ہو سکے ۔ اور خاص طور پر ہم نے اس بات کا خیال رکھنا ہے کہ کوئی بات
پریس میں لیک آؤٹ نہ ہو " ۔۔۔ بلیکی نے وضاحت کرتے ہوئے
کہا ۔

" ٹھیک ہے باس " ۔۔۔ راجر نے جواب دیا ۔ اور بلیکی نے
مسکراتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا اور پھر اس نے تیزی سے ڈائل
پر مختلف نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے ۔

" یس ۔۔۔ رابرٹ فرام اے سپیکنگ " ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے
ہی آرگنائزیشن کے نمبر ٹو رابرٹ کی آواز سنائی دی ۔

" بلیکی بول رہا ہوں رابرٹ " ۔۔۔ بلیکی نے کہا ۔

" اوہ یس بلیکی ۔۔۔ مشن کا کیا ہوا " ۔۔۔ رابرٹ نے چونک کر پوچھا ۔

" آج رات سے مشن شروع ہو جائے گا ۔ میں نے تمام انتظامات مکمل
کر لئے ہیں ۔ تم دیکھنا کہ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو گی اور پاکیشیا کے
کھلاڑی اعصابی طور پر درہم برہم ہو جائیں گے " ۔۔۔ بلیکی نے بڑے
بااعتماد لہجے میں جواب دیا ۔

" سب کام انتہائی احتیاط سے کرنا ۔ اگر پریس کو اس سارے معاملے

کی ذرا بھی بھنک پڑ گئی تو پوری دنیا میں ایک طوفان کھڑا ہو جائے گا"
رابرٹ نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"تم بلیکی کی صلاحیتوں کو تو جانتے ہی ہو۔ پھر ایسی بات کر رہے ہو۔ تم دیکھنا کہ ہوتا کیا ہے" ۔۔۔۔ بلیکی نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں ناراضگی کا عنصر نمایاں تھا۔

"ارے تم تو ناراض ہو گئے۔ ایسی بات نہیں۔ مجھے اور براؤن کو تمہاری صلاحیتوں پر مکمل اعتماد ہے۔ لیکن یہ سارا مسئلہ آرگنائزیشن کی عزت کا مسئلہ بن گیا ۔۔۔۔ ٹی ٹی کارپوریٹ کا چیف باس آرتھم کئی بار اس بارے میں پوچھ چکا ہے۔ وہ سخت پریشان ہے۔ کیونکہ اب تو پاکیشیا ٹیم کا بھاؤ ریکارڈ ساز بلندی پر پہنچ چکا ہے اور اب اگر پاکیشیا ٹیم میچ جیت گئی تو پھر یوں سمجھو۔ ٹی ٹی کارپوریٹ کے ساتھ ساتھ آرگنائزیشن بھی شدید نقصان سے دوچار ہو جائے گی" ۔۔۔۔ رابرٹ نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"تم بے فکر رہو۔ اور آرتھم کو بھی آرگنائزیشن کی طرف سے مکمل تسلی دے دو۔ وہی ہو گا جو ہم سب چاہتے ہیں۔ پاکیشیا ٹیم میچ کسی حالت میں بھی نہ جیت سکے گی۔ یہ میرا وعدہ ہے" ۔۔۔۔ بلیکی نے کہا۔

"وش یو گڈ لک" ۔۔۔۔ رابرٹ نے ہنستے ہوئے کہا اور بلیکی نے تھینک یو کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

عمران نے کار بندرگاہ کی مشہور بار بیچ کلب کے سامنے روکی اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ ساتھ والی سیٹ پر صفدر موجود تھا۔ وہ بھی کار رکتے ہی نیچے اتر آیا۔

"عمران صاحب ۔۔۔۔ یہاں آپ کیا چیک کرنے آئے ہیں" صفدر نے کلب کے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے عمران سے پوچھا۔ کیونکہ عمران پر اس وقت سنجیدگی کا دورہ پڑا ہوا تھا۔ اور راستے میں کئی بار صفدر نے عمران سے گفتگو کی کوشش کی لیکن عمران ہوں ہاں کر کے ٹال گیا۔

صفدر کو عمران نے رانا ہاؤس سے ٹیلی فون کر کے بلایا تھا اور جیسے ہی صفدر وہاں پہنچا وہ اسے کار میں بٹھا کر چل پڑا۔ اس لئے صفدر کو قطعاً حالات کا کوئی علم نہ تھا ۔۔۔۔ ویسے عمران کی سنجیدگی دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ حالات خاصے سیریس ہیں۔ کیونکہ عمران عام حالات میں کبھی اس

طرح سنجیدہ نہیں ہوا کرتا۔

"خاموشی سے میرے ساتھ چلے آؤ صفدر۔ جب ضرورت ہوگی میں تمہیں خود بتا دوں گا"۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور صفدر کندھے اچکا کر رہ گیا۔

بار کے دروازے میں داخل ہوتے ہی سستی شراب کے بھبکے ان کی ناک سے ٹکرائے اور صفدر نے ہونٹ بھینچ لئے۔ کلب کے بڑے ہال میں بیٹھے ہوئے افراد کی زیادہ تعداد کا تعلق سمندر سے تھا۔ اور وہ گھٹیا اور سستی شراب پی پی کر خواہ مخواہ قہقہے لگانے میں مصروف تھے۔۔۔ گھٹیا ٹائپ کی عورتیں بھی ہال میں جگہ جگہ بیٹھی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ ہال کچھ ضرورت سے زیادہ ہی گندہ نظر آ رہا تھا۔ ہر طرف خالی بوتلیں اور ڈبے فرش پر لڑھکتے پھر رہے تھے۔ ہال میں کڑوے تمباکو کی بو اس قدر پھیلی ہوئی تھی کہ صفدر کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی گٹر لائن میں پہنچ گیا ہو۔۔۔ گھٹیا شراب اور کڑوے تمباکو کی بو نے مل کر ماحول کو انتہائی مکدر کر دیا تھا۔ لیکن ہال میں بیٹھے ہوئے افراد اس طرح خوش اور مسرت سے قہقہے لگا رہے تھے جیسے وہ جنت کے کسی خوشبودار باغ میں بیٹھے ہوں۔

ہال کے ایک کونے میں بڑا سا کاؤنٹر بنا ہوا تھا۔ جس کے پیچھے ایک اونچے سٹول پر ایک بانس کی طرح لمبا اور پتلا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ البتہ اس کا سر اور چہرہ اس کے جسم کی مناسبت سے کہیں زیادہ بڑا تھا۔۔۔ اور اس کی بڑی بڑی آنکھوں میں گہری سرخی تھی۔ سر درمیان سے گنجا تھا جب کہ سائیڈوں پر سفید اور کالے بالوں کی جھالر سی تھی۔ اور پر

کو اٹھی ہوئی ناک کے نیچے بڑی بڑی مونچھیں تھیں۔ وہ بحیثیت مجموعی عجیب و غریب سی شخصیت نظر آ رہا تھا۔ صفدر چونکہ پہلی بار یہاں آیا تھا اس لئے وہ حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔۔۔ کاؤنٹر پر بیٹھے ہوئے شخص کی نظریں ان دونوں پر جمی ہوئی تھیں۔ اور چہرے کے اعصاب میں پھڑپھڑاہٹ سی واضح نظر آ رہی تھی۔ وہ رنگ روپ سے روسیاہی نظر آ رہا تھا۔

عمران ہال میں داخل ہوتے ہی سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔

"ہیلو ٹنکو۔۔۔ سنا ہے تمہارے سر کا وزن پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گیا ہے"۔۔۔ عمران نے کاؤنٹر کے قریب پہنچتے ہوئے کاؤنٹر پر بیٹھے ہوئے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے چہرے پر چھائی ہوئی سنجیدگی اب یکسر دور ہو چکی تھی۔ اور وہ وہی پہلے والا عمران نظر آنے لگا تھا۔

"عمران صاحب۔۔۔ آپ کو یہاں دیکھ کر مجھے واقعی اپنا سر زیادہ بھاری لگنے لگ گیا ہے"۔۔۔ ٹنکو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لوگ بغلوں کے نیچے بیساکھیاں رکھتے ہیں تم سر کے نیچے رکھ کر بیٹھا کرو۔ ورنہ ایسا نہ ہو کہ کبھی کاؤنٹر پر الٹے کھڑے نظر آنے لگو"۔ عمران نے کاؤنٹر پر دونوں کہنیاں ٹکاتے ہوئے کہا۔ اور ٹنکو کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اچھا اب ہنسنا بند کر کے یہ بتا دو کہ تمہارا بھائی مٹکو کہاں ہے" عمران نے کہا۔

"مٹکاف۔۔۔ اوہ۔ اس سے کیا غلطی ہو گئی ہے کہ آپ جیسی شخصیت

اُسے پوچھنے یہاں آگئی ہے"۔۔۔۔ ٹنکو نے یک لخت پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"اگر غلطی ہوتی تو پھر مٹکو کا مٹکا اب تک ٹوٹ چکا ہوتا اور تم اس کی خالی "ف" کو دفن کرنے کی تیاریاں کر رہے ہوتے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ٹنکو ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"وہ اوپر اپنے کمرے میں ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ایک خوبصورت لڑکی کہیں سے اٹھا لایا ہے"۔۔۔۔ ٹنکو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اس سے بات کرو اور اُسے بتاؤ کہ اس کی باقی خوب صورتی کو ابھی فی الحال باقی رہنے دو۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں کہ میں خوبصورت لڑکی کے بدصورت ہونے تک انتظار کرتا رہوں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور ٹنکو نے بڑا سا تربوز نما سر ہلاتے ہوئے کاؤنٹر کے نیچے ہاتھ بڑھایا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا کر کانوں سے لگا لیا۔

"مٹکاف۔۔۔۔ عمران صاحب تمہیں پوچھتے ہوئے آئے ہیں۔ اور کاؤنٹر پر موجود ہیں"۔۔۔۔ ٹنکو نے دوسری طرف سے بات سنتے ہوئے کہا۔

"ارے کیا دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا۔ جانتے تو ہو عمران صاحب کی عادت۔ ابھی پورا کلب تہہ و بالا ہو جائے گا۔ سیدھی طرح نیچے آؤ۔ جلدی اور فوراً۔ اس لڑکی کو دفع کر کے فوراً"۔۔۔۔ ٹنکو نے اس بار خاصے غصیلے لہجے میں کہا اور رسیور واپس کاؤنٹر کے اندر رکھ دیا۔

"کچھ ضرورت سے زیادہ ہی عیاش ہو گیا ہے۔ کیا خیال ہے۔ اس کی عیاشی کی حس کچھ کم نہ کر دی جائے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے

ہوئے ٹنکو سے کہا۔

"ارے نہیں عمران صاحب۔ ابھی بچہ ہے۔ آپ بے فکر رہیں اب تیر کی طرح آئے گا"۔۔۔۔ ٹنکو نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور صفدر کھڑا حیرت سے یہ ساری باتیں سن رہا تھا۔ اور ساتھ ساتھ سوچ رہا تھا کہ عمران کی بھی نجانے کہاں کہاں دہشت پھیلی ہوئی ہے۔ حالانکہ وہ زندگی میں پہلی بار ان کو دیکھ رہا تھا۔ جب کہ عمران اور ٹنکو کی باتوں سے یہی ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ صدیوں سے ایک دوسرے سے واقف ہوں۔

چند لمحوں بعد سیڑھیوں سے ایک لحیم شحیم آدمی اچھلتا ہوا نیچے اترتا نظر آیا۔ اس کا جسم ٹنکو سے بالکل مختلف تھا۔ بے حد پھیلا ہوا۔ لیکن جسم میں ٹھوس پن نمایاں تھا البتہ شکل ٹنکو سے ملتی جلتی تھی۔۔۔۔ اور صفدر یہ سوچ کر ہی دل میں ہنس پڑا۔ کہ یہ اسے بچہ کہے جا رہا تھا۔ اس کے جسم میں سرخ رنگ کی ہاف آستینوں والی بنیان تھی۔ جس پر ایک عورت کی بڑی سی نیم عریاں تصویر بنی ہوئی تھی۔۔۔۔ اس کے چہرے پر البتہ قدرے جھنجلاہٹ اور ناگواری کے آثار واضح طور پر نظر آ رہے تھے۔ عمران کی نظریں بھی اس پر جمی ہوئی تھیں اور چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

"ہاں۔۔۔۔ کیا بات ہے عمران صاحب۔ کیسے تکلیف کی"

آنے والے نے لٹھ مارنے والے انداز میں عمران کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ یوں چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل فرش پر گرا جیسے وہ واقعی بچہ ہو اور کسی بڑے نے اُسے تھپیڑ مار دیا ہو۔ عمران کا ہاتھ اس کا فقرہ ختم ہونے سے پہلے ہی گھوم گیا تھا۔ تھپیڑ کی زوردار آواز اور مٹکو کے گرنے کے دھماکے نے پورے ہال کو چونکا دیا۔

اور ہر شخص حیرت سے گردنیں موڑ کر ادھر دیکھنے لگا۔ ٹنکو اسی طرح بے حس و حرکت اپنے سٹول پر بیٹھا رہا۔ اس کے چہرے پر لاتعلقی تھی جیسے اس کا اس سارے واقعے سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔

گرنے والا تیزی سے اٹھا۔ اس کی آنکھوں میں غصے کے چراغ سے جل اٹھے تھے۔ لیکن اس نے دانت بھینچ رکھے تھے۔

" ایک ہی کافی رہے گا یا مزید پریکٹس کی ضرورت ہے ابھی " عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

" مٹکو۔ میں نے تمہیں کتنی بار سمجھایا ہے کہ عمران صاحب ہمارے محسن ہیں۔ اور یہ کبھی بلا وجہ کسی کو کچھ نہیں کہتے پھر بھی تمہیں سمجھ نہیں آتی " اس بار ٹنکو نے کاٹ کھانے والے لہجے میں اپنے بھائی سے کہا۔

" ٹھیک ہے ___ فرمائیے عمران صاحب " ___ مٹکو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اس نے ایک ہاتھ اپنے اس گال پر رکھا ہوا تھا جس پر عمران کا تھپڑ پڑا تھا۔ اس کے لہجے سے بے بسی نمایاں تھی۔

" لوسین نے کتنے آدمی ہمسایہ ملک بھیجنے کا آرڈر دیا ہے تمہیں " عمران نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

" لوسین نے ___ کیا مطلب ___ مجھے تو معلوم نہیں ہے " مٹکو نے واضح طور پر چونکتے ہوئے جواب دیا۔

" دیکھو مٹکو۔ تم اپنے آپ کو بڑا غنڈہ اور بدمعاش سمجھتے ہو لیکن تمہارا بڑا بھائی ٹنکو جانتا ہے کہ میری نظروں کے سامنے تمہاری کیا حیثیت ہے اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ صحیح صحیح جواب دے دو۔ اور یہ بھی سن لو کہ میں صرف ٹنکو کی وجہ سے سیدھے طریقے سے سوال جواب

کر رہا ہوں۔ ٹنکو مجھ سے ہمیشہ تعاون کرتا ہے۔ اس لئے میں اس کا لحاظ کرتا ہوں۔ ورنہ شاید میرے سوال کا انداز کچھ اور ہوتا " ___ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

" مٹکو۔ عمران صاحب جو کچھ پوچھ رہے ہیں اس کا درست جواب دے دو۔ ورنہ گھاٹے میں رہو گے " ___ ٹنکو نے بھائی کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ وہ شاید ضرورت سے زیادہ ہی عمران سے مرعوب تھا۔

" میں لوسین کو جانتا ضرور ہوں۔ لیکن اس نے مجھے کوئی کام نہیں دیا " ___ مٹکو نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" مجھے لوسین نے خود بتایا ہے کہ اس نے مٹکاف کے ذریعے آدمی بھیجے ہیں۔ آخری بار کہہ رہا ہوں کہ سوچ کر صحیح جواب دینا " ___ عمران کے لہجے میں غراہٹ نمایاں تھی

" وہ جو مرضی میں آئے کہتا رہے۔ میں جو کہہ رہا ہوں درست کہہ رہا ہوں " ___ مٹکو اپنے جواب پر اڑا ہوا تھا۔

" ٹھیک ہے۔ تمہارے دماغ پر وہ لڑکی چڑھی ہوئی ہے۔ جاؤ واپس۔ لیکن اب یہ یقین کر لینا کہ تمہاری سب لانچیں سمندر میں تنکوں کی طرح بکھر جائیں گی ___ اوکے ٹنکو۔ گڈ بائی " ___ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور واپس بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ صفدر بھی خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑا۔

چند لمحوں بعد ان کی کار تیزی سے ساحل سمندر کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ پہلے تو صفدر یہی سمجھا کہ عمران گھاٹ کی طرف جا رہا ہے۔ لیکن پھر جب عمران کی کار گھاٹ کی سائیڈ سے ہو کر ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ اس

راستے پر مڑ گئی جو کافی دور مچھیروں کی بستی کی طرف جاتا تھا تو وہ سمجھ گیا کہ عمران کا رخ اب مچھیروں کی بستی کی طرف ہے۔

" سائیلنسر واقعی ولایتی لگتا ہے " ——— عمران نے اچانک صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" سائیلنسر ——— کون سا سائیلنسر " ——— صفدر نے بے اختیار چونک کر کہا۔

" وہی جو تمہارے منہ میں فٹ ہے۔ کہاں سے خرید لیا ہے۔ کون سی کمپنی کا ہے " ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر ایک طویل سانس لے کر ہنس پڑا۔

" تو آپ کی سنجیدگی ختم ہو گئی ہے۔ ویسے عمران صاحب جب آپ ذبح کرتے ہیں تو جی یہی چاہتا ہے کہ آپ سنجیدہ رہیں تو کتنا اچھا ہو۔ لیکن جب آپ سنجیدہ ہو جائیں تو بڑی بے چینی سی محسوس ہوتی ہے " صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

" یعنی میری سنجیدگی تمہارے اعصاب پر اثر انداز ہوتی ہے " عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" بالکل ہوتی ہے۔ اب آپ خود دیکھئے۔ آپ کی اب تک کی سنجیدگی نے میرے اعصاب کو سخت بے چین کر رکھا ہے " ——— صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور عمران ہنس پڑا۔

" یہ بے چینی میری سنجیدگی کی وجہ سے نہیں بلکہ میری سنجیدگی کا پس منظر جاننے کے لئے ہے۔ ویسے میں نے دیکھ لیا تھا کہ اگر میں کچھ دیر اور سنجیدہ رہتا تو ہم یقیناً چلو بھر سمندر میں ڈوبنے کا پروگرام بنانا شروع کر

دیتے۔ اور میں کم از کم چلو بھر سمندر کے پانی کو ناپاک نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے مجبوراً سنجیدگی کو کار کی ڈگی میں رکھ دیا " ——— عمران نے کہا اور صفدر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

" ویسے آپ کی بات درست ہے۔ کم از کم اس خلاف معمول سنجیدگی کی وجہ تو بتا دیں۔ واقعی مجھے اسی لئے شدید بے چینی محسوس ہو رہی ہے " صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" تمہیں معلوم ہے کہ جوزف اور جوانا دونوں کے سینوں میں تین تین گولیاں ماری گئی ہیں اور جولیا نے جوزف کا آپریشن کیا ہے۔ اور میں نے جوانا کا ——— بس یوں سمجھو کہ دونوں قبر میں جا کر واپس نکلے ہیں " عمران نے کہا۔

" کیا جوزف اور جوانا کو گولیاں ماری گئی ہیں۔ لیکن کس نے ماری ہیں اور کیوں " ——— صفدر نے حیرت سے منہ پھاڑتے ہوئے پوچھا۔ اور جواب میں عمران نے اسے رچرڈ اور لوسیا کے بارے میں واقعات بتا دیئے۔

" اوہ ——— اس کا مطلب ہے کہ واقعی کرکٹ ٹیم کے خلاف سازش ہو رہی ہے۔ تو کیا آپ اس رچرڈ اور لوسیا کو ڈھونڈتے پھر رہے ہیں " ——— صفدر نے پوچھا۔

" ہاں ——— تمہارے ایکسٹو کے ٹرانسمیٹر چیکنگ شعبے نے ایک کال کیچ کی ہے۔ جس میں نہ صرف رچرڈ کا نام بھی آیا ہے بلکہ مشن کرکٹ ٹیم کا حوالہ بھی تھا۔ ایکسٹو نے وہ ٹیپ مجھے بھجوا دی۔ اس سے ساری تفصیلات سامنے آئی ہیں ——— رچرڈ اور لوسیا رانا ہاؤس

سے نکل کر تھرٹین اسکوائر پہنچے اور وہاں سے ریچرڈ نے گریٹ لینڈ میں اپنے چیف باس سے بات کی۔ چیف باس نے اُسے واپس آنے کے لئے کہا۔۔۔ کیونکہ اس کا مشن صرف اتنا ہی تھا کہ ٹیم میں دو کھلاڑی شامل نہ ہوں۔ اور ساتھ ہی لوسین کلب والے لوسین کا حوالہ بھی تھا۔ لوسین کو تم جانتے ہو۔ اس کا تعلق بھی گریٹ لینڈ سے ہے۔ ساتھ ہی چیف باس نے بتایا تھا کہ لوسین انہیں لانچوں کے ذریعے ہمسایہ ملک بھجوائے گا۔۔۔ اور وہاں سے وہ گریٹ لینڈ جائیں گے اور ہمسایہ ملک جانے والی تمام لانچیں اس مٹکو کی ہیں۔ اس لئے میں مٹکو کو ٹٹولنا چاہتا تھا" عمران نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

" لیکن مٹکو تو انکاری ہے۔ آپ نے لوسین کو کیوں نہیں پکڑا۔ اس سے سب کچھ معلوم ہو جاتا"۔۔۔ صفدر نے کہا۔

" کال کا ٹیپ مجھ تک پہنچنے میں کافی دیر ہو چکی ہے۔ کیونکہ میں جوزف اور جوانا کو فوری طبی امداد دے کر ہسپتال لے گیا تھا۔ فوری آپریشن کے باوجود ان کی حالت ابھی خطرے سے باہر نہ تھی۔۔۔ اور ہسپتال میں مجھے اس وقت تک رکنا پڑا جب تک ان کی حالت خطرے سے باہر نہ ہو گئی۔ اس کے بعد میں رانا ہاؤس واپس پہنچا تو مجھے ایکسٹو کی کال ملی اور پھر ٹیپ مجھ تک پہنچی۔۔۔ اس لئے میں نے سوچا کہ اگر میں لوسین کے پیچھے گیا تو ہو سکتا ہے۔ ریچرڈ اور لوسیا اس دوران نکل نہ جائیں"
عمران با قاعدہ پوری وضاحت سے سب کچھ بتا رہا تھا۔

" لیکن باس۔ ایکسٹو بھی تو کال کا پتہ چلتے ہی لوسین کے خلاف حرکت میں آسکتا تھا"۔۔۔ صفدر نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

" تم جانتے ہو کہ وہ اصولوں کے معاملے میں بے حد سخت ہے۔ چونکہ یہ معاملہ ابھی تک غیر سرکاری ہے۔ اس لئے وہ بے حرکت بیٹھا رہا۔ اس کے کل پرزے صرف اُسی وقت حرکت میں آتے ہیں جب سرکاری پٹرول اس میں پڑتا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور صفدر سر ہلاتا ہوا ہنس پڑا۔

اُسی لمحے کار مچھیروں کی بستی کے قریب پہنچ گئی۔ عمران نے کار ایک سائیڈ پہ ذرا ہٹ کر بنی ہوئی بڑی سی جھونپڑی کے سامنے روک دی۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کار سے اترتے جھونپڑی کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان مچھیرا باہر نکل آیا۔

" ارے عمران صاحب آپ"۔۔۔ نوجوان عمران کو کار سے اترتا دیکھ کر اس طرح عمران کی طرف لپکا جیسے کوئی پرانا دوست اچانک کسی دوست کو سامنے دیکھ کر اس کی طرف لپکتا ہے۔

" کیسے ہو شنکر"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" آپ کی دعا ہے عمران صاحب۔ خوب ٹھاٹھ سے گزر رہی ہے۔ آئیے آئیے۔ ماتا جی آپ سے مل کر بے حد خوش ہوں گی۔ یقین کیجئے وہ اب تک ہر روز پرارتھنا کرتے وقت آپ کے لئے سب سے زیادہ دعائیں مانگتی ہیں"۔۔۔ شنکر نے مسرت کی زیادتی سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔
اور صفدر ایک بار پھر حیرت کے سمندر میں غوطہ زن ہو گیا۔ اُسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر عمران یہ سارے چکر کس طرح چلا لیتا ہے۔ پہلے وہ ٹنکو اور مٹکو کا سلسلہ تھا تو اب یہ مچھیرے والا واقعہ اس سے بھی زیادہ منفرد نظر آ رہا تھا۔

"ہاں آؤ۔ میں نے بھی سوچا تمہاری ماتاجی سے کافی عرصے سے ملاقات نہیں ہوئی۔ ان کی خیریت معلوم کر آؤں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر شنکر انہیں اپنے ہمراہ لے کر جھونپڑی میں داخل ہو گیا۔

"ماتاجی ماتاجی ——— عمران صاحب آئے ہیں" ——— شنکر نے بڑی سی جھونپڑی کے اندر داخل ہوتے ہی زور سے کہا اور دوسرے لمحے جھونپڑی کے ایک علیحدہ بنے ہوئے حصے میں سے ایک بوڑھی سی عورت باہر آ گئی۔ اس نے سفید رنگ کی ساڑھی پہنی ہوئی تھی۔

"میرا دیوتا آ گیا ——— میرا دیوتا" ——— بوڑھی عورت نے خوشی کی شدت سے ہکلاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ کر عمران کے پیروں میں جھکنے لگی۔

"ارے ارے۔ یہ آپ کیا کر رہی ہیں۔ میں بھی شنکر کی طرح آپ کا بیٹا ہوں" ——— عمران نے اُسے بازوؤں سے پکڑتے ہوئے کہا۔ اور بوڑھی عورت کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ بہنے لگے۔

"تم دیوتا ہو عمران دیوتا ——— بھگوان ساری عمر تمہارے سر پر اپنی برکتیں نازل کرتا رہے" ——— بوڑھی عورت نے عمران کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"بس آپ دعا دے دیا کریں۔ اور سنائیں آپ کی صحت تو ٹھیک ہے یہ شنکر تنگ تو نہیں کرتا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تنگ ——— یہ تو اب بالکل تیر کی طرح سیدھا ہو گیا ہے۔ میری بڑی خدمت کرتا ہے اور میں تو ہر لمحے بھگوان سے بس تمہارے لئے ہی دعائیں مانگتی رہتی ہوں۔ تم بیٹھو۔ میں تمہارے لئے شربت لے آتی

ہوں" ——— بوڑھی عورت نے کہا۔

"ارے بس ماتاجی۔ شربت رہنے دیجئے۔ آپ کی دعائیں میرے لئے سب سے میٹھا شربت ہیں۔ میں نے شنکر سے کچھ باتیں کرنی ہیں" عمران نے کہا۔

"اچھا جیسے تمہاری مرضی۔ میں جانتی ہوں تم جب انکار کر دیتے ہو تو وہ انکار ہی ہوتا ہے" ——— عورت نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ایک بار پھر دعائیں دیتی ہوئی واپس اُسی علیحدہ حصے کی طرف مڑ گئی۔ اور صفدر یوں سر ہلانے لگا جیسے اب بات اس کی سمجھ میں آ گئی ہو۔ کہ آخر عمران انتہائی خطرناک ترین حالات میں بھی کیسے بخیریت بچ نکلتا ہے۔ اب اُسے احساس ہو رہا تھا کہ نجانے ایسی کتنی عورتیں اس کے لئے دن رات دعائیں مانگتی رہتی ہوں گی ——— ظاہر ہے عمران نے ان پر کوئی بہت بڑا احسان کیا ہو گا۔ تبھی یہ ماں بیٹے اس پر فدا ہو رہے تھے۔ اور صفدر اچھی طرح جانتا تھا کہ عمران ایسے ستم رسیدہ لوگوں کی بے غرض امداد سے کبھی نہیں چوکتا ——— وہ فیاضی سے کمائی ہوئی تمام دولت اسی طرح غریبوں میں تقسیم کر دیا کرتا تھا کہ بعض اوقات انہیں یہ بھی معلوم نہ ہوتا تھا کہ ان کے دلدر دور کرنے والا ہے کون۔

"آئیے عمران صاحب ادھر بیٹھتے ہیں" ——— شنکر نے کہا۔ اور پھر وہ عمران اور صفدر کو لے کر جھونپڑی کے پچھلے حصے کی طرف بڑھ گیا۔ یہاں ایک اور پورشن تھا۔ جسے باقاعدہ ڈرائنگ روم کی صورت دی گئی تھی۔ وہاں ایک خوب صورت اور قیمتی صوفہ اور میز موجود تھی۔ وہ تینوں صوفے پر بیٹھ گئے۔

"تمہارا کاروبار کیسا جا رہا ہے۔ کوئی مسئلہ تو نہیں ؟" ___ عمران نے بیٹھتے ہی شنکر سے پوچھا۔

"ارے نہیں عمران صاحب۔ آپ کی دلائی ہوئی ایک لانچ سے اب میں پانچ لانچوں کا مالک بن چکا ہوں۔ لیکن عمران صاحب مجھے آپ کا بتایا ہوا سبق اچھی طرح یاد ہے کہ غیر قانونی کام نہیں کرنا ___ یقین کیجئے مجھے بڑی بڑی آفرز ہوئی ہیں لیکن میں کبھی لالچ میں نہیں آیا" ___ شنکر نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"ویری گڈ ___ اچھا یہ بتاؤ کہ مشکاف کے پاس کتنی لانچیں ہیں" عمران نے کہا۔

"مشکاف کے پاس ___ اس کے پاس بیس لانچیں ہیں۔ وہ تو یہاں کا دادا نمبر ایک ہے" ___ شنکر نے جواب دیا۔

"سنو شنکر۔ کیا تم یہ معلوم کر سکتے ہو کہ گزشتہ چوبیس گھنٹوں کے دوران مشکاف نے کچھ غیر ملکیوں کو غیر قانونی طور پر ہمسایہ ملک تو سمگل نہیں کیا۔ ان میں ایک عورت بھی شامل ہے" ___ عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"اوہ ___ معلوم کیا کرنا۔ میرے خیال میں دس غیر ملکی اس وقت بھی اس کے خفیہ اڈے میں موجود ہیں۔ میں ابھی اپنے ایک دوست سے مل کر آ رہا تھا کہ میں نے انہیں کار میں سے اتر کر اس کے خفیہ اڈے میں داخل ہوتے دیکھا ہے ___ ان میں ایک غیر ملکی نوجوان عورت بھی شامل ہے" شنکر نے جلدی سے جواب دیا۔

"کیا حلیہ تھا اس عورت کا" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

اور شنکر نے جلدی سے حلیہ بتانا شروع کر دیا اور عمران کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ کیونکہ حلیہ سو فیصد لوسیا کا تھا۔

"گڈ ___ یہی میرے مطلوبہ آدمی ہیں۔ یہاں مشکاف کا نمائندہ کون ہے" عمران نے پوچھا۔

"راکم ہے۔ چھٹا ہوا بدمعاش ہے۔ ویسے بھی یہاں اس کے کافی مسلح محافظ موجود ہیں۔ تقریباً بیس افراد ہوں گے۔ انتہائی خطرناک لوگ ہیں" شنکر نے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر اب خوف کے آثار ابھر آئے تھے۔

"اس وقت تو دن ہے۔ کیا راکم دن کے وقت ان غیر ملکیوں کو سمگل کرے گا یا رات کا انتظار کرے گا" ___ عمران نے پوچھا۔

"عمران صاحب۔ یہاں سے کافی دور سمندر میں ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ جو مشکاف کا خفیہ اڈہ ہے۔ اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ سمگل کرنے والے آدمیوں کو پہلے وہاں پہنچا دیتے ہیں ___ اور پھر رات کو وہیں سے آگے لے جاتے ہیں" ___ شنکر نے جواب دیا۔

"او۔ کے ___ تم ایسا کرو کہ ہمیں اس جزیرے تک پہنچا دو" عمران نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"مم ___ مم ___ مگر عمران صاحب۔ وہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔ انہیں معلوم ہو گیا۔ تو وہ نہ صرف میری لانچیں تباہ کر دیں گے بلکہ ان سے یہ بھی بعید نہیں کہ وہ مجھے اور میری ماتاجی کو بھی گولی مار کر ہلاک کر دیں" شنکر نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم رہنے دو۔ صرف اس جزیرے کا محل وقوع بتا دو"

عمران نے کہا۔
اور شنکر نے جلدی جلدی اس جزیرے کا محل وقوع بتانا شروع کر دیا
" وہاں کتنے آدمی ہوتے ہیں۔ تم کبھی گئے ہو وہاں "۔۔۔۔ عمران نے
سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔
" ہاں عمران صاحب۔ ایک بار گیا ہوں۔ دراصل میری لانچیں زبردستی پکڑ کر
لے گیا تھا۔ میں انہیں لینے وہاں گیا۔ اور پھر بڑی منت سماجت کے
بعد میں انہیں واپس حاصل کرنے میں کامیاب ہوا تھا"۔۔۔۔ شنکر نے
سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔
" ٹھیک ہے۔ وہاں کی تفصیلات بتاؤ "۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور
شنکر نے تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔
" مٹکاف کی ساری لانچیں وہیں جزیرے پہ ہوتی ہیں "۔۔۔۔ عمران
نے پوچھا۔
" جی ہاں۔ اس کی لانچیں جو کام پہ نہیں ہوتیں وہیں ہوتی ہیں "
شنکر نے جواب دیا
" او۔کے شنکر۔ ہم اب چلتے ہیں۔ تم سب کچھ بھول جاؤ "۔۔۔۔ عمران
نے کہا اور پھر شنکر سے ہاتھ ملا کر واپس چل پڑا۔
" صاحب۔۔۔ صاحب میں شرمندہ ہوں کہ میں نے انکار کیا ہے "
شنکر نے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے انتہائی معذرت بھرے لہجے میں کہا
" کوئی بات نہیں۔ تمہاری بات درست تھی مجھے یہاں تمہاری پوزیشن
کا خیال نہ رہا تھا۔ ویسے بے فکر رہو۔ جلد ہی تم خوشخبری سن لو گے۔ اپنی
ماما جی کو میرا سلام کہنا "۔۔۔۔ عمران نے جھونپڑی سے باہر آتے ہوئے

شنکر سے باقاعدہ مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ اور شنکر سلام کر کے واپس مڑ گیا۔
عمران کی کار اب دوبارہ گھاٹ کی طرف جا رہی تھی۔
" نجانے آپ نے کہاں کہاں دعائیں مانگنے والی بٹھا رکھی ہیں "
صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔
" ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ شنکر پہلے غنڈہ گردی کرتا تھا۔ ایک غنڈے
نے اسے ایک بار بری طرح پیٹ کر سڑک پہ پھینک دیا۔ اس کی حالت
بے حد خراب تھی۔۔۔ اس کی بوڑھی ماں اس سے لپٹ لپٹ کر رو رہی تھی اور
غنڈے اس کا مذاق اڑا رہے تھے۔ اچانک میرا وہاں سے گزر ہوا تو
پھر میں نے ان غنڈوں کو تھوڑا سا سبق دیا۔ شنکر کا علاج کر دیا۔ اس کے
بعد میں نے اسے ایک لانچ لے دی تاکہ یہ کام کر سکے۔ بس اتنی سی بات
ہے "۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
اور صفدر اس کی اتنی سی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔ اسے معلوم
تھا کہ جسے عمران اتنی سی بات کہہ رہا ہے وہ کتنی بڑی بات ہے۔
" تو اب آپ نے اس جزیرے پہ چھاپہ مارنا ہے "۔۔۔۔ صفدر نے
اصل موضوع پہ آتے ہوئے کہا۔
" میں مٹکاف کو اس کے جھوٹ کی پوری پوری سزا دینا چاہتا ہوں۔ اور
ساتھ ہی ریچرڈ اور لوسیا کو بھی بتانا چاہتا ہوں کہ جوزف اور جوانا کے
سینے میں گولیاں اتارنے کا نتیجہ کیا نکلتا ہے "۔۔۔۔ عمران نے بڑے
سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور صفدر سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔

"او۔ کے اعظم تمہاری آنکھوں سے معلوم ہو رہا ہے کہ تمہیں نیند آرہی ہے۔ ٹھیک ہے تم سو جاؤ صبح نیٹ پریکٹس کے لئے بھی جانا ہے"۔۔۔ فرحان نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں فرحان صاحب۔ میں کچھ تھک سا گیا ہوں"۔۔۔ اعظم نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور فرحان سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

فرحان پاکیشیا قومی کرکٹ ٹیم کا کپتان تھا۔ اور اعظم ایک ابھرتا ہوا نیا فاسٹ باؤلر۔ اعظم کی دریافت فرحان کے ہی سر تھی۔ فرحان نے ایک بار ایک عام سے میچ میں اسے باؤلنگ کرتے دیکھا تھا۔ فرحان اس میچ میں بطور مہمان خصوصی شامل ہوا تھا۔۔۔ اور پھر میچ کے اختتام پر فرحان نے اسے خاص طور پر بلایا اور اس کے باؤلنگ کے انداز کی تعریف کرتے ہوئے اسے قومی ٹیم کے کیمپ میں شامل ہونے کے لئے کہا۔ اور اعظم جس کے شاید تصور میں بھی نہ تھا کہ وہ اس طرح قومی کرکٹ ٹیم کے کیمپ

میں بھی شامل ہو سکتا ہے۔ فرحان کی یہ بات سن کر حیران رہ گیا۔ اور پھر فرحان نے نہ صرف اسے قومی کرکٹ ٹیم کے کیمپ میں شامل کیا بلکہ اس نے اعظم کو باقاعدہ فاسٹ باؤلنگ کی ٹریننگ بھی دی۔۔۔ کیونکہ فرحان خود دنیا کا معروف ترین فاسٹ باؤلر تھا۔ اور پھر یہ فرحان ہی تھا جس کی سفارش پر اسے باقاعدہ قومی کرکٹ ٹیم میں شامل کر لیا گیا تھا۔ اس نے بطور ٹیسٹ کھلاڑی کئی میچ کھیلے تھے۔۔۔ اور فرحان کی سرپرستی اور اس کی ہدایات پر عمل کرنے کی وجہ سے اس کی کارکردگی دن بدن نکھرتی جا رہی تھی۔ لیکن بہرحال اتنا وہ جانتا تھا کہ ابھی فرحان کی سطح پر پہنچنے کے لئے اسے کافی وقت چاہیئے۔ اس لئے وہ فرحان کا اس طرح ادب کرتا تھا جیسے شاگرد کسی استاد کا کرتا ہے۔۔۔ اور فرحان بھی اس پر مخصوص توجہ دیتا تھا۔ حالانکہ عام طور پر فرحان کے متعلق یہی سمجھا جاتا تھا کہ وہ انتہائی مغرور۔ اکھڑ اور ضدی آدمی ہے۔ لیکن اعظم جانتا تھا کہ اصل میں ایسا نہیں ہے۔۔۔ بس یہ اور بات ہے کہ فرحان اصولوں کا پابند اور کم گو آدمی تھا۔ وہ اصولوں کے مقابلے میں کسی بڑی سے بڑی شخصیت کی بھی پرواہ نہ کرتا تھا۔ اور اعظم کے ساتھ تو اس کے خصوصی تعلقات تھے۔ اب بھی استقبالیہ ختم ہونے کے بعد وہ اعظم کے کمرے میں ہی آگیا تھا۔۔۔ اور پھر آئندہ ہونے والے میچ کے بارے میں ان کے درمیان بات چیت ہوتی رہی۔ اعظم چونکہ پہلی بار گریٹ لینڈ آیا تھا اس لئے فرحان اسے یہاں کے موسم، تماشائیوں کی نفسیات، کھلاڑیوں کے انداز اور یہاں کی پچز کے بارے میں تفصیلات بتاتا رہا تھا۔

فرحان کے جانے کے بعد اعظم اٹھا اور اس نے کمرے کا دروازہ بند کیا۔ اور پھر باتھ روم میں داخل ہو گیا۔ اس کی بچپن سے ہی عادت تھی کہ وہ سونے سے پہلے غسل ضرور کرتا تھا۔۔۔ چاہے موسم کتنا ہی سرد ہوتا۔ وہ

غسل کئے بغیر سو ہی نہ سکتا تھا۔ باتھ روم میں گرم پانی مہیا کیا گیا تھا کیونکہ گریٹ لینڈ کا موسم خاصا سرد تھا۔ اعظم خاصی دیر تک نہانے کا لطف لیتا رہا۔ پھر نائٹ سوٹ پہن کر وہ باتھ روم سے نکلا اور بیڈ کی طرف بڑھ گیا —— اس نے بڑی بتیاں بجھائیں اور بیڈ لائٹ جلا کر وہ نرم و گداز بستر پر دراز ہو گیا۔ اس کے ذہن میں ہونے والے میچ کے مختلف مناظر گھوم رہے تھے۔ اور وہ دیکھ رہا تھا کہ وہ کس طرح وکٹوں پر وکٹیں لے رہا ہے —— اور تماشائی کس طرح اس کے کھیل کی داد دے رہے ہیں یہی سوچتا سوچتا وہ نیند کی وادی میں اتر گیا۔

لیکن ابھی اُسے سوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اچانک اس کی آنکھ کھل گئی۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم پر چیونٹیاں سی رینگ رہی ہوں —— اور یہ سرسراہٹ آہستہ آہستہ بڑھتی جا رہی تھی۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر لائٹ کا بٹن آن کر دیا۔ اُسی لمحے سرسراہٹ خود بخود غائب ہو گئی۔ جیسے اس کا سرے سے وجود ہی نہ رہا ہو۔ اعظم نے اپنے کپڑے اتارے انہیں چیک کیا۔ بستر کو چیک کیا لیکن وہاں چیونٹی یا کسی بھی کیڑے کا کوئی وجود تک نہ تھا —— اعظم کو اپنے آپ پر ہنسی آ گئی۔ اس نے یہی سمجھا کہ نئی جگہ پر آنے کی وجہ سے اس کے اعصاب متاثر ہو رہے ہیں۔ اس نے دوبارہ لباس پہنا اور پھر لائٹ بند کر کے سو گیا۔ پھر اُس نے جیسے ہی آنکھیں بند کیں —— دوسرے لمحے وہ یکلخت چیخ مار کر اپنی جگہ سے اچھلا اور بستر سے نیچے اتر آیا۔ اُسے واقعی احساس ہوا تھا جیسے کوئی سانپ اس کی پنڈلی پر کھسک رہا ہو۔ بالکل صحیح احساس تھا۔ اس کا جسم پسینے سے تربتر ہو رہا تھا —— اس نے جلدی سے اپنے کپڑے جھاڑے

اور پھر ڈرتے ڈرتے اس نے بستر کو چاروں طرف سے گھوم کر دیکھا۔ لیکن سب کچھ درست تھا۔ سانپ تو ایک طرف کوئی چھوٹا سا کیڑا بھی موجود نہ تھا۔

"یہ آخر آج مجھے کیا ہو رہا ہے" —— اعظم نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اور ایک بار پھر بستر پر لیٹ گیا۔ لیکن اس بار اس نے مین لائٹ بند نہ کی۔ اور آنکھیں بند کر لیں۔ کافی دیر تک اس کے اعصاب تنے رہے جیسے وہ دوبارہ کسی انہونے واقعہ کا منتظر ہو —— لیکن پھر جب کافی دیر تک کچھ نہ ہوا تو اس کے تنے ہوئے اعصاب ڈھیلے پڑتے گئے اور وہ ایک بار پھر نیند کی وادی میں اترنے لگا۔ لیکن پھر اس کے حلق سے اچانک ایک زوردار چیخ نکلی اور وہ اس طرح اچھلا کہ سیدھا نیچے قالین پر آ گرا —— اس کا ہاتھ گردن پر جما ہوا تھا۔ اس نے اس طرح ہاتھ سمیٹا ہوا تھا۔ جیسے کسی چیز کو پکڑنے کی کوشش کر رہا ہو۔ اس کا چہرہ خوف سے بگڑ گیا تھا۔ اور دل اتنے زور سے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی سینہ توڑ کر باہر آ جائے گا —— پورے جسم میں خون کی اچھلتی ہوئی لہریں اُسے واضح طور پر محسوس ہو رہی تھیں۔

لیکن گردن پر کچھ ہوتا تو وہ اُسے پکڑتا۔ حالانکہ اُسے بالکل واضح طور پر یہی محسوس ہوا تھا جیسے کسی نے اس کی گردن میں باریک سے دانت اتار دیئے ہوں —— وہ اٹھ کر ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی ٹانگیں ابھی تک کانپ رہی تھیں۔ اس نے آئینے میں گردن کی وہ جگہ دیکھی۔ جہاں اُسے کسی چیز کے دانت اترتے محسوس ہوئے تھے لیکن وہاں کسی چیز کا معمولی سا بھی نشان تک نہ تھا —— حتیٰ کہ سرخی تک نہ تھی۔ وہ حصہ بالکل گردن کے دوسرے حصے کی طرح تھا۔ اعظم کافی دیر تک گردن کو آئینے میں دیکھتا رہا پھر ایک طویل سانس لے کر مڑا اور ایک طرف بنی

ہوئی الماری کھول کر اس نے اس میں رکھی ہوئی پانی کی سربمہر بوتلوں میں سے
ایک بوتل نکالی۔ اس کی سیل چیک کرنے کے بعد اُسے کھولا اور بوتل سے
منہ لگا کر غٹاغٹ پانی پیتا گیا ـــــ یہ اس کے اپنے ملک کا پانی تھا۔ جسے باقاعدہ
کیمیائی تجزیہ کرنے کے بعد بوتلوں میں بھرا گیا تھا۔ اور منیجر اسرار احمد نے
انہیں سختی سے ہدایات کی تھیں کہ وہ پانی پینے سے پہلے اس کی سیل کو
اچھی طرح چیک کر لیں ـــــ یہ سارا انتظام اس لئے کیا گیا تھا تاکہ پانی بدلنے
کی وجہ سے ان کی طبیعت پر اثر نہ پڑے۔ ورنہ ہو سکتا ہے وہ کسی بیماری کا
شکار ہو جائیں اور پھر کھیل میں فرق پڑ جائے۔ اسی طرح وہ سوائے مقررہ وقت
کے کھانا بھی نہ کھا سکتے تھے ـــــ کیونکہ ان کے لئے اسرار احمد صاحب
کی نگرانی میں خصوصی طور پر کھانا پکتا تھا۔ انہی مصالحوں کے ساتھ جن کے وہ
پاکیشیا میں کھانے کے عادی تھے۔ باورچی بھی ٹیم کے ساتھ آتے تھے۔
اور پھر کھانا پکنے کے بعد اس کا باقاعدہ کیمیائی تجزیہ کیا جاتا ـــــ اور پھر
تمام کھلاڑی ایک جگہ اکٹھے ہو کر کھانا کھاتے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہیں
سختی سے ہدایت تھی کہ وہ کھانے کے علاوہ اور کوئی چیز نہ ویٹر سے منگوائیں
اور نہ استعمال کریں ـــــ پانی کی بوتلیں انہیں مہیا کر دی گئی تھیں۔ اور یہ خاصی
تعداد میں تھیں۔ یہ سب انہیں چاق و چوبند اور صحیح رکھنے کے لئے ضروری
انتظامات تھے جو ہر ٹیم کا منیجر ٹیم کو بیرونی دوروں پر لے جاتے ہوئے
کرتا تھا تاکہ کھلاڑیوں کی صحت میچز کے دوران درست رہے۔

پانی پینے کے بعد اعظم کی حالت کافی سنبھل گئی۔ اس نے خالی بوتل
واپس الماری کے نچلے خانے میں رکھی اور پھر بستر پر لیٹنے کی بجائے وہ
آرام کرسی پر بیٹھ گیا ـــــ ایک بار اس کا دل چاہا کہ فون کا رسیور اٹھا کر منیجر

یا کپتان سے اس معاملے میں بات کرے۔ لیکن پھر یہ سوچ کر رک گیا کہ وہ
انہیں بتلائے گا کیا۔ ظاہر ہے نہ ہی وہاں کوئی کیڑا تھا اور نہ سانپ۔ نہ
ہی کوئی نشان جسم پر تھا ـــــ اس طرح وہ سب کو اپنے پر ہنسنے کا موقع مہیا
کرے گا۔ اور ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ اُسے کمزور اعصاب کا مالک سمجھیں۔
اور اعظم جانتا تھا کہ کمزور اعصاب فاسٹ باؤلر کی سب سے بڑی خامی
سمجھا جاتا ہے ـــــ اس طرح اس کا کیریئر بھی خطرے میں پڑ سکتا تھا۔ اس
لئے وہ خاموش بیٹھا رہا۔ البتہ اس کا ذہن شدید آندھیوں کی زد میں تھا۔ اُسے
اس سارے چکر کی سمجھ نہ آ رہی تھی۔ آج سے پہلے کبھی اس کے ساتھ ایسا نہ
ہوا تھا ـــــ وہ کافی دیر بیٹھا سوچتا رہا۔ آخر اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ سب اس کا
وہم ہے۔ اور اُسے اپنی کمزوری آشکار نہیں کرنی چاہیے۔ چنانچہ وہ اٹھا
اور بستر پر دوبارہ دراز ہو گیا۔ اس بار اس کے اعصاب پہلے سے بہت
زیادہ تنے ہوئے تھے ـــــ لیکن جب کافی دیر تک کچھ نہ ہوا تو اس نے
آنکھیں بند کر کے سونے کی کوشش کی اور پھر واقعی اُسے نیند آ گئی۔

لیکن ایک بار پھر اس کی آنکھیں جھٹکے سے کھل گئیں۔ اُسے اپنے کانوں
میں ایک عجیب سی آواز گونجتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی جیسے کوئی اس کے کان
میں سرگوشیاں کر رہا ہو لیکن الفاظ واضح نہ تھے ـــــ وہ کافی دیر تک
آنکھیں کھولے خاموش پڑا رہا۔ آنکھیں کھلتے ہی سرگوشیاں بند ہو گئیں تھیں۔
اس نے ایک بار پھر کروٹ بدل کر آنکھیں بند کر لیں۔ لیکن ابھی وہ پوری طرح
سویا نہ تھا کہ اچانک اسے ایسے محسوس ہوا جیسے کمرے کی چھت یک لخت
ایک خوفناک دھماکے سے اس کے جسم پر آ گری ہو ـــــ اور اس کے
ساتھ ہی وہ بُری طرح چیخنے لگا۔ اُسے اپنے جسم پر ایسا بوجھ محسوس ہو رہا تھا جیسے

ٹنوں وزن آپڑا ہو۔ اور وہ اس بھاری وزن کے نیچے پس رہا ہو۔ اس کے ذہن پر تاریکی کا دبیز پردہ سا پڑ گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ اور پھر نجانے کس وقت اس کی آنکھ کھل گئی اور وہ لاشعوری طور پر ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا ____ چند لمحے تو وہ آنکھیں پھاڑے ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ جیسے اُسے سمجھ نہ آرہی ہو کہ وہ کہاں موجود ہے۔ پھر آہستہ آہستہ چھت ٹوٹنے اور اس کا جسم چھت کے ملبے میں دبنے کا پورا منظر اس کے ذہن پر ابھرا۔ اور وہ بے اختیار چیختا ہوا اچھل کر بستر سے نیچے اتر آیا ____ اس نے تیزی سے سر اٹھا کر اوپر چھت کی طرف دیکھا۔ لیکن چھت بالکل ٹھیک ٹھاک اپنی جگہ پر موجود تھی۔ کہیں بجری یا ریت کا ایک ذرہ تک موجود نہ تھا۔ ہر چیز بالکل اوکے تھی۔

"یا خدا یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ کیا ہو رہا ہے" ____ اعظم نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے سر پکڑتے ہوئے کرسی پر گرتے ہوئے کہا۔ اس کے اعصاب شل ہو رہے تھے۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم میں جان ہی باقی نہ رہی ہو۔ اس کا سانس انتہائی تیز تیز چل رہا تھا اور جسم پسینے سے شرابور ہو رہا تھا ____ پورے جسم میں کھچاؤ سا تھا۔ اور ذہن بھاری بھاری سا محسوس ہو رہا تھا۔

وہ کافی دیر تک اسی طرح سر پکڑے بیٹھا رہا۔ پھر وہ اٹھا اور ٹیلی فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ چونک پڑا ____ کیونکہ اُسے یک لخت خیال آگیا تھا کہ وہ کیا کرنے جا رہا ہے۔ اگر اس کی اعصابی کمزوری کا حال منیجر یا کپتان کو معلوم ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ وہ اس کا نام ہی ٹیم سے کاٹ دیں۔ اس نے جلدی سے رسیور واپس کریڈل

پر رکھا۔ اور ایک بار پھر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اب اُسے سونے سے ہی خوف محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے پانی کی ایک اور بوتل پی۔ اور پھر وہ ساری رات جاگتا رہا۔

صبح جب انہیں ناشتے کے لئے بلایا گیا تو اس کا سر بھاری ہو رہا تھا۔ اور وہ چاق و چوبند ہونے کی بجائے بالکل ڈھیلا پڑ گیا تھا۔

"اعظم۔ کیا بات ہے۔ تمہاری یہ حالت کیوں ہے" ____ منیجر اور کپتان فرحان نے اُسے دیکھتے ہی پوچھا۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں سر۔ بالکل ٹھیک ہوں" ____ اعظم نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ تمہاری طبیعت خراب لگ رہی ہے۔ یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے تم ساری رات جاگتے رہے ہو" ____ منیجر اسرار احمد نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ایسی بات نہیں جناب البتہ نیند قدرے کم آئی ہے۔ کیونکہ نئی جگہ تھی اور پہلی رات تھی" ____ اعظم نے بات بنانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہو جاتا ہے جناب۔ مجھے بھی رات کو عجیب سا احساس ہوتا رہا ہے۔ جیسے میرے کانوں میں تیز ہوا کے جھکڑ چل رہے ہوں" ____ ایک اور کھلاڑی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جناب ہمیں بھی کچھ اس قسم کے ملتے جلتے احساسات سے واسطہ پڑا ہے" ____ باقی کھلاڑیوں نے بھی کہا۔ اور اسرار احمد نے سر ہلا دیا۔ وہ قدرے مطمئن نظر آ رہے تھے۔

ناشتے کے بعد وہ سب تیار ہو کر نیٹ پریکٹس کے لئے گراؤنڈ میں پہنچ

گئے۔ وہاں اعظم نے باؤلنگ شروع کی۔ تو اُسے جلد ہی احساس ہو گیا۔ کہ اس کے اعصاب اس کا ساتھ نہیں دے رہے۔ لیکن ظاہر ہے وہ اپنی کمزوری ظاہر نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے طبیعت پہ جبر کر کے پریکٹس میں لگا رہا۔

لیکن فرحان جو اُسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اُسے ایک طرف لے گیا۔

"سنو اعظم۔ تمہاری حالت واقعی خراب ہے۔ تمہاری باؤلنگ ایسی ہے جیسے جسم تمہارا ساتھ نہیں دے رہا۔ حالانکہ بظاہر تم بالکل ٹھیک ٹھاک اور صحت مند ہو۔ مجھے بتاؤ کیا بات ہے۔ کھل کر بتا دو"۔۔۔ فرحان نے گھاس پہ بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں فرحان صاحب۔ بس ذرا طبیعت ڈھیلی سی ہے میرے خیال میں موسم کی تبدیلی کا اثر ہے"۔۔۔ اعظم نے جواب دیا۔ وہ جانتا تھا۔ کہ فرحان اصولوں کے معاملے میں قطعاً بے لچک واقع ہوا ہے۔

"نہیں۔ موسم کی تبدیلی کا اثر اس طرح اچانک نہیں ہوتا۔ کہ سارے اعصاب ہی مفلوج ہو جائیں۔ میرا تجربہ بتا رہا ہے کہ کوئی اور بات ہے۔ رات کو کیا ہوتا رہا ہے"۔۔۔ فرحان نے کہا۔

"رات کو۔۔۔ کچھ بھی نہیں"۔۔۔ اعظم نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"دیکھو اعظم۔ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ مجھے جھوٹ سے شدید نفرت ہے۔ اور یہ بھی سن لو کہ اگر میں چاہوں تو اب بھی تمہیں ٹیم سے علیحدہ کیا جا سکتا ہے۔ تمہارا چہرہ بتا رہا ہے کہ تم نہ صرف جھوٹ بول رہے ہو بلکہ کچھ چھپا رہے ہو۔ اس لئے تمہارے حق میں یہی بہتر ہے کہ سب کچھ صحیح صحیح بتا دو"

فرحان کا لہجہ یک لخت بے حد سخت ہو گیا۔ اور اعظم کی نظریں بے اختیار

جھک گئیں۔ وہ چند لمحے خاموش بیٹھا ہونٹ کاٹتا رہا۔ پھر جیسے وہ کسی نتیجے پر پہنچ گیا ہو۔ اس نے سر اٹھایا اور پھر اس نے رات گزرنے والی تمام کیفیات اُسے تفصیل سے بتا دیں۔

"ہونہہ۔۔۔ تو یہ بات ہے۔ لیکن تم نے یہ سب کچھ چھپایا کیوں تھا" فرحان نے طویل سانس لیتے ہوئے پوچھا۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ میں اب بھی یہی سمجھ رہا ہوں کہ یہ میرا وہم ہے۔ اور میں اسے اپنی اعصابی کمزوری سمجھ رہا ہوں۔ اور میں اپنی کوئی کمزوری سامنے نہ لانا چاہتا تھا"۔۔۔ اعظم نے اٹکتے اٹکتے کہا۔

"ہاں۔ بالکل تم نے اچھا کیا ہے۔ یہ واقعی تمہارا وہم ہے۔ جب میں بھی پہلی بار غیر ملک میں کھیلنے گیا تھا تو میرے ساتھ بھی ایسا ہی تماشا ہوا تھا۔ لیکن پھر آہستہ آہستہ میں نارمل ہو گیا تھا۔۔۔ تم نے مجھے بتا کر اچھا کیا ہے۔ اب تم بے فکر ہو جاؤ۔ تم آہستہ آہستہ نارمل ہو جاؤ گے۔ کوئی خطرے والی بات نہیں" فرحان نے اس کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

اور اعظم کا سُتا ہوا چہرہ کھل اٹھا۔ اس کے چہرے پہ اطمینان کے آثار چھا گئے۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس نے کسی بہت بڑے بوجھ سے نجات حاصل کر لی ہو۔

"اور سنو۔۔۔ جو کچھ تم نے مجھے بتایا ہے۔ اس کے متعلق اور کسی کو کچھ نہ بتانا ورنہ بات پریس میں چلی جائے گی۔ اور خواہ مخواہ پاکیشیا ٹیم کی ٹکی ہو گی"۔۔۔ فرحان نے اٹھتے ہوئے کہا۔

اعظم بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ اور دوبارہ نیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ دوبارہ باؤلنگ کر رہا تھا۔ تو اُسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ دوبارہ اپنی

نادرن پوزیشن پر آتا جا رہا ہے۔

چار لانچیں اندھیرے میں تیزی سے سمندر میں آگے بڑھی جا رہی تھیں یہ خاصی بڑی بڑی لانچیں تھیں۔ ان پر کوسٹ گارڈ سوار تھے۔ لانچوں پر مکمل اندھیرا تھا ــــ خاصی دور جا کر وہ لانچیں ایک دوسرے سے علیحدہ ہو کر سفر کرنے لگیں۔ سب سے آگے والی لانچ میں عمران اور صفدر موجود تھے۔ ان کے ساتھ کوسٹ گارڈ کا چیف آفیسر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے آنکھوں سے دوربین لگائی ہوئی تھی ــــ اس کے ایک ہاتھ میں چھوٹا سا مائیک تھا۔ جس سے وہ دوسری لانچوں کو ہدایات دے رہا تھا۔

کچھ فاصلے پر جا کر لانچیں رک گئیں۔

اُسی لمحے ساتھ پڑے ہوئے ایک چھوٹے سے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلیں اور چیف آفیسر نے جلدی سے اس کا بٹن دبایا اور اس کا مائیک اٹھا لیا۔

"ہیلو ہیلو ــــ بی ون کالنگ اوور" ــــ ٹرانسمیٹر سے ایک آواز نکلی۔

"یس ــــ چیف اٹنڈنگ اوور" ــــ چیف نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"سر۔ جزیرے پر خاصی نقل و حرکت دکھائی دے رہی ہے۔ وہاں تیس چالیس کے قریب افراد موجود ہیں۔ وہ لوگ ٹارچیں بھی جلا رہے ہیں۔ شمالی سمت پر دس لانچیں بھی کھڑی نظر آ رہی ہیں اوور" ــــ بی۔ ون کی آواز سنائی دی۔

"تیس چالیس افراد ــــ کیا وہ مسلح ہیں اوور" ــــ چیف نے پوچھا۔

"یس باس ــــ میں یہاں ہوا میں سے بھی ان کے پاس جدید ترین اسلحہ دیکھ رہا ہوں اوور" ــــ بی۔ ون نے جواب دیا۔

"اوکے ــــ ٹھیک ہے۔ نگرانی جاری رکھو اوور اینڈ آل" چیف نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"عمران صاحب۔ جزیرے پر تو خاصا مجمع ہے۔ میرے خیال میں مجھے اور آدمی منگوانے پڑیں گے۔ یہ تو فل آپریشن ہو گا" ــــ چیف نے قریب بیٹھے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ شاید پوری فوج منگوانا چاہتے ہیں۔ آپ کے پاس چار لانچیں مسلح افراد سے بھری ہوئی ہیں۔ اور آپ پھر بھی ڈر رہے ہیں" عمران کا لہجہ بے حد تلخ تھا۔

"آپ ان لوگوں کو نہیں سمجھتے۔ یہ لوگ جزیرے میں ہونے کی وجہ

سے ہم سے زیادہ بہتر پوزیشن میں ہوں گے۔ نجانے ان کے پاس وہاں
جدید ترین اسلحے کا کتنا ذخیرہ موجود ہو"۔۔۔۔ چیف نے ہچکچاتے ہوئے
کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسی آپ کی مرضی ۔۔۔۔ اعلیٰ حکام کو آپ نے خود ہی
جواب دینا ہے۔ آپ ایسا کریں ایک لانچ خالی کر کے ہمیں دے
دیں۔ ہم جائیں اور جزیرہ جانے"۔۔۔۔ عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے
ہوئے کہا۔

"ارے نہیں جناب۔ میں پیچھے نہیں ہٹ رہا۔ آپ غلط سمجھے
ہیں۔ ٹھیک ہے۔ میں آگے بڑھتا ہوں"۔۔۔۔ چیف نے کہا۔ اور
پھر اس نے مائیک کا بٹن دبا کر باقی لانچوں کو ہدایات دینی شروع کر
دیں۔ دوسرے لمحے چاروں لانچیں تیزی سے آگے بڑھنے لگیں۔

تھوڑی دیر بعد جزیرہ سامنے نظر آنے لگ گیا۔ لانچیں اب
چاروں طرف سے بکھر کر جزیرے کی طرف بڑھ رہی تھیں۔ عمران والی
لانچ کا رخ شمالی سمت تھا۔

"لانچ کافی پہلے روک لیں اور اپنے آدمی بھیج کر ان کی لانچیں کھلوا کر
کھلے سمندر میں لے آئیں۔ تاکہ انہیں بھاگنے کا موقع نہ مل سکے"
عمران نے چیف سے کہا۔ اور چیف نے سر ہلا دیا۔ اور پھر اس نے
لانچ میں موجود افراد کو ہدایات دینی شروع کر دیں۔ ادھر عمران دل ہی دل
میں پیچ وتاب کھا رہا تھا۔۔۔۔ اسے اب اپنے آپ پر غصہ آ رہا تھا کہ آخر
اس نے کیوں ایکسٹو کو کہہ کر کوسٹ گارڈ کے چھاپے کا انتظام کیا۔
وہ سیکرٹ سروس کو ساتھ لے کر بھی چھاپہ مار سکتا تھا۔ بس وہ صفدر کی

وجہ سے یہ چکر چلا بیٹھا تھا۔ کیونکہ وہ صفدر کو بتا چکا تھا کہ غیر سرکاری کام
میں ایکسٹو براہِ راست ملوث نہیں ہوتا۔ لیکن ظاہر ہے اب اس صورتحال
کو بھگتنا ہی تھا۔ صفدر بھی شاید یوں ہی ہو رہا تھا۔ لیکن وہ خاموش بیٹھا
ہوا تھا۔

لانچ سے غوطہ خور سمندر میں اترے اور پھر غائب ہو گئے۔ لانچیں
رک گئی تھیں۔ عمران نے گلے میں پڑی ہوئی دوربین کو آنکھوں سے لگا لیا۔
یہ نائٹ ٹیلی سکوپ تھی۔۔۔۔ اسے جزیرہ اب صاف دکھائی دے رہا تھا۔
جزیرے پر کوئی درخت وغیرہ نہ تھا۔ شاید یہاں بارشیں نہ ہوتی تھیں۔
بس جھاڑیاں موجود تھیں۔ تھوڑی دیر بعد اس نے جزیرے کے ساتھ
موجود لانچوں کو حرکت میں آتے دیکھا۔۔۔۔ اور پھر لانچیں آہستہ آہستہ
حرکت کرتی ہوئیں ادھر آنے لگیں جدھر عمران وغیرہ کی لانچ موجود تھی۔
جب لانچیں کافی فاصلے پر آ گئیں تو انچارج نے جلدی سے مائیک
میں ایکشن کا حکم دیا اور ساتھ ہی اس نے جھک کر اپنے قدموں میں پڑا ہوا
مائیکروفون اٹھا لیا۔۔۔۔ اس کی لانچ اب تیزی سے کنارے کی طرف
بڑھ رہی تھی۔ دوسرے لمحے سب لانچوں پر نصب سرچ لائٹیں روشن
ہو گئیں۔

"خبردار۔۔۔۔ جزیرے پر موجود ہر شخص کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ وہ
ہتھیار پھینک کر جزیرے کے کناروں پر آ جائیں۔ وہ سب کوسٹ گارڈ
کے گھیرے میں ہیں۔ اور ان کی لانچوں پر بھی قبضہ کر لیا گیا ہے"
چیف نے چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیا۔ لیکن جزیرے پر سے کوئی
ردعمل ظاہر نہ ہوا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے جزیرے پر کوئی ذی روح

موجود ہی نہ ہو۔

اُسی لمحے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں ابھریں۔ لیکن چیف باس نے کوئی توجہ نہ دی۔ وہ بار بار وہی اعلان دوہرا رہا تھا۔

عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ــــ بی۔ون سپیکنگ ــــ باس جزیرے پر نقل و حرکت تیز ہو گئی ہے۔ وہ لوگ چٹانوں پر سے رینگ کر کناروں کی طرف بڑھ رہے ہیں اوور" ــــ بی۔ون نے کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا اچانک جزیرے پر سے روشنیاں سی چمکیں اور پھر خوف ناک دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں۔

"صفدر۔ کود جاؤ" ــــ عمران نے یک لخت چیخ کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے یک لخت مڑ کر سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ صفدر نے بھی اس کی پیروی کی۔

اور اس کے ساتھ ہی سمندر چیخوں اور دھماکوں سے گونج اٹھا۔ سرکاری لانچ کے پرخچے اڑ چکے تھے۔ اس پر میزائیل فائر کیا گیا تھا۔ عمران نے جزیرے پر ہونے والی چمک سے ہی اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ لوگ کیا کرنے والے ہیں اور اس کا اندازہ درست نکلا تھا۔

چند لمحوں بعد جب اس نے سمندر کی سطح پر سر نکالا تو واقعی لانچ تباہ ہو چکی تھی۔ اور ارد گرد سرکاری آدمیوں کی لاشیں تیرتی پھر رہی تھیں۔ جزیرے سے اب مسلسل اور تیز فائرنگ کی جا رہی تھی۔ اور جزیرہ اب اس طرح روشن تھا جیسے وہاں روشنی کا سیلاب آ گیا ہو۔

اُسی لمحے عمران نے ایک ہیلی کاپٹر کو جزیرے کی طرف جھکتے دیکھا۔

ہیلی کاپٹر سے جزیرے پر میزائل پھینکا اور جزیرے پر ایک خوف ناک دھماکہ ہوا۔ اور اس دھماکے کے ساتھ ہی ہونے والی فائرنگ یک لخت رک گئی۔ لیکن دوسرے لمحے دوسرا دھماکہ فضا میں ہوا اور ہیلی کاپٹر کے فضا میں ہی پرخچے اڑ گئے۔

"عمران صاحب ــــ یہاں تو جزیرے پر واقعی پوری فوج موجود ہے" اُسی لمحے صفدر نے عمران کے قریب پانی سے سر نکالتے ہوئے کہا۔

"ہاں ــــ وہ چیف سچ کہہ رہا تھا۔ یہاں واقعی صورت حال توقع سے کہیں زیادہ سنگین ہے" ــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

جزیرے پر کچھ دیر مزید فائرنگ ہوتی رہی۔ اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی۔ عمران اور صفدر پانی سے سر نکالے وہیں تیر رہے تھے۔ ان کی نظریں جزیرے پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد انہوں نے جزیرے پر سے چند افراد کو نیچے پانی میں چھلانگیں لگاتے ہوئے دیکھا۔ ان سب نے غوطہ خوری کا لباس پہنا ہوا تھا ــــ پانی میں پہنچ کر وہ تیزی سے ان لانچوں کی طرف بڑھے جسے جزیرے سے ہٹا لیا گیا تھا اور جو ابھی تک وہیں پانی میں ہی تیر رہی تھیں۔ البتہ ان میں سے دو لانچیں ناکارہ ہو چکی تھیں۔

"جلدی کرو صفدر اس تیسری لانچ میں چڑھ جاؤ۔ اس میں ایک کیبن موجود ہے۔ وہاں چھپا جا سکتا ہے" ــــ عمران نے تیز لہجے میں پاس موجود صفدر سے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ پانی میں غوطہ لگا گیا۔ صفدر بھی اس کے پیچھے تھا۔ اور چند لمحوں بعد وہ دونوں اس لانچ کے قریب ابھرے ــــ اور پھر اچھل کر لانچ کا کنارہ پکڑ کر اس کے اندر کود گئے۔

لانچیں لے جانے والے ابھی ان سے کافی دور تھے۔ لانچ میں پہنچتے ہی وہ رینگتے ہوئے اس کیبن کی طرف بڑھ گئے۔

تھوڑی دیر بعد ایک آدمی لانچ پر چڑھا۔ لیکن اس نے کیبن میں آنے یا لانچ کا انجن چلانے کی بجائے صرف اتنا کیا کہ اس لانچ کو دوسری لانچ کے ساتھ ہک کیا اور پھر اچھل کر دوسری لانچ پر چڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد سب لانچیں تیزی سے جزیرے کی طرف بڑھنے لگیں۔

" اب یہ لوگ فوری طور سے یہاں سے منتقل ہوں گے " ـــــ عمران نے صفدر سے کہا۔ اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد لانچیں جزیرے کے کنارے پر پہنچ کر رک گئیں اور پھر اس پر موجود افراد جزیرے پر چڑھتے چلے گئے۔ جب وہ جزیرے پر پہنچ کر غائب ہو گئے تو عمران اور صفدر تیزی سے آگے بڑھے۔ اور لانچوں کو پھلانگتے ہوئے جزیرے کی چٹانوں پر چڑھ گئے۔

جزیرے پر خاموشی طاری تھی۔ وہ چٹانوں کی آڑ لیتے ہوئے اوپر چڑھتے گئے۔ اور جب وہ جزیرے کی سطح پر پہنچے تو انہوں نے ارد گرد کا جائزہ لینے کے لئے چٹان کی اوٹ سے سر نکال کر ادھر ادھر دیکھا ـــــ اور دوسرے لمحے ان کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں۔ جزیرے پر چاروں طرف چٹانوں کی اوٹ میں باقاعدہ میزائل بردار انتہائی جدید قسم کی گنیں نصب تھیں۔ اور یقیناً انہی گنوں کی مدد سے کوسٹ گارڈز کی لانچوں کو اور ہیلی کاپٹر کو تباہ کیا گیا تھا ـــــ جزیرے کے درمیانی حصے میں

ایک کیبن تھا۔ جو تباہ ہوا پڑا تھا۔ ہیلی کاپٹر نے اس کیبن پر میزائل پھینکا تھا۔

ان گنوں کے ساتھ دو دو آدمی موجود تھے۔ جب کہ اور کوئی آدمی جزیرے پر نظر نہ آ رہا تھا۔

عمران نے مڑ کر صفدر کو اشارہ کیا اور پھر وہ دونوں رینگتے ہوئے نزدیکی گن کی طرف بڑھنے لگے۔

" آواز نہ نکلے " ـــــ عمران نے صفدر کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

اور صفدر نے سر ہلا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران چاہتا ہے کہ ان گن مینوں پر قابو پاتے ہوئے ان کی آواز نہ نکلے تاکہ جزیرے پر موجود دوسرے افراد چوکنا نہ ہو جائیں۔

وہ دونوں رینگتے ہوئے ان گن مینوں کی سائیڈ میں پہنچے اور پھر انہوں نے بیک وقت ان پر حملہ کر دیا۔ انہیں زیادہ تگ و دو نہ کرنی پڑی۔ پہلے ہی حملے میں وہ انہیں بے ہوش کر دینے میں کامیاب ہو گئے۔ عمران اور صفدر نے سٹین گنیں اٹھائیں اور دوبارہ جزیرے کی اندرونی طرف کو رینگنے لگے ـــــ عمران آگے آگے تھا اور صفدر اس کے پیچھے۔ ابھی وہ دونوں کیبن کی سائیڈ پر پہنچے تھے کہ آسمان پر ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی۔ ان دونوں نے سر اٹھا کر دیکھا تو ایک ہیلی کاپٹر عین جزیرے کے اوپر موجود تھا ـــــ ہیلی کاپٹر کوسٹ گارڈ والوں کا تھا۔ کیونکہ اس پر کوسٹ گارڈ کا مخصوص نشان نمایاں طور پر نظر آ رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر آہستہ آہستہ نیچے اتر رہا تھا۔ اور پھر عمران کو تباہ شدہ کیبن کی دوسری سائیڈ

سے چار افراد دوڑ کر کیبن کی طرف آتے دکھائی دیئے۔ ان کے ہاتھوں میں سٹین گنیں تھیں۔ عمران اور صفدر لکڑی کے بڑے شہتیر کی سائیڈ میں تھے۔ اس لئے جب تک کوئی بالکل نزدیک آکر نہ دیکھتا وہ نظر نہ آ سکتے تھے۔ اس لئے وہ دونوں اطمینان سے پڑے دیکھتے رہے۔

عمران حیران تھا کہ کوسٹ گارڈ کا ہیلی کاپٹر اتنے اطمینان سے کیسے جزیرے پر اتر رہا ہے۔ اور نیچے سے اس پر کوئی فائرنگ بھی نہیں کی جا رہی تھی ـــــ کیونکہ وہ چاروں آدمی بڑے مطمئن انداز میں کیبن کی سائیڈ میں کھڑے ہیلی کاپٹر کو دیکھ رہے تھے۔

چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر جزیرے کی زمین پر ٹک گیا۔ اور دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر سے دو افراد نیچے اترے۔ ان میں سے ایک تو مٹکاف تھا۔ اور دوسرے کو دیکھ کر عمران کے ہونٹ بری طرح بھنچ گئے ـــــ کیونکہ دوسرا آدمی کوسٹ گارڈ کا ڈائریکٹر جنرل اسلم ریاض تھا۔ کوسٹ گارڈ کا سب سے بڑا چیف۔ وہ ادھر ادھر دیکھتا ہوا ان چاروں افراد کی طرف بڑھا۔ اور پھر ان سب نے مصافحے کئے اور وہ چھ کے چھ جزیرے کی اندرونی سمت چل پڑے۔

" تو یہ اصل غدار ہے " ـــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اور پھر آگے رینگنے لگا۔

مسلسل رینگتے ہوئے وہ ان چھ افراد کا تعاقب کرتے جزیرے میں کافی اندر تک پہنچ گئے۔ وہاں ایک بڑی چٹان اس طرح اوپر کو اٹھی ہوئی تھی جیسے صندوق کا ڈھکن اٹھا ہوا ہو۔ وہ چھ افراد خلا میں سے ہوتے ہوئے اندر غائب ہو گئے۔

عمران نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر اٹھ کر تیزی سے اس خلا کی طرف بڑھ گیا۔ ظاہر ہے صفدر نے اس کی پیروی کرنی تھی۔ قریب جا کر انہوں نے دیکھا کہ یہ ایک مصنوعی غار کا دہانہ تھا۔ اور سرنگ نما راستہ اندر جا رہا تھا آگے جا کر وہ مڑ گیا تھا ـــــ موڑ کی دوسری طرف روشنی نظر آ رہی تھی۔ وہ دونوں تیزی سے آگے بڑھے۔ اور پھر موڑ کے پاس پہنچ کر رک گئے۔ دوسری طرف سے باتوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ عمران نے آہستہ سے سر نکال کر دیکھا تو وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ آگے ایک بڑا ہال نما کمرہ تھا۔ جس کی سائیڈوں میں پیٹیوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے ـــــ ان پیٹیوں، کی ساخت بتا رہی تھی کہ یہ سب اسلحے کی پیٹیاں تھیں۔ جب کہ درمیان میں رکھی ہوئی کرسیوں پر اس وقت بارہ کے قریب افراد بیٹھے ہوئے تھے اور پھر ان میں سے عمران کو رچرڈ اور لوسیا بھی نظر آ گئے ـــــ مٹکاف کوسٹ گارڈ کا اعلیٰ افسر اور دوسرے مسلح افراد وہاں موجود نہ تھے۔ وہ شاید آگے کہیں چلے گئے تھے۔

عمران نے سٹین گن سیدھی کی۔ اور دوسرے لمحے وہ ہال نما کمرہ گولیوں کی تڑتڑاہٹ اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ عمران کی انگلی جیسے ہی ٹریگر سے ہٹی۔ ہال کمرے میں موجود دس افراد فرش پر پڑے تڑپ رہے تھے صرف رچرڈ اور لوسیا پاگلوں کے سے انداز میں کھڑے تھے۔

عمران نے یک لخت چھلانگ لگائی اور قریبی پیٹیوں کی آڑ میں ہو گیا۔ جب کہ صفدر نے دوسری طرف چھلانگ لگا دی۔ دوسرے لمحے اندر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں ـــــ اور پھر چار مسلح افراد کے ساتھ مٹکاف اور کوسٹ گارڈ کا اعلیٰ افسر پیٹیوں کی آڑ میں سے نمودار ہوئے۔

"وہ ـــــ وہ ان پیٹیوں کی آڑ میں چھپ گئے ہیں۔ دو آدمی ہیں"
رچرڈ نے ان کے نمودار ہوتے ہی چیخ کر کہا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا۔ عمران نے ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا۔ اور چاروں مسلح افراد چیختے ہوئے نیچے جا گرے ـــــ مشکاف نے جلدی سے جیب سے ریوالور نکالا لیکن اُسی لمحے صفدر کی طرف سے فائر ہوا اور ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔

"خبردار ـــــ ہاتھ اٹھا دو۔ ورنہ" ـــــ عمران نے یک لخت آگے آتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن موجود تھی۔

اور رچرڈ اور لوسیا نے سب سے پہلے ہاتھ اٹھا دیئے۔ اور اس کے بعد مشکاف اور کوسٹ گارڈ کے ڈائریکٹر جنرل نے ہاتھ اٹھا دیئے۔

"صفدر پیچھے ہٹ جاؤ" ـــــ عمران نے مڑے بغیر کہا۔ اور صفدر تیزی سے پیچھے کی طرف بھاگ گیا۔

رچرڈ اور لوسیا کے ساتھ ساتھ مشکاف کی آنکھیں بھی عمران کو دیکھ کر پھیل گئی تھیں۔

"میں نے تمہیں کہا تھا مشکاف کہ سچ بتا دو۔ لیکن تم نے سچ نہیں بتایا۔ اس لئے تم چھٹی کرو۔ میں ٹنکو سے معذرت کر لوں گا" ـــــ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ اور مشکاف پر فائر کھول دیا۔ مشکاف بُری طرح چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل گرا اور تڑپنے لگا۔ ڈائریکٹر جنرل کے چہرے پر دہشت کے آثار نمایاں ہوئے اور اس کا جسم کانپنے لگا۔

اُسی لمحے عقب سے فائرنگ کی تیز آوازیں ابھریں۔ لیکن عمران نے مڑ کر نہ دیکھا۔

"تم اسلم ریاض صاحب ـــــ تم میرے ملک کے غدار ہو" ـــــ
ران نے اور آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"مم ـــــ مم ـــــ میں......" ـــــ اسلم ریاض نے دہشت بھرے
جے میں کچھ کہنا چاہا۔ لیکن الفاظ نے اس کا ساتھ نہ دیا تھا۔

"غداروں کے لئے میرے پاس کوئی معافی نہیں ہوا کرتی" ـــــ عمران نے
نٹ بھینچے ہوئے کہا۔ اور ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا۔ اسلم ریاض کا سینہ گولیوں سے
لنی ہو گیا۔ وہ بُری طرح چیختا ہوا نیچے گر گیا۔ اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ٹھنڈا
یا ـــــ اُسی لمحے دور سے ایک بار پھر فائرنگ کی تیز آوازیں ابھریں۔ اور
ر خاموشی چھا گئی۔

ہاں تو مسٹر رچرڈ اور مس لوسیا کیا خیال ہے۔ فلم میں یہ سین کیسا رہے
ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تت ـــــ تت ـــــ تم کوئی بھوت ہو" ـــــ لوسیا نے بُری طرح
تے ہوئے کہا۔ رچرڈ ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا تھا۔

عمران صاحب ـــــ اب جزیرے پر کوئی زندہ آدمی نہیں بچا۔
لمحے عقب سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

تو ہم تمہیں مردہ نظر آ رہے ہیں" ـــــ عمران نے مڑ کر کہا۔ اس نے
بوجھ کر سر موڑا تھا۔ تاکہ رچرڈ کو اس پر حملہ کرنے کا موقع مل سکے۔
ران کی توقع کے عین مطابق رچرڈ نے یک لخت اس پر چھلانگ لگا
لیکن چونکہ عمران نے خود ہی اُسے یہ موقع دیا تھا۔ اس لئے وہ تیزی
ایک طرف ہٹا ـــــ اور رچرڈ جیسے ہی اپنے زور میں آگے بڑھا عمران
ت گھومی اور رچرڈ چیختا ہوا صفدر کے پیروں میں جا گرا۔ اور صفدر نے

سٹین گن کی نال اس کی کنپٹی سے لگا دی۔

"ارے ارے ۔۔۔ کیا ہوا رچرڈ کو۔ کیا مرگی کا دورہ پڑ گیا ہے"
عمران نے کہا اور پھر تیزی سے لوسیا کی طرف بڑھ گیا جو ابھی تک اپنی جگہ گم
سم کھڑی تھی۔

"مس لوسیا آپ اطمینان سے کرسی پر بیٹھ جائیں۔ میرا ساتھی خالص کنوارا
ہے۔ اور اس کی عادت ہے کہ وہ کنواری لڑکیوں کو قتل نہیں کرتا"
عمران نے مسکراتے ہوئے لوسیا سے کہا۔

"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ مگر میں تو شادی شدہ ہوں رچرڈ کی بیوی ہوں"
لوسیا نے اس طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا جیسے شادی شدہ ہونا اس
وقت اس کی سب سے بڑی بدقسمتی بن گئی ہو۔

"اوہ۔ پھر بھی گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ میں صرف کنواری لڑکیوں کو قتل
کرتا ہوں۔ شادی شدہ کو نہیں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

رچرڈ اسی طرح اوندھے منہ فرش پر پڑا ہوا تھا۔ کیونکہ صفدر کی سٹین گن
کی نال اس کی کنپٹی سے لگی ہوئی تھی۔

"صفدر۔ شرم کرو۔ ایک آدمی تمہارے قدموں میں گر کر معافی مانگ
رہا ہے۔ اور تم اکڑے کھڑے ہو۔ اسے اسے اٹھا کر اس سے گلے ملو"
عمران نے کہا۔

اور صفدر نے یک لخت ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن ایک طرف پھینکی ا
دوسرے لمحے اس نے بجلی کی سی تیزی سے جھک کر رچرڈ کو گردن سے پکڑا
اور ایک جھٹکے سے اٹھا کر کھڑا کر دیا ۔۔۔ رچرڈ نے اٹھتے ہی یک لخت اچ
کر صفدر کے پیٹ میں گھٹنا مارنا چاہا۔ لیکن دوسرے لمحے بری طرح چیختا

پشت کے بل فرش پر گرا۔ اس کا گھٹنا اٹھنے سے پہلے ہی صفدر کی لات اس
کی ناف پر پڑ چکی تھی۔

"ارے ارے ۔۔۔ میری فلم کا ڈائریکٹر ہے۔ احتیاط سے۔ کوئی ہڈی
ٹوٹ جائے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اسے چھوڑ دو۔ پلیز چھوڑ دو۔ میں درخواست کرتی ہوں" ۔۔۔ لوسیا
نے یک لخت جھک کر عمران کے پیر پکڑ لئے۔

"ارے ارے محترمہ۔ میرے بوٹ تو اتنے قیمتی نہیں ہیں"
ران نے یک لخت پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

لیکن دوسرا لمحہ اس کے لئے بھی انتہائی حیرت انگیز ثابت ہوا۔ جب
لخت لوسیا نے اچھل کر اس کی ناف پر زوردار ضرب لگائی۔ عمران
نکہ سرے سے اس کی توقع ہی نہ کر رہا تھا ۔۔۔ اس لئے اس اچانک
ب لگنے سے وہ لڑکھڑایا۔ اور پیچھے رکھی کرسی سے ٹکرا کر نیچے گرا۔ سٹین گن
کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔

ادھر یہی حال صفدر کا ہوا۔ اس سے غلطی یہ ہوئی تھی کہ وہ رچرڈ کی طرف سے
ہٹا کر لوسیا اور عمران کو دیکھنے لگا تھا۔ اس طرح وہ بھی مار کھا گیا۔ اور
ڈ نے یک لخت اچھل کر اس کے ہاتھ سے سٹین گن جھپٹ لی تھی۔ اور
سیا نے عمران کے ہاتھ سے نکلی ہوئی سٹین گن جھپٹی اور پھر تیزی سے
ہٹتی گئی۔

"ویل ڈن لوسیا ۔۔۔ تم نے واقعی کمال کر دیا" ۔۔۔ رچرڈ نے فوراً
ریف کرتے ہوئے کہا۔

"ان کو گولیوں سے بھون ڈالنا چاہیئے۔ یہ خطرناک لوگ ہیں" ۔۔۔ لوسیا

نے تیز تیز لہجے میں کہا۔ جیسے اتنا کچھ کر لینے کے باوجود وہ عمران سے خوفزدہ
لیکن اس سے پہلے کہ رچرڈ کوئی جواب دیتا اچانک یکے بعد دیگرے دو دھما
ہوئے اور لوسیا اور رچرڈ دونوں ہی چیختے ہوئے نیچے کی طرف جھکے۔ سٹین گ
ان کے ہاتھوں سے نکل گئی تھیں ۔۔۔ عمران نے گرتے ہوئے ایک ہاتھ ج
میں ڈال لیا تھا۔ اور پھر یہ اس کے نشانے کی سچائی تھی کہ کوٹ کی جیب
اندر سے فائر کرنے کے بعد نشانے بالکل درست لگے تھے۔ دوسر
لمحے عمران نے ریوالور باہر نکالا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

لوسیا اور رچرڈ بھی سیدھے ہو گئے۔ لیکن وہ مسلسل اپنے ہاتھ جھ
رہے تھے۔ جن میں سے خون فوارے کی طرح نکل رہا تھا۔ اور صفدر ن
یک لخت چھلانگ لگائی تھی ۔۔۔ اور وہ دونوں سٹین گنیں سمیٹ لینے م
کامیاب ہو گیا تھا۔

"ہوں ۔۔۔ تو تم مجھ سے معافی مانگ رہی تھیں۔ لیکن مجبوری ہے ک
صرف کنواری لڑکیوں کو گولی مارتا ہوں۔ البتہ میرا ساتھی ......"
عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور ابھی اس کا فقرہ ختم ہوا تھا کہ ری
ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی لوسیا بری طرح چیختی ہوئی لٹو کی طرح گھو
اور پھر فرش پر ڈھیر ہو گئی ۔۔۔ صفدر عمران کا اشارہ سمجھ گیا تھا اس لئے اس
اشارے پر عمل کرنے میں دیر نہ کی تھی۔

رچرڈ کے چہرے پر اب اس قدر شدید خوف کے آثار ابھر آ
تھے کہ وہ اپنا خون نکلتا ہوا ہاتھ جھٹکنا بھی بھول گیا تھا۔ اس کا جسم بری طر
کانپنے لگا تھا۔

"میں شادی شدہ مردوں کو البتہ قتل کر دیا کرتا ہوں" ۔۔۔ عمران ن

بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ریوالور رچرڈ کے سینے کی طرف تان لیا۔

"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ مجھے کچھ نہ کہو۔ تمہیں تمہارے خدا کا واسطہ"
رچرڈ نے یک لخت بری طرح کانپتے ہوئے کہا۔

"اگر تم میرے چند سوالوں کا جواب دے دو تو یقین کرو میں تمہیں کچھ
نہیں کہوں گا" ۔۔۔ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں بتا دوں گا سب کچھ بتا دوں گا" ۔۔۔ رچرڈ کی قوت مزاحمت اب
مکمل طور پر ختم ہو چکی تھی۔

اور عمران نے اس سے گریٹ لینڈ کی آرگنائزیشن اور ڈیوڈ کے متعلق
سوالات کرنے شروع کر دیئے۔ رچرڈ نے واقعی اسے آرگنائزیشن
کے صدر دفتر کا پتہ بتا دیا ۔۔۔ اور یہ بھی بتا دیا کہ یہ کام دراصل ٹی ۔ ٹی
کا بو ریٹ والوں کا ہے۔ جس کا چیف باس آرتھم ہے۔

"پاکیشیا ٹیم کے متعلق ان کا آئندہ کیا پروگرام ہے" ۔۔۔ عمران
نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم ۔۔۔ بہرحال اتنا معلوم ہے کہ انہوں نے اس
کے لئے مشہور مجرم بیلکی کی خدمات حاصل کی ہیں" ۔۔۔ رچرڈ نے گھگھیاتے
ہوئے جواب دیا۔ اور پھر عمران کے اگلے سوال پر اس نے بیلکی کا حلیہ
وغیرہ بتا دیا۔

"بس کافی ہے۔ میں تو وعدے کا بڑا سچا ہوں۔ اس لئے میں تو کچھ
نہیں کہوں گا۔ البتہ میرا ساتھی صفدر شادی شدہ عورتوں کا ہی نہیں مردوں
کا بھی شکاری ہے۔ اسے شادی کے نام سے ہی نفرت ہے"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کمرہ ایک بار پھر ریٹ ریٹ کی آوازوں

اور رچرڈ کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ اس بار بھی صفدر نے اشارہ ملتے ہی ٹریگر دبا دیا تھا۔

"چلو فلم کا یہ سین تو مکمل ہو گیا۔ اب تم ان پیٹیوں کی تلاشی لو۔ کہ ان میں کیا ہے۔ میں ٹرانسمیٹر ڈھونڈھوں۔ تاکہ اس چکر کا خاتمہ بالخیر مکمل طور پر ہو سکے"۔ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور خود وہ اس طرف بڑھ گیا جدھر سے مشکاف چار مسلح افراد اور اسلم ریاض نمودار ہوئے تھے۔ عمران کو یقین تھا کہ ادھر یقیناً کوئی ٹرانسمیٹر موجود ہو گا جس کی مدد سے یہاں کے لوگوں نے کوسٹ گارڈ کے ریڈ کی اطلاع مشکاف کو دی ہو گی۔ اور پھر مشکاف اس اعلیٰ آفیسر کو ساتھ لے کر یہاں پہنچا ہو گا۔

"اسرار احمد صاحب۔ آپ نے مجھے پاکیشیا میں بتایا تھا کہ پاکیشیا ٹیم کے خلاف کوئی بڑی سازش ہو رہی ہے۔ لیکن میں ہنس کر ٹال گیا تھا لیکن اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ کچھ نہ کچھ ضرور ہو رہا ہے"۔ فرحان نے سامنے بیٹھے ہوئے اسرار احمد سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ دونوں اس وقت ہوٹل کی مخصوص وی۔ آئی۔ پی لابی کے ایک کونے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وی۔ آئی۔ پی لابی میں صرف مخصوص افراد ہی داخل ہو سکتے تھے۔ اور آج کل تو ہوٹل والوں نے اسے صرف پاکیشیا ٹیم کے کھلاڑیوں کے لئے ریزرو کر رکھا تھا۔ وہاں پر پریس رپورٹر اور پریس فوٹو گرافرز کا بھی داخلہ سختی سے ممنوع تھا۔ تاکہ کھلاڑی آزادانہ طور پر گفتگو کر سکیں۔ باقی کھلاڑی تو نیٹ پریکٹس کے بعد اپنے اپنے کمروں میں آرام کرنے چلے گئے تھے۔ جب کہ فرحان اسرار احمد کو لے کر اس لابی میں آ گیا تھا۔

"کیا مطلب ـــــ تمہیں یہاں پہنچ کر یہ یقین کیسے آیا" ـــــ اسرار احمد نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"آپ نے اعظم کی حالت دیکھی تھی" ـــــ فرحان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ـــــ کیا ہوا ـــــ کیا اس نے کچھ بتایا ہے" ـــــ اسرار احمد نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ اس نے تمام تفصیل بتا دی ہے" ـــــ فرحان نے کہا۔ اور پھر اس نے پوری تفصیل سے اعظم کے ساتھ گزرنے والے سارے واقعات بتا دیئے۔

اسرار احمد چند لمحے خاموش بیٹھے رہے۔ جیسے کچھ سوچ رہے ہوں۔ پھر وہ بولے۔

"ہو سکتا ہے اعظم کو وہم ہوا ہو۔ جب چھت بھی نہیں گری۔ کیڑا چیونٹی سانپ۔ وہاں کچھ بھی وجود نہیں ہے۔ تو پھر آخر ہم کیسے یقین کریں کہ یہ سب کچھ کسی سازش کے تحت ہوا ہے ـــــ اور دوسری بات کہ اگر ایسا ہوا بھی ہے تو اس کا مقصد" ـــــ اسرار احمد نے کہا۔

"مقصد تو یہی ہو سکتا ہے کہ اعظم اعصابی طور پر مفلوج ہو جائے۔ اور اچھا کھیل نہ پیش کر سکے۔ اس کے سوا تو کوئی اور بات سمجھ میں نہیں آتی ـــــ لیکن آپ کی پہلی بات بھی درست ہے۔ کہ ان سب باتوں کا ثبوت کیا ہو سکتا ہے" ـــــ فرحان نے بھنویں اچکاتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے اعظم پہلی بار غیر ملک میں کھیلنے آیا ہے۔ اس کے اعصاب پر لازماً دباؤ موجود ہو گا۔ اور یہ سب کچھ اس اعصابی دباؤ کا نتیجہ

ہے۔ ایک دو روز میں وہ خود بخود نارمل ہو جائے گا۔ ویسے ہم احتیاطاً ہوٹل کے سیکورٹی آفیسر کو ساتھ لے کر سارے کھلاڑیوں کے کمرے چیک کر لیتے ہیں۔ ہم اس کے لئے احتیاطی تدبیر کا بہانہ بنا سکتے ہیں" اسرار احمد نے کہا۔

"ٹھیک ہے جیسے آپ مناسب سمجھیں کریں۔ آپ نے چونکہ سازش کا ذکر کیا تھا اس لئے میرے ذہن میں یہ خیال آیا تھا" ـــــ فرحان نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں ـــــ یہاں ایسی کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ جو کچھ ہو سکتا تھا پاکستان میں ہو سکتا تھا۔ بہرحال تم اپنے کمرے میں جا کر آرام کرو۔ میں سیکورٹی آفیسر سے بات کرتا ہوں" ـــــ اسرار احمد نے کہا۔ اور فرحان سر ہلاتا ہوا لابی کے بیرونی گیٹ کی طرف چل پڑا۔ جب کہ اسرار احمد اپنی کرسی پر بیٹھے رہے۔ جب فرحان لابی سے باہر چلا گیا تو وہ اٹھے اور ایک سائیڈ پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور پھر اس پر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ـــــ پریس سے بچنے کے لئے یہاں ٹیلی فون کا بھی خصوصی نظام قائم کیا گیا تھا۔ یہاں سے پوری دنیا میں کال براہِ راست کی جا سکتی تھی۔ ہوٹل کی ایکس چینج سے اس کا کوئی تعلق نہ تھا۔ اور پھر اس بات کے بھی خصوصی انتظامات کئے گئے تھے کہ اس ٹیلی فون کی کال کہیں سے بھی نہ سنی جا سکے اور نہ ٹیپ کی جا سکے ـــــ ایسے انتظامات ہمیشہ غیر ملکی ٹیموں کے لئے کئے جاتے تھے۔ اس لئے یہ کوئی نئی بات نہ تھی۔ اور اسرار احمد یہ سب کچھ اچھی طرح جانتے تھے۔ اس لئے انہوں نے اطمینان سے رسیور اٹھایا ـــــ ساتھ پڑی کرسی گھسیٹ کر اس پر بیٹھ گئے اور پھر

نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو ۔۔۔ پی۔ اے۔ ٹو سیکرٹری خارجہ" ۔۔۔ چند لمحوں بعد سر سلطان کے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔ اسرار احمد نے پاکیشیا سر سلطان کے دفتر میں براہِ راست کال ملائی تھی۔

"میں گریٹ لینڈ سے اسرار احمد بول رہا ہوں۔ پاکیشیا کرکٹ ٹیم کا منیجر۔ سر سلطان سے بات کراؤ" ۔۔۔ اسرار احمد نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ سیکرٹری خارجہ بہت بڑی پوسٹ ہے۔ اس لئے وہ عام آدمیوں کے فون اٹنڈ نہیں کرتے۔

"یس سر ۔۔۔ ہولڈ آن کیجئے" ۔۔۔ دوسرے لمحے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔ اور اسرار احمد خاموش ہو گیا۔

"ہیلو ۔۔۔ سلطان بول رہا ہوں" ۔۔۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد سر سلطان کی باوقار آواز رسیور میں گونجی۔

"انکل میں اسرار احمد بول رہا ہوں گریٹ لینڈ سے" ۔۔۔ اسرار احمد نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ اسرار ۔۔۔ کیا بات ہے۔ خیریت ہے" ۔۔۔ سر سلطان نے پریشان سے لہجے میں پوچھا۔

"انکل۔ آپ پلیز فون ڈائریکٹ کر لیں۔ ایک انتہائی اہم بات کرنی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کے پی۔ اے کے کانوں میں بات پڑ جائے اور پریس کو معلوم ہو جائے" ۔۔۔ اسرار احمد نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایک لمحہ ہولڈ کرو" ۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔ اور اسرار احمد خاموش ہو گیا۔ چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"ہاں ۔۔۔ اب بتاؤ کیا بات ہے۔ میں نے کال ڈائریکٹ کر لی ہے" سر سلطان نے کہا۔ ان کے لہجے میں تشویش کی جھلکیاں موجود تھیں۔ اور جواب میں اسرار احمد نے اعظم کے ساتھ ہونے والی ساری بات تفصیل سے بتا دی ۔۔۔ اور ساتھ ہی اپنا خیال بھی کہ کسی سازش کے تحت ٹیم کے کھلاڑیوں کو اعصابی طور پر مفلوج کیا جا رہا ہے۔

"لیکن اس ساری بات کا ثبوت تو نہیں ہے۔ پھر......" سر سلطان نے پریشان ہو کر کہا۔

"ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے تو میں نے آپ کو فون کیا ہے" اسرار احمد نے جواب دیا۔

"اچھا تم کچھ دیر ہولڈ آن کرو۔ میں عمران کو تلاش کرتا ہوں۔ وہی اس مسئلے کا کوئی حل نکال سکے گا" ۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ایک طرح سے بند ہو گیا۔

تقریباً دو تین منٹ بعد سر سلطان کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"یس انکل" ۔۔۔ اسرار احمد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران ملا نہیں۔ تم ایسا کرو کہ مجھے اپنا ٹیلی فون نمبر بتا دو۔ جیسے وہ ملا میں اُسے بتا دوں گا اور پھر وہ تمہیں خود ہی فون کر لے گا۔ اس پر مکمل بھروسہ کرنا ۔۔۔ وہ ہر لحاظ سے پاکیشیا کی ناک ہے۔ اس نے بڑی بڑی سازشوں کے بخیئے ادھیڑ دیئے ہیں۔ اس کی ظاہری حماقت پر نہ جانا" ۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے انکل ۔۔۔ مجھے آپ پر مکمل بھروسہ ہے۔ ہم یہاں ہوٹل ریکاڈو میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ یہاں فون کر کے میرا نام لے

ہیں۔ مجھ سے بات ہو جائے گی"۔۔۔۔ اسرار احمد نے کہا۔

"او کے بیٹا۔۔۔۔ تم بے فکر ہو جاؤ۔ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا" سر سلطان نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر انکل۔۔۔ خدا حافظ"۔۔۔۔ اسرار احمد نے کہا۔ اور پھر دوسری طرف سے خدا حافظ کے الفاظ سن کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیرو بول پڑا۔

"عمران صاحب۔۔۔۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے سر سلطان کا فون آیا تھا وہ آپ کو پوچھ رہے تھے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"پوچھ رہے تھے۔ کیا پوچھ رہے تھے۔ اگر خیریت پوچھ رہے تھے تو تم نے بتا دینی تھی کہ خیریت مؤنث ہوتی ہے۔ اور مؤنث کا مجھ جیسے ازلی کنوارے سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔۔۔۔ اور اگر وہ بال بچوں کو پوچھ رہے تھے تو تمہیں پتا ہی ہے کہ نہ ہی بال ہے نہ بچے۔ ارے ہاں۔ بلیک زیرو۔ میں نے سنا ہے کہ تم نے اردو میں ماسٹر ڈگری حاصل کی ہوئی ہے۔۔۔۔ یہ تو بتاؤ کہ یہ بال سے کیا مطلب ہوتا ہے۔ اور پھر ساتھ ہی بچوں کا لفظ بھی اٹیچ ہوتا ہے۔ ویسے ایک تو بال بیرنگ ہوتا ہے۔ جو مشینوں میں فٹ ہوتا ہے۔ ویسے بیرنگ تو خط بھی ہوتے ہیں۔ وہ تو

مشینوں میں فٹ نہیں ہوتے۔ سر کے بال بھی ہوتے ہیں اور انگریزی میں بال گیند کو بھی کہتے ہیں۔ یعنی گیند بچوں میرے خیال میں گول مٹول بچوں کو بال بچے کہا جاتا ہوگا۔ کیوں "۔۔۔۔ عمران نے کرسی پر ڈھیر ہونے کے انداز میں کہا۔ اس کا پورا جسم تو ایسے ڈھیلا پڑ رہا تھا جیسے وہ انتہائی تھکا ہوا ہو۔ لیکن زبان اس طرح چل رہی تھی کہ دنیا کی تیز ترین کار بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکتی تھی۔

"سارے معنی تو آپ نے خود ہی بتا دیئے۔ میں نے تو خواہ مخواہ ماسٹر ڈگری حاصل کی ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"چلو واپس کر دو۔ ویسے بھی ڈگری کس کام آتی ہے۔ نوکری تو ملتی نہیں۔ ڈگری کی بجائے اگر ایک بھینس ہی دے دی جائے تو کم از کم آدمی دودھ بیچ کر ہی گزارہ کر لے"۔۔۔۔ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور بلیک زیرو کے قہقہے چھت پھاڑنے لگے۔

"بزرگ کہتے ہیں جو زیادہ ہنستا ہے اس کا دل مردہ ہوتا ہے۔ ویسے ایک بات تو بتاؤ کہ مردہ ہنستا کس طرح ہے"۔۔۔۔ عمران نے ایک اور ٹاپک چھیڑ دیا۔

"عمران صاحب پلیز۔ وہ سر سلطان سے بات کر لیں۔ انہوں نے سخت تاکید کی تھی"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے اصل موضوع پر آتے ہوئے کہا۔

"کتنی سخت۔ ویسے آج کل سیمنٹ کے سخت ہونے کی بڑی پبلسٹی کی جا رہی ہے۔ یعنی یہ سیمنٹ اتنی سخت ہے کہ کسی کی بات مانتی ہی نہیں۔ اکڑی ہوئی بوری میں بیٹھی رہتی ہے"۔۔۔۔ عمران کی زبان ایک بار پھر

چل پڑی اور اس بار بلیک زیرو نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔ کیونکہ اس کے سوا اب اس کے پاس اور کوئی چارہ کار بھی نہ رہا تھا۔

"اچھا۔ یعنی تمہارا سر دائیں بائیں ہلنے لگ گیا ہوگا اس لئے پکڑے بیٹھے ہو۔ چلو ٹھیک ہے۔ نہیں کہنے کی عادت اچھی نہیں ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ظاہر ہے دائیں بائیں سر ہلنے کا مطلب انکار ہی ہوتا ہے۔ بلیک زیرو نے کوئی جواب نہ دیا۔ خاموش بیٹھا رہا۔ عمران نے اس کی یہ حالت دیکھی تو بے اختیار ہنس پڑا۔۔۔۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اب بلیک زیرو پوری طرح زچ ہو چکا ہے۔ ویسے بھی اتنی بکواس کرنے کے بعد وہ ذہنی طور پر پوری طرح فریش ہو چکا تھا۔ عمران کی اب خواہ مخواہ کی بکواس کرنے کی عادت سی پڑ گئی تھی۔۔۔۔ اور جس طرح لوگ کھیل کر۔ باغبانی کر کے یا مطالعہ کر کے ذہنی طور پر فریش ہوتے ہیں۔ اس طرح عمران اوٹ پٹانگ باتیں کر کے فریش ہوتا تھا۔ وہ خاصا تھکا ہوا تھا۔ اس لئے ظاہر ہے اس نے آتے ہی بکواس شروع کر دی تھی اور اب وہ فریش ہو چکا تھا۔۔۔۔ اس نے ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر سر سلطان کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"سلطان سپیکنگ"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"عمران نان سپیکنگ بلکہ نان چھولے سپیکنگ"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"عمران بیٹے۔ گریٹ لینڈ سے اسرار احمد کا تھوڑی دیر پہلے فون آیا تھا۔ وہ بے حد پریشان تھا"۔۔۔۔ سر سلطان نے جلد جلد کہنا شروع

کر دیا۔ کیونکہ وہ عمران کی عادت اچھی طرح جانتے تھے کہ وہ اس طرح بکواس کرتا رہے گا۔

"اچھا ۔۔۔ خیریت سے ہے وہ۔ اس کے بال اور بچے سب کی خیریت نیک مطلوب ہے۔ اما بعد۔ لیکن سر سلطان صاحب۔ یہ اما بعد کیوں کہا جاتا ہے۔ اما بعد کیوں نہیں کہتے" ۔۔۔ عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔

"وہ بتا رہا تھا کہ وہاں ٹیم ہوٹل ایکاڈو میں ٹھہری ہے۔ اور ٹیم کے ایک کھلاڑی اعظم کو رات کو عجیب وغریب واقعات پیش آئے ہیں۔ جس سے اعظم اعصابی طور پر بے حد پریشان ہے ۔۔۔ اور اگر اسی طرح کے واقعات باقی کھلاڑیوں کو بھی پیش آئے تو پھر ٹیم کسی طرح بھی اچھا کھیل نہ پیش کر سکے گی۔ میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ عمران تمہیں خود فون کر لے گا اور وہی اس مشکل کا حل نکالے گا ۔۔۔ تم گریٹ لینڈ کے ہوٹل ایکاڈو میں فون کر کے اس سے بات کر لو یہ ضروری ہے" ۔۔۔ سر سلطان نے ایک ہی سانس میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

سر سلطان نے عمران کو بات کرنے کا موقع ہی نہ دیا تھا اور عمران سر سلطان کی اس بات پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس بڑھاپے میں اس قدر تیز رفتاری نجانے جوانی میں کیا حال ہوگا" عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے میز پر پڑی ہوئی ورلڈ فون ڈائریکٹری اپنی طرف کھسکائی اور گریٹ لینڈ کے ہوٹل ایکاڈو کے نمبر چیک کرنے میں مصروف ہو گیا۔ بلیک زیرو اب خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

عمران نے فارن کال کے مخصوص نمبر ملانے کے بعد ہوٹل ایکاڈو

کے نمبر ڈائل کئے۔

"یس ۔۔۔ ہوٹل ایکاڈو" ۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز رسیور پر ابھری۔

"پاکیشیا ٹیم کے منیجر اسرار احمد سے بات کرائیں۔ انہیں بتائیں کہ پاکیشیا سے علی عمران اس سے بات کرنا چاہتا ہے" ۔۔۔ عمران نے خلاف توقع بڑی سنجیدگی سے کہا۔

اور بلیک زیرو اس کی اس خلاف توقع سنجیدگی کو دیکھ کر چونک پڑا۔

"یس سر ۔۔۔ ہولڈ آن کریں" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران خاموش ہو گیا۔

"آپ کی خلاف توقع سنجیدگی بھی چونکا دیتی ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہیلو ۔۔۔ اسرار احمد بول رہا ہوں" ۔۔۔ اس سے پہلے کہ عمران بلیک زیرو کو کوئی جواب دیتا رسیور سے اسرار احمد کی آواز ابھری اور عمران اس طرف متوجہ ہو گیا۔

"اسرار صاحب ۔۔۔ میں علی عمران بول رہا ہوں۔ مجھے سر سلطان نے ابھی تفصیل بتائی ہے۔ آپ نے اس گریٹ کا کمرہ چیک کرایا ہے" عمران نے جان بوجھ کر اعظم کا نام لینے کی بجائے اسے انگریزی میں گریٹ کہہ دیا۔

"جی ہاں ۔۔۔ خوب اچھی طرح ۔۔۔ لیکن وہاں کچھ بھی نہیں" ۔۔۔ اسرار احمد نے جواب دیا۔

"بہر حال کچھ نہ کچھ تو ضرور ہو گا۔ میرا مطلب ہے کمرے میں بیڈ۔

الماری۔ میز۔ کرسی۔ قالین "۔۔۔۔۔ عمران کی زبان ایک بار پھر پٹڑی سے اتر گئی۔ وہ شاید اتنی دیر سنجیدہ نہ رہ سکتا تھا۔

"گگ۔۔۔ گگ۔۔۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔ یہ چیزیں تو موجود ہیں"۔۔۔۔ اسرار احمد نے بُری طرح بوکھلاتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ عمران کی طبیعت کو نہ جانتا تھا۔ اور پھر عمران نے بات بھی سنجیدگی سے کی تھی۔

"میرا مطلب ہے انہیں اچھی طرح چیک کیا گیا ہے یا نہیں" عمران نے اس کی بوکھلاہٹ دیکھ کر بات بنلتے ہوئے جواب دیا۔

"بالکل چیک کیا گیا ہے"۔۔۔۔ اسرار احمد نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔۔۔ آپ اب مطمئن رہیں۔ ہم لوگ آپ کے پاس آ رہے ہیں۔ ہم نے مجرموں کا سراغ نکال لیا ہے۔ وہیں ملاقات ہوگی۔ کوڈ عمران ہوگا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

"تو اب آپ گریٹ لینڈ جائیں گے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"بالکل۔ اصل سازش تو وہیں ہوگی۔ میں نے ریجرڈ سے تفصیلات معلوم کرلی ہیں۔ مجرم تو سامنے آگئے ہیں اب صرف انہیں جاکر اس قابل بنانا ہے کہ وہ بے جرم بن جائیں"۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو کیا آپ پوری ٹیم لے جائیں گے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔ پوری کے ساتھ تو حلوہ بھی ضروری ہوتا ہے۔ خالی پوری

تو کھائی نہیں جاتی اور حلوہ دانش منزل نہیں چھوڑ سکتا۔ ورنہ دانش منزل کی دانش کو گاؤزبان کھلانا پڑ جائے گا۔ اور آج کل تو یہ خمیرے بھی اس قدر مہنگے ہوگئے ہیں کہ آدمی ساری عمر کماتا رہے تب بھی خمیرے کا خمیر بھی نہیں خرید سکتا۔۔۔۔ واہ کیا موسیقیت ہے۔ خمیرہ۔ خمیر۔ خرید۔ اسے کہتے ہیں حسن توازن"۔۔۔۔ عمران کی زبان ایک بار پھر چل پڑی۔

"اس میں خمر بھی شامل کرلیں تو توازن بالکل ہی درست ہو جائے گا" بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تمہاری شمولیت پر مجھے بھلا کیا اعتراض ہوسکتا ہے" عمران نے کہا۔ اور بلیک زیرو بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"چلو اس طرح آپ نے مجھے بھی اس ٹیم میں شامل ہونے کی اجازت تو دے دی۔ چاہے کسی حیثیت سے ہی سہی"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا اور اس بار عمران بھی ہنس پڑا۔

"خاصے تیز جا رہے ہو۔ ٹھیک ہے۔ اب تمہاری شمولیت لازمی ہوگئی۔ ویسے بھی وہاں کام اتنا زیادہ نہیں ہے۔ میرا خیال ہے تم وہاں کے مقامی ایجنٹ بن جانا۔۔۔۔ اس طرح یہاں سے جانے والے بھی مطمئن رہیں گے"۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مجھے بھلا کیا اعتراض ہوسکتا ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے خوش ہوکر کہا۔

"او۔ کے۔۔۔ پھر جولیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل کو ساتھ لے لیتے ہیں۔ بس اتنے ہی کافی ہیں۔ تم انہیں فون کرکے کہہ دو کہ وہ کل ایئرپورٹ پہنچ جائیں۔ میں ان سے وہیں مل لوں گا۔ تم کسی میک اپ میں ساتھ رہنا۔

بعد میں وہاں جاکر میک اپ بدل لینا۔ وہاں ہوٹل ایکاڈو میں ہی پہلے سے
ہم سب کے کمرے بک کرالینا۔ اس طرح آسانی رہے گی"۔
عمران نے پروگرام بناتے ہوئے کہا۔
" ہوٹل ایکاڈو ۔۔۔۔ لیکن وہاں تو آج کل ٹیم ٹھہری ہوئی ہے۔ وہاں
تو مشکل ہی کمرے ملیں گے " ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔
" یار۔ واقعی اب تم اپنا نام بدل لو۔ وہی نام ٹھیک رہے گا جسے تم
خمیرے میں شامل کرنا چاہتے تھے " ۔۔۔۔ عمران نے بُرا سا منہ بناتے
ہوئے کہا۔ اور ٹیلی فون ایک بار پھر اپنی طرف کھسکا لیا۔ اور رسیور
اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
" یس ۔۔۔ ہوٹل ایکاڈو " ۔۔۔۔ ایک بار پھر وہی نسوانی آواز سنائی
دی۔
" منیجر سے بات کراؤ۔ میں لارڈ ولنگٹن بول رہا ہوں " ۔۔۔۔ عمران
نے خالصتاً گریٹ لینڈ کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کی
آواز میں لارڈوں والا ہی وقار شامل تھا۔
" اوہ ۔۔۔ یس سر۔ یس سر ۔۔۔ ہولڈ آن کریں سر "
دوسری طرف سے گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔
" منیجر بلیکی بول رہا ہوں " ۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک گھبرائی ہوئی آواز
سنائی دی۔ اور عمران بلیکی کا نام سن کر چونک پڑا۔
" مسٹر بلیکی۔ میں لارڈ ولنگٹن بول رہا ہوں۔ چیف آف سکاٹ لینڈ یارڈ "
عمران نے اسی طرح باوقار لہجے میں کہا۔
" یس سر ۔۔۔ یس سر ۔۔۔ حکم سر " ۔۔۔۔ بلیکی نے بڑی

طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔
" تم یہاں نئے آئے ہو " ۔۔۔۔ عمران نے ایک خیال کے تحت
پوچھا۔
" یس سر ۔۔۔ مجھے چند دن ہی ہوئے ہیں " ۔۔۔۔ بلیکی نے فوراً
ہی جواب دیا۔
" اوکے سنو ۔۔۔۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ تمہارے ہوٹل میں
پولیس والوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا جا رہا ہے " ۔۔۔۔ عمران
نے سخت لہجے میں کہا۔
" ایسی تو کوئی بات نہیں جناب۔ یہاں تو کسی نے شکایت نہیں کی "
بلیکی نے جواب دیا۔
" تو تمہارا مطلب ہے میں جھوٹ بول رہا ہوں " ۔۔۔۔ عمران نے
غراتے ہوئے کہا۔
" اوہ نہیں سر۔ یہ بات نہیں سر۔ میرا مطلب تھا کہ ۔۔۔۔ "
" تمہارا جو بھی مطلب تھا اُسے اپنے تک رہنے دو۔ چند غیر ملکی پریس
رپورٹر آنے والے ہیں۔ وہ کل یہاں پہنچیں گے۔ وہ مخصوص لوگ ہیں۔ ان
کے لئے حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ ہوٹل ایکاڈو میں ٹھہریں تاکہ وہ
میچ اور ٹیم کے متعلق صحیح کام کر سکیں ۔۔۔۔ تم نے انہیں پاکیشیا ٹیم
کے ساتھ ہی خصوصی کمرے دینے ہیں۔ اٹ از آرڈر " ۔۔۔۔ عمران
نے تیز لہجے میں کہا۔
" بب ۔۔۔ بب ۔۔۔ بہتر سر۔ ایک ونگ خالی ہے سر۔ اُسے
ہم نے حفاظتی اقدامات کے تحت خالی رکھا ہوا ہے۔ اگر آپ حکم کریں

تو انہیں وہیں ٹھہرالیا جائے" ـــــ بلیکی نے جلدی سے جواب دیا۔

"یہ ٹھیک رہے گا۔ اور سنو۔ انہوں نے خصوصی رپورٹنگ کرنی ہے۔ اس لئے ان کے یہاں ٹھہرنے کے متعلق کوئی تفصیل کسی کو پتہ نہیں چلنا چاہیئے ـــــ ویسے وہ عام سے رپورٹر ہوں گے۔ یہ ٹاپ سیکرٹ ہے۔ اس کا پتہ سکاٹ لینڈ یارڈ کے کسی نچلے افسر کو بھی نہیں لگنا چاہیئے۔ اگر یہ لیک آؤٹ ہوا تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ یہ تم سے لیک آؤٹ ہوا ہے ـــــ اور تم جانتے ہو کہ اس کی کیا سزا ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

"میں خیال رکھوں گا سر۔ بالکل پتہ نہ لگنے دوں گا سر" بلیکی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"اور سنو ـــــ ان میں سے ایک تم سے براہ راست ملے گا۔ کوڈ پرنس ہوگا۔ اپنے ساتھیوں کی تعداد وہ خود بتائیں گے۔ اور سنو۔ انہیں وہاں کام کرنے کی ہر قسم کی آزادی ہونی چاہیئے۔ کوئی رکاوٹ نہ ہو" عمران نے کہا۔

"یس سر ـــــ ایسا ہی ہوگا سر" ـــــ بلیکی نے جواب دیا۔ اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"لو بھئی بلیک زیرو۔ اب تو کمرے بھی مل گئے اور وہ بھی پاکیشیا ٹیم کے ساتھ۔ بلیکی میں اب اتنی ہمت نہیں ہوگی کہ وہ سکاٹ لینڈ یارڈ۔ چیف لارڈ ولنگٹن سے تصدیق کرتا پھرے ـــــ اور مجھے ایک شبہ بھی ہو رہا ہے۔ بہرحال اس کی تصدیق وہیں جا کر ہی ہوگی" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیسا شبہ" ـــــ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"رچرڈ نے مجھے بتایا ہے کہ آرگنائزیشن نے پاکیشیا ٹیم کو اعصابی طور پر ختم کرنے کے لئے کسی پیشہ ور مجرم سے رابطہ قائم کیا ہے۔ اس مجرم کا نام بلیکی ہے ـــــ اور اب اس منیجر کا نام بھی بلیکی ہے۔ اور جس طرح یہ چیف کا نام سن کر گھبرا گیا تھا۔ اس نے اسے ہوٹل کا منیجر کا رویہ ایسا نہیں ہوتا۔ بہرحال یہ تو وہیں جا کر ہی معلوم ہوگا کہ حقیقت کیا ہے۔ تم ممبرز کو کال کر کے انہیں تیار کراؤ ـــــ میں نے اس دوران کچھ تیاریاں کرنی ہیں وہ کر لوں" ـــــ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ ایسا نہ کر لیں کہ میں آپ سے پہلے ہی گریٹ لینڈ پہنچ جاؤں اور پھر ایئرپورٹ پر آپ سے ملاقات ہو۔ اس طرح ممبرز بھی مطمئن رہیں گے" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"چلو ایسا کر لو۔ تم وہاں اپنا نام جیکال رکھ لینا۔ اب ڈنکی کچھ اچھا نام تو نہیں رہے گا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ظاہر ہے اب بلیک زیرو اتنی انگریزی تو جانتا ہی تھا کہ جیکال گیدڑ کو کہتے ہیں۔ لیکن بہرحال ایسے نام گریٹ لینڈ کے باسیوں کے ہوتے ہی ہیں ـــــ عمران اس دوران دروازے سے باہر چلا گیا تھا۔ اس لئے بلیک زیرو کے لئے اب یہی نام رکھنا لازمی ہو گیا تھا۔ بہرحال یہی غنیمت تھا کہ اُسے کچھ دن بھاگ دوڑ کرنے کے مل گئے تھے۔ اب چاہے نام ایسا ہی کیوں نہ ہو اُسے گوارا تھا ـــــ یہی سوچتے ہوئے اس نے ٹیلی فون کی طرف کھسکایا تاکہ ممبرز کو تیاری کے لئے کہہ سکے۔

رابطہ ختم ہوتے ہی بلیکی نے جلدی سے کریڈل دبایا اور رابرٹ
کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔ اس کے چہرے پر خاصی پریشانی کے
آثار تھے ۔

" یس ــــ رابرٹ سپیکنگ " ــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری
طرف سے رابرٹ کی آواز سنائی دی ۔

" رابرٹ ــــ میں بلیکی بول رہا ہوں ۔ ابھی سکاٹ لینڈ یارڈ کے چیف لارڈ
ولنگٹن کا فون آیا تھا " ــــ بلیکی نے کہا ۔

" لارڈ ولنگٹن کا فون ــــ کیوں " ــــ رابرٹ نے چونکتے ہوئے پوچھا
اور جواب میں بلیکی نے لارڈ ولنگٹن سے ہونے والی تمام گفتگو رابرٹ کو
حرف بحرف سنا دی ۔

" اوہ ــــ اس کا مطلب ہے کہ سکاٹ لینڈ یارڈ کو کوئی شک پڑ گیا
ہے اور وہ اپنے خاص آدمی رپورٹروں کی صورت میں یہاں پہنچانا چاہتا

ہے " ــــ رابرٹ نے تیز لہجے میں جواب دیا ۔

" اوہ ــــ تو پھر اب کیا کیا جائے ۔ کیا ہم پیچھے ہٹ جائیں "
بلیکی نے اور زیادہ گھبرا کر کہا ۔

" پیچھے ہٹ جائیں ــــ کیا مطلب ــــ آرگنائزیشن پیچھے کیسے ہٹ
سکتی ہے ۔ یہ تو ناممکن ہے ۔ ایسا تو سوچنا ہی حماقت ہے ۔ آپ نے
اس مشن کے بعد آرگنائزیشن کا چیف بننا ہے ۔ لیکن اگر آپ کی یہی حالت
رہی تو پھر یہ تو مشکل بات ہے " ــــ رابرٹ کے لہجے میں تلخی تھی ۔

" اوہ ــــ یہ بات نہیں رابرٹ ۔ بات یہ ہے کہ اگر سکاٹ لینڈ یارڈ
تہہ تک پہنچ گئی تو پھر صورت حال خراب ہو جائے گی " ــــ بلیکی نے
اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا ۔

" ایسی کوئی بات نہیں ۔ اگر ہاتھ پیر بچا کر کام کیا جائے تو کوئی بھی کچھ نہیں
کر سکتا ۔ پھر ہم نے کسی کھلاڑی کو زخمی یا قتل تو نہیں کرنا " ــــ رابرٹ نے
کہا ۔

" اوہ ہاں ــــ ٹھیک ہے ۔ ان کے پاس ثبوت کیا ہو سکتا ہے "
بلیکی نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا ۔

" اور ہو بھی سہی تو کوئی فرق نہیں پڑتا ۔ بہرحال اس ساری بات پر تفصیلی
گفتگو کی ضرورت ہے ۔ آپ ایسا کریں کہ ہیڈ کوارٹر آ جائیں ۔ وہاں برادرن سے
مل کر اس کا کوئی نیا لائحہ عمل طے کر لیتے ہیں ــــ جنہوں نے آنا ہے انہوں
نے کل ہی آنا ہے ۔ آج کا دن اور رات تو ہمارے پاس ہے ہی "
رابرٹ نے کہا ۔

" اوکے ــــ ٹھیک ہے ــــ میں آ رہا ہوں " ــــ بلیکی نے

اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

پھر اس نے اسسٹنٹ منیجر کو انٹرکام پر ہوٹل کے متعلق ضروری ہدایات دیں اور اٹھ کر کمرے سے باہر نکل آیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ہوٹل کی کار میں بیٹھا آرگنائزیشن کے ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ وہاں پہنچ کر جب اس نے مخصوص کوڈ دوہراتے تو اُسے رابرٹ کے کمرے میں پہنچا دیا گیا ــــ وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ بس چند دنوں کی بات ہے۔ پھر وہ کھلے طور پر آرگنائزیشن کا چیف بن جائے گا۔ تب اُسے کم از کم اس کوڈ کی اور تلاشیوں سے تو جان چھوٹ جائے گی۔ کیونکہ ہیڈ کوارٹر کا یہی اصول تھا کہ اس میں داخل ہونے والے ہر شخص کی مکمل تلاشی لی جاتی تھی ــــ تب اُسے اندر لے آیا جاتا تھا۔ اور یہ تلاشی جدید ترین مشینوں کے ذریعے لی جاتی تھی۔ اس لئے کوئی اسلحہ کسی قیمت پر اندر نہ جا سکتا تھا۔ اور ہیڈ کوارٹر کے اندر صرف مخصوص لوگوں کو ہی اسلحہ رکھنے کی اجازت تھی۔

"آؤ بلیکی۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا" ــــ رابرٹ نے بلیکی کے کمرے میں داخل ہوتے ہی کہا۔

"کیا بات ہے۔ آج تمہارا لہجہ کچھ بدلا بدلا سا لگ رہا ہے" بلیکی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ اس کے لہجے میں شکوک وشبہات کی پرچھائیاں ابھر آئیں تھیں۔

"لہجہ ــــ ارے آپ کو محسوس نہیں ہوا کہ میری طبیعت خراب ہے۔ پیٹ میں کچھ گرانی سی محسوس ہو رہی ہے۔ میں تو شاید چھٹی کر کے چلا جاتا لیکن آپ کا فون آنے کی وجہ سے بیٹھ گیا" ــــ رابرٹ نے کہا۔ اور بلیکی نے

اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔ کیونکہ رابرٹ جس طرح مؤدبانہ انداز میں اس سے گفتگو کر رہا تھا۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ ذہنی طور پر بلیکی کو ہی چیف باس سمجھتا ہے۔ ورنہ رابرٹ جیسے لوگ تو بڑے سے بڑے مجرم کو بھی گھاس نہیں ڈالا کرتے ــــ ویسے بلیکی جانتا تھا کہ رابرٹ نمبر ٹو ہونے کی وجہ سے خود آرگنائزیشن کے اصل چیف ڈیوڈ سے بے حد خوفزدہ رہتا تھا۔ کیونکہ ڈیوڈ عجیب وغریب طبیعت کا مالک تھا۔ گھڑی تولہ گھڑی ماشہ ــــ اور شاید اس لئے بلیکی نے جیسے ہی ایک قابل عمل تجویز کا اشارہ کیا۔ رابرٹ اس پر عمل درآمد کر گزرا۔ کیونکہ اور کچھ نہ ہو تو کم از کم ڈیوڈ سے تو اس کی جان چھوٹ ہی گئی تھی۔

"براؤن کو کہہ دیا ہے" ــــ بلیکی نے پوچھا۔

"یس ــــ وہ انتظار میں ہے" ــــ رابرٹ نے کہا اور بلیکی نے سر ہلا دیا۔

"آیئے" ــــ رابرٹ نے کہا۔ اور پھر وہ بلیکی کو لے کر مخصوص راستوں سے ہوتا ہوا چیف باس کے مخصوص کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔ بلیکی کو نجانے کیوں بار بار کسی گڑبڑ کا احساس ہو رہا تھا۔ اس کی چھٹی حس کسی نامعلوم خطرے کی نشاندہی کر رہی تھی۔ لیکن اُسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ یہاں اُسے کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔

چیف باس کے مخصوص دفتر میں پہنچ کر جب وہ براؤن سے ملا تو اس کی طبیعت بحال ہو گئی۔ کیونکہ بہرحال براؤن اس کا خاص دوست تھا۔ اس لئے اس کی موجودگی میں اگر کوئی خطرہ ہو بھی سکتا تھا تو وہ ختم ہو جاتا۔

براؤن نے جو ڈیوڈ بنا ہوا تھا اٹھ کر بلیکی اور رابرٹ کا استقبال کیا۔

اور پھر وہ دونوں ہی مخصوص کمرے میں آکر بیٹھ گئے۔

رابرٹ قدرے خاموش خاموش لگ رہا تھا۔ جب کہ براؤن بلیکی سے مشن کے متعلق پوچھ رہا تھا۔ اور بلیکی نے اُسے بتایا کہ کس طرح اس نے اعظم کو ساری رات نہ سونے دیا ـــــ اور پھر آج رات کا پروگرام بھی بتا دیا کہ آج اس نے اعظم کے ساتھ دو اور کون کون سے کھلاڑیوں کے ساتھ کیا کیا کرنا ہے۔

"بس کافی ہے براؤن۔ اتنی معلومات ہی کافی ہیں"ـــــ اچانک ایک طرف خاموش بیٹھے رابرٹ نے سخت لہجے میں کہا۔

"کیا ـــ کیا مطلب"ـــــ بلیکی نے رابرٹ کا لہجہ سنتے ہی بُری طرح چونکتے ہوئے مڑ کر کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا ایک جھٹکا کھا کر کرسی سے نیچے آگرا۔ رابرٹ کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا پستول چمک رہا تھا۔ جس کی نال میں سے دھواں نکل رہا تھا۔ گولی بلیکی کے سینے پر پڑی تھی۔

"تت ـــ تت ـــ تم ـــ تم ـــ براؤن تم بھی......"

بلیکی نے قالین پر گر کر تڑپتے ہوئے کہا۔

لیکن اُسی لمحے رابرٹ نے دوسری بار ٹریگر دبایا اور اس بار گولی ٹھیک بلیکی کے دل میں گھس گئی اور وہ ایک جھٹکا کھا کر سیدھا ہو گیا۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔ براؤن خاموش بیٹھا ہونٹ کاٹ رہا تھا۔

"تم اپنا میک اپ صاف کرو براؤن۔ اب تم بلیکی کی جگہ ہوٹل ایکارڈو کے منیجر ہو۔ اپنے اصلی نام اور روپ سے۔ میں اب آرگنائزیشن کے چیف بننے کا اعلان کر رہا ہوں ـــــ آرگنائزیشن سنبھالنا تمہارے

بس کا روگ ہے اور نہ بلیکی کا"ـــــ رابرٹ نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"لل ـــ لیکن تم نے تو مجھے کہا تھا کہ بلیکی میرے خلاف سازش کر رہا ہے وہ مجھے مروانا چاہتا ہے۔ اس لئے میں خاموش رہا"۔ براؤن نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا۔

رابرٹ نے اُسے یہی کہا تھا۔ کہ بلیکی کی نیت میں فرق آگیا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ آفر بھی کی تھی کہ اگر بلیکی کو ختم کر دیا جائے تو براؤن ہمیشہ کے لئے آرگنائزیشن کا چیف باس بن سکتا ہے ـــــ اور براؤن چونکہ اس اقتدار اور عیاشی کا عادی ہو چکا تھا اس لئے یہ اس کے لئے بہت بڑی خوشخبری تھی۔ اور اسی خوشخبری کی وجہ سے اس نے رابرٹ کو بلیکی کے خاتمے کی اجازت دے دی تھی ـــــ کیونکہ براؤن کی مرضی کے بغیر رابرٹ اسلحہ لے کر اس خاص دفتر میں داخل نہ ہو سکتا تھا۔ اور ظاہر ہے اسلحہ کے بغیر بلیکی جیسے غنڈے کا خاتمہ ناممکن تھا۔ اور اس کے باوجود بھی بلیکی صرف اچانک وار سے مارا گیا تھا ـــــ اگر اسے ایک لمحے کی بھی مہلت مل جاتی تو پھر رابرٹ کے فرشتے بھی اُسے گولی نہ مار سکتے تھے۔ وہ تھا ہی اس قسم کا آدمی۔ لڑائی بھڑائی کے فن میں انتہائی ماہر۔

"میں تمہیں ایک آفر کر رہا ہوں۔ سمجھے۔ تم جیسے کمزور آدمی آرگنائزیشن کے چیف نہیں بن سکتے۔ لیکن اگر تمہیں یہ آفر قبول نہیں تو بتا دیں بلیکی کی طرح تم سے بھی چھٹکارا حاصل کر سکتا ہوں"ـــــ رابرٹ نے انتہائی تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے ——— میں تہہ دل سے تمہاری قیادت تسلیم کرتا ہوں" ——— براؤن نے جلدی سے دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔

عمران نے دروازہ کھولا اور کمرے میں داخل ہو گیا۔ یہ ہوٹل ایکارڈو کے منیجر کا دفتر تھا۔ انتہائی شاندار انداز میں سجا ہوا۔ سامنے ایک بڑی سی اور انتہائی شاندار میز کے پیچھے ایک چھریرے بدن کا مالک نوجوان بیٹھا ہوا تھا ——— عمران نے اُسے دیکھتے ہی بُرا سا منہ بنا لیا۔ کیونکہ اب تک عمران کو توقع یہی تھی کہ یہ بلیکی لازماً وہی مجرم ہوگا۔ جس کی نشاندہی رچرڈ نے کی تھی۔ لیکن رچرڈ نے بلیکی کا جو حلیہ بتایا تھا یہ نوجوان اس سے یکسر مختلف تھا۔

"تشریف لایئے جناب" ——— میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے نوجوان نے عمران کے اندر داخل ہوتے ہی کاروباری انداز میں مسکرا کر کہا۔ اور

عمران اس کی آواز سن کر چونک پڑا۔ کیونکہ جس بلیکی سے اس نے لارڈ ونگٹن کی حیثیت سے بات چیت کی تھی اس کی آواز اس نوجوان کی آواز سے یکسر مختلف تھی۔

"آپ منیجر ہیں" ——— عمران نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں میں منیجر ہوں۔ فرمایئے" ——— نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور عمران میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کا ذہن چکر کھا گیا تھا۔ اُسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر یہ چکر کیا ہے۔

"آپ کا نام" ——— عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"میرا نام براؤن ہے" ——— نوجوان نے جواب دیا۔

"اوہ ——— مگر مجھے تو یہی بتایا گیا تھا کہ منیجر کا نام بلیکی ہے" عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"آپ کو درست بتایا گیا ہے۔ کل تک مسٹر بلیکی ہی منیجر تھے۔ میں اسسٹنٹ منیجر تھا۔ لیکن رات مسٹر بلیکی پر اچانک فالج کا حملہ ہوا۔ چنانچہ انہیں علاج کے لئے ایکریمیا بھجوا دیا گیا ہے۔ اور اب ان کی جگہ میں منیجر ہوں" ——— براؤن نے جواب دیا۔

"اوہ ——— تو یہ بات ہے۔ لیکن مسٹر بلیکی نے آپ کو سکاٹ لینڈ یارڈ کے چیف باس کے سلسلے میں تو کچھ نہیں بتایا ہوگا" ——— عمران نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— تو آپ ہیں وہ۔ آپ کو میں نے بتایا ہے کہ میں مسٹر بلیکی کا اسسٹنٹ ہوں۔ اور عملی طور پر ہوٹل کا منیجر میں ہی تھا۔ اس لئے مسٹر بلیکی نے تمام صورت حال مجھے بتا دی تھی ——— ویسے آپ مطمئن

رہیں۔ چیف باس کی ہدایات پر پورا عمل ہوگا۔ یہ بات صرف مسٹر بلیکی اور مجھ تک ہی محدود رہنی تھی۔ اگر مسٹر بلیکی اچانک بیمار نہ ہو جاتے تو آج یقیناً آپ کی ان سے ملاقات ہوتی۔ ویسے انہوں نے کہا تھا کہ آپ ایک مخصوص کوڈ بولیں گے" ۔۔۔ براؤن نے کہا۔ وہ خاصا باتونی سا لگ رہا تھا۔

"مسٹر بلیکی نے آپ کو وہ کوڈ بتا دیا تھا" ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں ۔۔۔ آپ کے اطمینان کے لئے اتنا بتا دیتا ہوں کہ یہ کوڈ حرف "پی" سے شروع ہوتا ہے۔ باقی کوڈ آپ بتائیں گے" براؤن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوکے ۔۔۔ کوڈ ہے پرنس" ۔۔۔ عمران نے مطمئن ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"بالکل ٹھیک ہے۔ آپ مطمئن رہیں۔ ہم بالکل ویسے ہی کریں گے جیسے لارڈ نے حکم دیا ہے۔ آپ کو کتنے کمرے چاہئیں" براؤن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"چار کمرے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تو پورے ونگ کی بات کریں۔ ٹھیک ہے۔ ونگ خالی ہے۔ آپ اس میں رہ سکتے ہیں۔ میں نے پہلے ہی ہدایات دے دی ہیں۔ اور یہاں آزادانہ نقل و حرکت کے لئے میں آپ کو مخصوص پاس جاری کر دیتا ہوں ۔۔۔ کیونکہ حفاظتی انتظامات کی وجہ سے یہاں پابندیاں ہیں" ۔۔۔ براؤن نے کہا۔ اور پھر اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے چار پاس نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیئے۔

یہ سرخ رنگ کے کارڈ تھے۔ جن پر مخصوص انداز میں ہوٹل ایکارڈ کے الفاظ چھپے ہوئے تھے۔

"یہ خصوصی کارڈ ہے۔ جو کوئی آپ کو روکے آپ اسے یہ پاس دکھا دیں" ۔۔۔ براؤن نے کہا۔

"تھینک یو ۔۔۔ آپ کے تعاون کا شکریہ" ۔۔۔ عمران نے پاس جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

"ویسے آپ اپنا نام بتائیں گے۔ مجھے خاصا اشتیاق تھا آپ سے ملنے کا۔ کیونکہ لارڈ ولنگٹن عام طور پر ایسی ہدایات جاری نہیں کیا کرتے" ۔۔۔ براؤن نے کہا۔

"میرا نام مارٹن ہے۔ میرا تعلق اقوام متحدہ کے ایک خصوصی سرکاری شعبے سے ہے۔ اسی طرح میرے دوسرے ساتھیوں کا تعلق بھی اسی شعبے سے ہے ۔۔۔ اس شعبے کا تعلق دنیا بھر میں ہونے والی گیمز کے متعلق اعداد و شمار مرتب کرنا ہے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔ اچھا اچھا۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ اس لئے لارڈ ولنگٹن نے آپ کے لئے مخصوص انتظامات کا حکم دیا ہے۔ میں سمجھا آپ لوگ کسی اخبار سے متعلق ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو ہمارے لئے بڑی پریشانی پیدا ہو جاتی ۔۔۔ کیونکہ یہاں ہوٹل میں تقریباً پوری دنیا کے چیدہ چیدہ رپورٹرز موجود رہتے ہیں۔ اور آپ کو خصوصی رعائیات دینے پر وہ لازماً احتجاج کرتے" ۔۔۔ براؤن نے اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آپ کو کوئی شکایت نہیں ہوگی مسٹر براؤن۔ تعاون کا بے حد

شکریہ" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔
اس بار بہادر نے بھی اٹھ کر اس سے مصافحہ کیا اور عمران سر ہلاتا ہوا
دفتر سے باہر آ گیا۔

اس کے ساتھی ہوٹل کی نچلی لابی میں موجود تھے۔ عمران نے متعلقہ
عملے سے بات چیت کی تو انہیں فوراً ہی ان کے لئے مخصوص ونگ میں
پہنچا دیا گیا ــــ یہ ونگ اسی منزل پر تھا جس پر پاکیشیا کرکٹ ٹیم
رہائش پذیر تھی۔

عمران نے کمروں میں جانے سے پہلے ہی سب ساتھیوں کو ہوشیار
رہنے کے لئے کہہ دیا تھا۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ ان کمروں میں لازماً
چیکنگ کے لئے کوئی خفیہ آلات نصب کئے گئے ہوں گے۔ لیکن جب
عمران نے سب سے پہلے جدید ترین گائیگر کی مدد سے اپنا کمرہ اور بعد
میں باقی سب کمروں کو چیک کیا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہاں کوئی ایسا
آلہ سرے سے موجود ہی نہ تھا ــــ لیکن پھر بھی عمران نے انہیں پوری
طرح محتاط رہنے کا حکم دے دیا۔ اور خود وہ اپنے کمرے کو لاک کر کے
اسرار احمد کی تلاش میں چل پڑا۔

کاؤنٹر سے اسے بتایا گیا کہ اسرار احمد ٹیم کے ہمراہ نیٹ پریکٹس
کے لئے گراؤنڈ میں گئے ہوئے ہیں۔ اور اب ان کے آنے کا وقت
بھی ہو گیا ہے تو عمران ہال میں بنے ہوئے ایک کیبن میں جا کر بیٹھ گیا۔
چند لمحوں بعد ایک خوب صورت سی ویٹرس اندر داخل ہوئی۔

" آرڈر سر" ــــ ویٹرس نے جھکتے ہوئے بڑے میٹھے لہجے
میں کہا۔ وہ اتنی متناسب جسم کی مالک اور خوب صورت تھی کہ جیسے

عالمی مقابلہ حسن میں اول آنے پر اسے اس ہوٹل میں ویٹرس رکھا گیا ہو۔

" آپ تو خود آرڈر دینے کے لئے پیدا ہوئی ہیں۔ حکم فرمائیے۔ بندہ سر کے
بل کھڑا ہو۔ یا فی الحال ٹانگوں پر ہی کھڑا رہنا گوارہ ہو گا" ــــ عمران نے بڑے
شائستہ لہجے میں ویٹرس سے مخاطب ہو کر کہا اور ویٹرس بے اختیار ہنس
پڑی۔

" اوہ ــــ آپ ہمیں ہی خدمت کا موقع دیجئے تو یہ ہمارے لئے
باعث فخر ہو گا" ــــ ویٹرس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ ایسے
عاشق مزاج گاہکوں سے تو ظاہر ہے اس کا روز ہی واسطہ پڑتا رہتا ہو گا۔

" او کے ــــ پھر ایسا کیجئے کہ مجھے ایک لائم جوس لا دیجئے۔ اور خود
میرے سامنے بیٹھ کر جو جی چاہے پی لیجئے۔ بل میں ادا کروں گا"
عمران کا انداز ٹھیٹھ عاشقانہ تھا۔

" اوہ ــــ مجھے آپ کا ساتھی بن کر بے حد خوشی ہوتی لیکن میں ڈیوٹی پر
ہوں اور دو گھنٹے بعد میری ڈیوٹی آف ہو گی" ــــ ویٹرس نے جواب
دیا۔

" ارے ــــ ویری بیڈ ــــ دو گھنٹے بعد تو میری ڈیوٹی شروع ہو جائے
گی۔ اچھا تو لائم جوس ہی لے آئیے۔ اب کیا کیا جائے مجبوری ہے"
عمران نے افسوس بھرے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ویٹرس ہنستی
ہوئی کیبن سے باہر چلی گئی۔

اور پھر اس سے پہلے کہ ویٹرس لائم جوس لاتی کیبن کا پردہ ہٹا اور اسرار
احمد اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی تھکاوٹ کے آثار موجود تھے۔
عمران چونکہ اسے ایک بار مل چکا تھا ــــ اس لئے وہ اسے دیکھتے ہی

پہچان گیا تھا۔

"مجھے کاؤنٹر سے بتایا گیا ہے کہ آپ مجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میرا نام اسرار احمد ہے۔ فرمایئے" ___ اسرار احمد نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

عمران چونکہ میک اپ میں تھا۔ اس لئے ظاہر ہے وہ اسے پہچان نہ سکا تھا۔

"تشریف رکھئے ___ مجھے عمران کہتے ہیں" ___ عمران نے اٹھ کر باقاعدہ مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور اسرار احمد پہلے تو عمران کا نام سن کر ٹھٹھکا اور پھر غور سے ایک بار پھر عمران کو دیکھنے لگا۔ البتہ اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"لیکن ....." ___ اسرار احمد نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"جہاں لیکن شروع ہوتا ہے بس وہیں سے میک اپ کا فن شروع ہو جاتا ہے۔ اور یہ ایسا اسراری فن ہے کہ آدمی کو پلک جھپکنے میں بدل دیتا ہے" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور اسرار احمد کے چہرے پر پہلے حیرت اور پھر اطمینان کے آثار نمایاں ہو گئے۔

"کمال ہے عمران صاحب ___ اس قدر تبدیلی" ___ اسرار احمد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے ویٹرس ٹرے میں لائم جوس کا گلاس رکھے اندر داخل ہوئی۔

"ایک گلاس میرے لئے بھی لا دیجئے" ___ اسرار احمد نے بڑے

بے تکلفانہ انداز میں کہا۔ اور ویٹرس گلاس میز پر رکھ کر سر ہلاتی ہوئی واپس چلی گئی۔

"کیا یہاں تفصیل سے بات چیت ہو سکتی ہے" ___ عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں کیوں نہیں۔ اس کلب میں یہی تو خوبی ہے کہ یہاں کوئی کسی کی ٹوہ میں نہیں رہتا" ___ اسرار احمد نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اس کے باوجود آپ پریشان ہیں۔ حیرت ہے" ___ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ اور اسرار احمد بے اختیار ہنس پڑا۔

"دراصل واقعات ہی ایسے ہو رہے ہیں کہ میں واقعی پریشان ہو گیا ہوں۔ کل اعظم ڈھیلا تھا تو آج سلیم کے ساتھ یہی چکر تھا۔ وہ اپنی فارم میں نہ تھا" ___ اسرار احمد نے پھیکی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

"سلیم ___ وہ بیٹسمین" ___ عمران نے پوچھا۔

"ہاں وہی۔ نجانے کیا چکر چل رہا ہے۔ مجھے تو اس نے کچھ بتایا نہیں۔ البتہ کپتان فرحان نے اس سے بات چیت کی تو پتہ چلا کہ رات بھر اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ بستر سے اوپر اٹھ کر پھر نیچے گرا۔ لیکن وہ تھا بستر پر ہی" ___ اسرار احمد نے کہا۔

"آپ کے یہ سلیم صاحب بھنگ تو نہیں پیتے" ___ عمران نے لائم جوس کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

"بھنگ ___ یہاں بھنگ کا کیا تعلق" ___ اسرار احمد نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"بڑا گہرا تعلق ہے۔ بھنگ کا نشہ چڑھ جائے تو انسان یہی محسوس

کرتا ہے کہ جیسے وہ بستر سے فضا میں بلند ہو رہا ہو۔ بڑا خوب صورت اور رومانٹک نشہ ہے " ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ اسرار احمد کوئی جواب دیتا۔ ویٹرس دوبارہ اندر داخل ہوئی۔ اور اس نے لائم جوس کا گلاس اسرار احمد کے سامنے رکھا۔ اور پھر سلام کرتی ہوئی واپس چلی گئی۔

" ایسی کوئی بات نہیں عمران صاحب۔ ہمارے کھلاڑی تو سگریٹ تک نہیں پیتے۔ باقی نشہ تو ایک طرف رہا " ـــــ اسرار احمد نے فخریہ لہجے میں کہا۔

" واہ۔ بڑے سعادت مند کھلاڑی ہیں۔ اللہ ہر ایک کو ایسے ہی کھلاڑی دے۔ ویسے کیا آپ مجھے اعظم اور سلیم دونوں کے کمرے دکھا سکتے ہیں " ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ سوری ـــــ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ کیونکہ خصوصی حفاظتی اقدامات کے تحت کھلاڑیوں کے کمرے میں بلکہ اس پورے ونگ میں کوئی غیر متعلق آدمی داخل نہیں ہو سکتا " ـــــ اسرار احمد نے جواب دیا۔

" غیر متعلق کی آپ کیا تعریف کرتے ہیں " ـــــ عمران کا لہجہ یک لخت بے حد سنجیدہ ہو گیا۔

" میرا مطلب ہے۔ جس کا تعلق پاکیشیا کرکٹ ٹیم سے نہ ہو " اسرار احمد نے جواب دیا۔ وہ حیرت سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ جیسے اس بات پر حیران ہو رہا ہو کہ اتنی موٹی سی بات اسے کیوں سمجھ میں نہیں آ رہی۔

" تو آپ مجھے کھلاڑی بنا دیجیے۔ بے شک تیرھواں۔ چودھواں پندرھواں

بلکہ جہاں تک آپ کو گنتی یاد ہو میں بننے کے لئے تیار ہوں۔ اس میں کون سے فرہاد کی طرح پہاڑ کھودنے پڑتے ہیں۔ بس ایک بیٹ ہاتھ میں لیا۔ ٹانگوں پہ پیڈ باندھے ـــــ ایک سویٹر پہنا۔ سر پہ ٹوپی۔ اور لیجیے کھلاڑی تیار " ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور اسرار احمد بے اختیار ہنس پڑے۔

" آپ بھی کمال کرتے ہیں عمران صاحب اگر اسی طرح ہر شخص کھلاڑی بن جائے تو پھر پاکیشیا ٹیم تو دس کروڑ کھلاڑیوں پر مشتمل ہو " اسرار احمد نے کہا۔

" تو اور کیا کرنا پڑتا ہے۔ چلو بیٹ نہ سہی گیند ہاتھ میں پکڑی ذرا سے بھاگے اور پوری قوت سے گیند سامنے کھڑے ہوئے کھلاڑی کی پیشانی کا نشانہ لے کر دے ماری ـــــ یقین کیجیے میرا نشانہ بیحد اچھا ہے۔ مجال ہے۔ مخالف ٹیم کا کوئی کھلاڑی صحیح سالم پیشانی لے کر واپس جائے " ـــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور اس بار اسرار احمد یوں عمران کو دیکھنے لگے جیسے انہیں عمران کی ذہنی صحت پر شک گزرنے لگ گیا ہو۔

" آپ شاید مذاق کر رہے ہیں۔ بہرحال یہ طے ہے کہ آپ ونگ میں داخل نہیں ہو سکتے۔ ایسا ہونا ناممکن ہے " ـــــ اسرار احمد کا لہجہ اس بار خاصا سخت تھا۔

" اگر آپ سفارش کریں تب بھی " ـــــ عمران نے پوچھا۔

" نہیں ـــــ انتہائی سخت آرڈرز ہیں " ـــــ اسرار احمد نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"کون کون سے کمرے ہیں ان دونوں کھلاڑیوں کے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"کیا کریں گے پوچھ کر۔ جب آپ وہاں جا ہی نہیں سکتے۔ ویسے میں نے ہوٹل کے سپروائزر کو ساتھ لے کر سب کے کمرے پوری طرح چیک کئے ہیں۔ لیکن وہاں سے کچھ بھی نہیں ملا"۔۔۔۔ اسرار احمد نے قدرے مایوس سے لہجے میں کہا۔

"او۔کے۔۔۔۔ جیسے آپ کی مرضی۔ پھر میرا آنا تو بے کار ثابت ہوا" عمران نے جواب دیا۔

"انکل سلطان نے تو آپ کی بے حد تعریف کی تھی" اسرار احمد نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ کے انکل سلطان تو میرے علم نجوم کے قائل ہیں۔ ویسے میں آج رات وظیفہ شاہ جنات پڑھوں گا۔ امید ہے کچھ نہ کچھ کلیو مل جائے گا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو اسرار احمد ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"اچھا مجھے اجازت۔ میں تھکا ہوا ہوں۔ اب آرام کرنا چاہتا ہوں" اسرار احمد نے کھردرے لہجے میں کہا۔ اور پھر عمران سے مصافحہ کئے بغیر کیبن سے باہر نکل گیا۔۔۔۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ عمران سے آشنا ہی نہ رہا ہو۔ شاید عمران کے جواب نے اُسے بالکل ہی مایوس کر دیا تھا۔

"بڑا سنجیدہ ہو کر دیکھ لیا اسرار احمد صاحب۔ اب اگلی ملاقات میں سہی"۔۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور سامنے پڑا ہوا

لائم جوس کا آدھا گلاس اٹھا کر منہ سے لگا لیا۔ اسرار احمد تو ایک ہی سانس میں پورا گلاس پی کر چلے گئے تھے۔

اُسی لمحے ویٹرس اندر داخل ہوئی۔

"اوہ۔۔۔۔ آپ ابھی تک شوق فرما رہے ہیں۔ میں سمجھی آپ کے ساتھی چلے گئے ہیں تو آپ بھی پی چکے ہوں گے"۔۔۔۔ ویٹرس نے عمران کو چسکیاں لیتے دیکھ کر معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ تشریف رکھیں۔ مجھے آپ کے نئے منیجر سے مل کر کوئی خوشی نہیں ہوئی۔ وہ مسٹر بلیکی بڑے اچھے منیجر تھے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"مسٹر بلیکی۔۔۔۔ آپ انہیں اچھا کہہ رہے ہیں۔ جناب وہ تو ایک نمبر غلط آدمی تھے۔ شکر ہے دفعہ ہو گئے"۔۔۔۔ ویٹرس نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

"دفع ہو گئے۔۔۔۔ میں نے سنا ہے ان پر کل رات فالج گرا ہے"۔ عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک بڑا نوٹ نکالا اور بڑے اطمینان سے ویٹرس کی طرف یوں کھسکا دیا جیسے نوٹ تو اُس کا ہو البتہ اس کا ڈیزائن دیکھنے کے لئے عمران نے اُسے پکڑا ہوا ہو۔۔۔۔ اتنی بڑی مالیت کا نوٹ دیکھ کر ویٹرس کی آنکھوں میں یک لخت چمک ابھر آئی۔ اس نے یک لخت نوٹ جھپٹا۔ اور پھر اُسے بڑی احتیاط سے اپنے گریبان میں اڑس لیا۔

"اب مجھے یقین آگیا ہے کہ آپ کا تعلق آرگنائزیشن سے نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے متعلق لوگ تو نوٹ دینے کی بجائے الٹا نوٹ چھین لیتے ہیں"۔۔۔۔ ویٹرس نے مسکرا کر سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"آرگنائزیشن ـــ لیکن اس کا ہوٹل سے کیا تعلق"ـــ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بڑا گہرا تعلق ہے۔ ہوٹل ہی اُسی کا ہے۔ ابھی ابھی میرا بوائے فرینڈ بتا رہا تھا کہ آرگنائزیشن میں زبردست انقلاب آ گیا ہے۔ اس کے چیف باس ڈیوڈ نے استعفیٰ دے دیا ہے ـــ اور اس کا اسسٹنٹ رابرٹ کھلے عام چیف باس بن گیا ہے۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ مسٹر بلیکی کا تعلق آرگنائزیشن سے نہیں تھا لیکن وہ یہاں کا نامی گرامی غنڈہ اور قاتل تھا ـــ جتنے دن وہ یہاں کا مینجر رہا ہے ہر آدمی خوف سے کانپتا رہا ہے"ـــ ویٹرس نے کہا۔

اور عمران نے جیب سے ایک اور نوٹ نکال لیا۔

"اچھا ـــ اور نئے مینجر کا"ـــ عمران نے ایک بار پھر پہلے انداز میں نوٹ کھسکاتے ہوئے کہا۔

اور ویٹرس نے اس بار بھی نوٹ کو نمیدوں کی طرح جھپٹ لیا۔ اس کا چہرہ فرطِ مسرت سے گلنار ہو رہا تھا۔ ظاہر ہے جتنی مالیت کا ایک نوٹ تھا اتنی مالیت کی اس کی ہفتہ تو کیا مہینہ کی تنخواہ بنتی ہو گی۔ اور پھر عمران اتنے بڑے نوٹ اس طرح لٹا رہا تھا جیسے یہ نوٹ نہ ہوں ردی کاغذ کے پرزے ہوں۔

"اگر آپ کو بناؤن کے متعلق معلومات چاہئیں تو آپ میرے بوائے فرینڈ سے مل لیں۔ واسکی اس کا نام ہے۔ وہ معلومات کا خزانہ ہے ـــ لیکن وہ نوٹ لے گا"ـــ ویٹرس نے کہا۔

"میرے پاس نوٹوں کا خزانہ ہے۔ لیکن معلومات مجھے درست

چاہئیں"ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ پھر آپ ایسا کریں۔ ہوٹل کے قریب ہی ایک بار ہے۔ فائیو سٹار۔ وہاں جا کر واسکی کا پوچھ لیں۔ اور اُسے میرا حوالہ دے دیں۔ ڈیانا میرا نام ہے۔ میں اسے فون بھی کر دیتی ہوں"ـــ ویٹرس نے تیز تیز لہجے میں کہا اور عمران کے سر ہلانے پر وہ خوشی خوشی باہر نکل گئی۔

عمران مسکراتا ہوا اٹھا اور پھر ہال میں سے ہوتا ہوا بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ویٹرس کو کاؤنٹر پر فون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے بھی دیکھ لیا تھا۔

ہوٹل کے بیرونی برآمدے میں تین پبلک بوتھ موجود تھے۔ عمران خاموشی سے ایک بوتھ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سکے ڈال کر ہوٹل کی ہی ایکسچینج کے نمبر گھما دیئے۔

"یس ـــ ہوٹل ایکارڈو"ـــ آپریٹر کی میٹھی سی آواز سنائی دی۔

"سپیشل ونگ۔ کمرہ نمبر بارہ"ـــ عمران نے آواز بدلتے ہوئے کہا۔

"او۔کے ـــ ہولڈ آن کریں"ـــ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور چند لمحوں بعد ہی بلیک زیرو کی آواز رسیور پر ابھری۔

"یس ـــ جیکال سپیکنگ"ـــ بلیک زیرو کا لہجہ خاصا سخت تھا۔

"وہ کیا محاورہ ہے۔ ماسٹر آف نن جیکال آف آل ٹریڈز۔ یعنی اناڑی سب میں ماہر کسی میں بھی نہیں۔ تو مسٹر اناڑی۔ کیا آپ ہوٹل

کے باہر قدم رنجہ فرما سکتے ہیں۔ کمرے میں بیٹھے بیٹھے آپ کی طبیعت یقیناً گھبرا گئی ہو گی" ——— عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ آپ۔ ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں" ——— دوسری طرف سے بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

اور عمران نے بغیر کوئی مزید لفظ کہے رسیور رکھ دیا۔ اور پبلک بوتھ سے باہر نکل کر ہوٹل کمپاؤنڈ میں چلنے لگا۔

کمپاؤنڈ گیٹ کے پاس جا کر وہ رک گیا۔ چند لمحوں بعد ہی بلیک زیرو اسے ہوٹل کے گیٹ سے باہر نکلتے ہوئے نظر آیا۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر مخصوص انداز میں سر پر پھیرا تو بلیک زیرو تیز تیز قدم اٹھاتا کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف بڑھتا نظر آیا ——— لیکن وہ عمران کا مخصوص اشارہ سمجھ گیا تھا کہ اس نے آشنائی ظاہر نہیں کرنی۔

" میں فائیو سٹار بار میں ایک آدمی سے ملنے جا رہا ہوں۔ تم نے میری نگرانی کرنی ہے۔ لیکن جب تک ضروری نہ ہو مداخلت نہ کرنا" عمران نے اس کے پاس سے گزرتے ہوئے خود بھی ساتھ چلتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور پھر خود تیز تیز قدم اٹھاتا دائیں طرف مڑ گیا۔

بلیک زیرو پہلے تو بائیں طرف مڑ گیا پھر چند قدم آگے چلنے کے بعد وہ اس طرح چونکا جیسے بے خیالی میں ادھر آ گیا ہو۔ چنانچہ وہ بڑی شاندار اداکاری کرتا ہوا واپس لوٹا اور اب عمران کے پیچھے چلنے لگا ——— لیکن اب ان کے درمیان خاصا فاصلہ پیدا ہو چکا تھا۔

عمران آہستہ آہستہ چلتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی اسے فائیو سٹار بار کا بورڈ نظر آ گیا تو وہ اس طرف مڑا اور پھر شیشے کا

بند دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ بار خاصا بڑا تھا لیکن اس میں اس کے بیٹھے ہوئے افراد بے حد کم نظر آ رہے تھے۔ تقریباً ساری ہی میزیں خالی تھیں۔

جیسے ہی عمران اندر داخل ہوا۔ کاؤنٹر کے پاس کھڑا ہوا ایک سرخ چہرے والا نوجوان تیزی سے آگے بڑھا۔

" آپ ہوٹل ایکارڈو سے آئے ہیں" ——— نوجوان نے قریب آ کر کہا۔

" اوہ ——— آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ آپ یقیناً نجومی ہیں۔ اور مجھے تو آپ جیسے استاد کی ہی تلاش تھی۔ بس یہ بتا دیں کہ جب چاند پہلے برج میں الٹا چلنے لگ جائے تو مریخ کیوں سیدھا چلنے لگ جاتا ہے" عمران نے بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

" نجومی ——— ساری۔ میں نجومی نہیں ہوں۔ میرا نام داسکی ہے۔ ابھی ڈیانا نے فون کیا تھا۔ کہ آپ کو کچھ معلومات چاہئیں۔ اس نے آپ کا حلیہ بھی بتایا تھا" ——— نوجوان نے قدرے مایوس سے لہجے میں کہا۔

" اوہ ——— لیڈی ڈیانا۔ واہ کیا خوبصورت نام ہے۔ ویسے میری طرف سے مبارکباد قبول فرمائیے مسٹر واسکٹ۔ آپ نے گرل فرینڈ تو بس عالمی مقابلہ حسن سے ہی منتخب کی ہے" ——— عمران نے جواب دیا تو داسکی ہنس پڑا۔

" تعریف کا شکریہ ——— ویسے میرا نام داسکٹ نہیں داسکی ہے۔ آئیے ادھر بیٹھتے ہیں" ——— داسکی نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور عمران کا بازو پکڑ کر ایک کونے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے بڑی

مشکل سے کوئی آسامی ہاتھ آئی ہو اور اب وہ اُسے کسی صورت ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہتا ہو۔

"آپ کے لئے کیا منگواؤں" ـــــ واسکی نے کرسی پہ بیٹھتے ہوئے کہا۔

عمران نے دیکھا کہ بلیک زیرو بھی اس سے ذرا ہٹ کر ایک کرسی پہ بیٹھ چکا تھا اور ایک ویٹر اس کے سر ہو رہا تھا۔

"سادہ پانی ـــــ یہ وقت میرے ڈاکٹر کے مطابق سادہ پانی پینے کا ہے" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ انداز میں کہا۔

"سادہ پانی ـــــ اور یہاں بار میں" ـــــ واسکی نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ جیسے اُسے عمران کی بات کا یقین نہ آ رہا ہو۔

"نہیں ہے تو چھوڑیں ـ یہ بتائیں کہ آپ کے پاس کس کس موضوع پر معلومات موجود ہیں" ـــــ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ کو کون سی معلومات چاہئیں" ـــــ واسکی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"دیکھیں ـ میں آرگنائزیشن میں شامل ہونا چاہتا ہوں ـ مجھے اس میں شمولیت کا طریقہ کار بتائیں" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس نے بار میں داخل ہونے والے دو لمبے تڑنگے آدمیوں کو دیکھ لیا تھا۔ جن کا تعلق یقیناً زیر زمین دنیا سے لگتا تھا۔ وہ دونوں آدمی سیدھے کاؤنٹر کی طرف گئے ـــــ اور پھر وہاں سے پلٹ کر سیدھے اس طرف آنے لگے جہاں عمران اور واسکی بیٹھے ہوئے تھے۔

"سوری ـــــ میں اس معاملے میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا" واسکی نے یک لخت تیز لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ آنے والے دونوں افراد عمران کے دونوں طرف پہنچ کر رک گئے۔ ان کے چہروں سے خشونت عیاں تھی۔

"اے مسٹر ـ اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ ـ اگر ذرا سی بھی غلط حرکت کی تو ہم ڈھیر کر دیں گے" ـــــ ایک آدمی نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"تو بھئی واسکی ـ تم تو پورے حاتم طائی نکلے ـ بغیر کچھ وصول کئے سب کچھ بتا دیا ـ بے حد شکریہ" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا ـــــ اس نے تمہیں کیا بتایا ہے" ـــــ دونوں عمران کی بات سن کر بُری طرح چونک پڑے۔

"مم ـــــ مم ـــــ میں نے کچھ نہیں بتایا" ـــــ واسکی نے بُری طرح خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"تم نے مجھے نہیں بتایا کہ رابرٹ نے آرگنائزیشن کا چارج سنبھال لیا ہے ـ اور بلیکی کو ختم کر دیا گیا ہے وغیرہ وغیرہ" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا ایک زوردار دھماکہ ہوا اور واسکی بُری طرح چیختا ہوا پشت کے بل فرش پہ جا گرا۔ گولی اس کے سینے میں پڑی تھی۔

"چلو تم ـ اور دیکھو اگر ہم اپنے آدمی کو اس طرح ہلاک کر سکتے ہیں تو تمہیں بھی کر سکتے ہیں ـ اس لئے شرافت سے ہمارے ساتھ چلو" ایک آدمی نے جس نے گولی چلائی تھی غراتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بالکل بالکل جناب۔ میں بے حد خوفزدہ ہوں۔ آپ واقعی بے حد سفاک آدمی ہیں"۔۔۔۔ عمران نے لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور پھر یوں گیٹ کی طرف چلنے لگا جیسے اُسے گارڈ آف آنر پیش کیا جا رہا ہو۔

ابھی عمران نے چند ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ اچانک بار کا دروازہ ایک بار پھر کھلا اور اس میں سے چار مسلح افراد اندر داخل ہوئے۔ وہ چاروں تیر کی طرح بلیک زیرو کی طرف بڑھے۔

"خبردار۔۔۔ اگر حرکت کی"۔۔۔۔ ان چاروں نے ریوالور بلیک زیرو کی طرف اٹھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔ تو یہ بار نہیں باقاعدہ شکارگاہ ہے۔ واہ"۔۔۔ عمران نے قریب سے گزرتے ہوئے بلیک زیرو کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔ اشارہ اس بات کا تھا کہ وہ بے چوں چرا چلا آئے۔ چنانچہ بلیک زیرو بڑے مطمئن انداز میں اٹھا اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ باہر تین لمبی لمبی کاریں موجود تھیں ایک کار میں عمران اور بلیک زیرو کو اکٹھا بٹھا لیا گیا۔ اور پھر مسلح افراد ان کی طرف ریوالور کا رخ کر کے بیٹھ گئے۔ دوسرے لمحے کاریں تیزی سے سڑک پر دوڑنے لگیں۔ عمران نے بڑے اطمینان سے سیٹ کی پشت سے سر ٹکایا اور خراٹے لینے شروع کر دیئے۔ اس کے چہرے پر واقعی ایسا اطمینان تھا جیسے اس کا کوئی بہت بڑا مسئلہ حل ہو گیا ہو۔

راجہ بٹ نے آرگنائزیشن کا چیف باس بننے کے لئے پہلے ہی مکمل پلاننگ کر رکھی تھی۔ اس نے براؤن کو ڈیوڈ کی جگہ اس لئے دی تھی کہ اس دوران وہ براؤن کی مدد سے اپنے مخالفوں کو ختم کر سکے۔ اور پھر اس نے انتہائی تیزی سے براؤن سے آرڈر کرا کر اپنے تمام مخالفوں کا خاتمہ کر دیا تھا۔۔۔ اس لئے اب اس کے چیف باس بننے میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہی تھی۔ براؤن چونکہ اس کی نظر میں ایک معمولی اور کمزور سا آدمی تھا۔ اس لئے اس نے یہی سوچا تھا کہ براؤن کو فی الحال زندہ رہنے دیا جائے۔۔۔ البتہ بلیکی کے متعلق وہ جانتا تھا کہ وہ انتہائی خطرناک اور عیار آدمی ہے۔ چنانچہ اس نے براؤن کو ساتھ ملا کر بلیکی کا خاتمہ کر دیا۔ اور پھر بلیکی کی جگہ اس نے براؤن کو ہوٹل ایکارڈ میں منیجر بنوا دیا۔ اور خود اس نے آرگنائزیشن کا چارج سنبھال لیا۔۔۔ اب بھی اُسے چند افراد سے خطرہ تھا۔ لیکن جب ان آدمیوں کی طرف سے

بھی کوئی مخالفت نہ ہوئی تو اس نے براؤن کا کانٹا بھی درمیان سے نکال دینا مناسب سمجھا۔ تاکہ اس ساری سازش کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے چنانچہ اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور ہوٹل ایکارڈو کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ـــ براؤن سپیکنگ" ـــ رابطہ قائم ہوتے ہی براؤن کی آواز سنائی دی۔

"چیف آف آرگنائزیشن رابرٹ سپیکنگ" ـــ رابرٹ نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ یس باس۔ یس باس۔ حکم باس" ـــ براؤن نے گھبرائے ہوتے لہجے میں کہا۔ کیونکہ رابرٹ کے لہجے میں بے حد سرد مہری تھی۔

"کام کی کیا رپورٹ ہے" ـــ رابرٹ نے اسی طرح سرد لہجے میں پوچھا۔

"باس۔ کام اوکے ہے۔ کھلاڑی سلیم پر ڈاٹ زیرو ایون استعمال کیا گیا ہے۔ وہ اعصابی طور پر خاصا ڈھیلا ہو رہا ہے" براؤن نے جواب دیا۔

"وہ لارڈ ولنگٹن والے آدمی پہنچ گئے ہیں" ـــ رابرٹ نے پوچھا۔

"یس باس ـــ میں نے پروگرام کے مطابق انہیں کمرے دے دیئے ہیں۔ وہ خاصا ہوشیار آدمی لگ رہا ہے۔ وہ اس وقت ایک کیبن میں بیٹھا پاکیشیا ٹیم کے منیجر اسرار احمد سے بات چیت

کر رہا ہے۔ میں نے خفیہ ٹیپ کی ہے۔ ابھی اس کی رپورٹ آنے والی ہے" براؤن نے جواب دیا۔

"رپورٹ جب آئے مجھے اس کی تفصیل بتانا۔ مجھے معاملہ کچھ گڑبڑ لگ رہا ہے" ـــ رابرٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس ـــ اوہ باس۔ ایک منٹ ہولڈ کیجئے۔ ٹیپ پہنچ گئی ہے۔ اس کا مطلب ہے وہ اسرار احمد اٹھ گیا ہے" ـــ براؤن کی آواز سنائی دی۔

"سناؤ جلدی" ـــ رابرٹ نے کہا۔ اور پھر چند لمحوں بعد کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی دو آوازیں ٹیلی فون رسیور سے سنائی دینے لگیں۔ ایک آواز عمران کی تھی جب کہ دوسری اسرار احمد کی جو کہ ٹیم کا منیجر تھا ـــ رابرٹ خاموشی سے بیٹھا ٹیپ سنتا رہا۔ اس کے چہرے کے عضلات تن سے گئے تھے۔ اور آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی۔ جب اسی طرح کھٹاک کی آواز آنے کے بعد آوازیں بند ہو گئیں تو اس نے چیخ کر کہا۔

"براؤن سنو۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ یہ وہ نہیں ہیں جو ہمیں بتایا گیا ہے۔ تم فوراً ان سب کو زیرو ٹو پوائنٹ پر پہنچا دو۔ ایکشن گروپ کو فوری حرکت میں لے آؤ" ـــ رابرٹ نے چیخ کر کہا۔

"اوہ یس باس ـــ ٹھیک ہے باس" ـــ براؤن نے گھبرائے ہوئے جواب دیا۔

"دیکھو کسی قسم کی کوتاہی نہیں ہونی چاہیئے۔ فوری ایکشن میں آجاؤ۔ اور پھر مجھے رپورٹ کرو" ـــ رابرٹ نے چیختے ہوئے کہا۔

اور براؤن کے حامی بھرتے ہی رابرٹ نے رسیور رکھ دیا۔ دوسرے لمحے اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو اس نے میز پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک بٹن پریس کیا۔

"یس باس" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ٹامی ۔۔۔ سکاٹ لینڈ یارڈ میں ہمارا آدمی ٹیپال ہے۔ اس سے میری بات کراؤ" ۔۔۔ رابرٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

چند لمحوں بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور رابرٹ نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس چیف باس رابرٹ" ۔۔۔ رابرٹ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ٹامی بول رہا ہوں باس ۔۔۔ ٹیپال سے بات کریں" ۔۔۔ ٹامی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی کلک کی آواز ابھری۔

"یس باس ۔۔۔ ٹیپال بول رہا ہوں۔ سکاٹ لینڈ یارڈ ہیڈ کوارٹر سے" ۔۔۔ ایک اور بھاری آواز گونجی۔

"ٹیپال ۔۔۔ سکاٹ لینڈ یارڈ کا چیف لارڈ ولنگٹن کہاں ہیں ان سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ کیا تم اس سے کسی ذریعے سے بات کرا سکتے ہو" ۔۔۔ رابرٹ نے کہا۔

"لارڈ ولنگٹن سے ۔۔۔ لیکن باس وہ تو غیر ملکی دورے پر ہیں" ٹیپال نے جواب دیا۔

"کیا ۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کب سے وہ یہاں نہیں ہیں" ۔۔۔ رابرٹ نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"وہ گزشتہ ایک ماہ سے غیر ملکی دورے پر ہیں باس" ۔۔۔ ٹیپال نے جواب دیا۔

"کیا تمہیں مکمل یقین ہے" ۔۔۔ رابرٹ نے کہا۔

"یس باس۔ مجھ سے زیادہ کون جان سکتا ہے۔ میں ان کا پی۔ اے ہوں" ۔۔۔ ٹیپال نے جواب دیا۔

"او۔ کے ۔۔۔ تھینک یو" ۔۔۔ رابرٹ نے اطمینان بھرے انداز میں کہا۔ اور ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

اس کے چہرے پر چمک سی آ گئی تھی۔ اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور رابرٹ نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ۔۔۔ چیف باس رابرٹ" ۔۔۔ رابرٹ نے تیز لہجے میں کہا۔ چونکہ وہ نیا نیا چیف باس بنا تھا۔ اس لئے وہ اپنا نام ہر بار ضرور ساتھ لیتا تھا۔

"براؤن بول رہا ہوں جناب۔ حکم کی تعمیل ہو چکی ہے۔ اس عمران نے اسرار احمد سے بات کرنے کے بعد مس ڈیانا سے آرگنائزیشن کے متعلق پوچھ گچھ کی۔ اور اسے موٹی رقم دی۔ جس کا علم کاؤنٹر پر ہو گیا۔ اس کے بعد ڈیانا نے اسے آسامی سمجھتے ہوئے اپنے بوائے فرینڈ "ڈاسکی کے پاس فائیو سٹار بار میں بھجوا دیا ۔۔۔ اس عمران نے برآمدے میں ایک پبلک بوتھ سے اپنے ایک ساتھی کو فون کیا۔ اور اسے اپنی نگرانی کے لئے کہا۔ یہ ساری باتیں چیک کر لی گئیں۔ چنانچہ ایکشن گروپ کو حرکت

میں لایا گیا۔ ڈیانا کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے۔ واسکی نے چونکہ کچھ معلومات
دے دی تھیں اس لئے ایکشن گروپ نے اُسے بار میں ہی گولی مار دی
تھی ـــــ باقی سب افراد کو آسانی سے گرفتار کر کے زیرو ٹو پوائنٹ پر پہنچا
دیا گیا ہے ـــــ براؤن نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" او۔ کے۔ تم بھی وہیں پہنچ جاؤ۔ میں خود وہیں آرہا ہوں۔ ان سب کی
کڑی نگرانی کرنا " ـــــ رابرٹ نے تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی رسیور
رکھ دیا۔

ابھی اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

" یس ـــ چیف باس رابرٹ سپیکنگ " ـــــ رابرٹ نے ایک
بار پھر رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

" آرتھم بول رہا ہوں۔ ٹی۔ ٹی کارپوریٹ سے " ـــــ دوسری طرف سے
ایک بھاری آواز سنائی دی۔

" یس آرتھم ـــ کیا بات ہے " ـــــ رابرٹ نے کہا۔

" مجھے اطلاعات مل رہی ہیں کہ تم نے ڈیوڈ کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اور خود
چیف باس بن گئے ہو۔ اور پھر بلیکی کو بھی ختم کر دیا ہے۔ مجھے تو بہر حال
اس سارے چکر سے کوئی سروکار نہیں ـــــ البتہ ہمارا مشن ضرور خطرے
میں پڑ گیا ہے۔ اور تم جانتے ہو کہ یہ مشن ہمارے لئے کتنا اہم ہے۔ ٹیسٹ
میچ میں باقی صرف تین روز رہ گئے ہیں۔ اور اس ٹیسٹ میچ کی ہار جیت پر
ہمارے اربوں پونڈ داؤ پر لگے ہوئے ہیں " ـــــ آرتھم نے سخت
لہجے میں کہا۔

" مسٹر آرتھم۔ پہلے تو اپنا لہجہ درست کر کے بات کرو۔ تم آرگنائزیشن

کے چیف باس سے بات کر رہے ہو۔ سمجھے۔ اگر میں چاہوں تو تمہاری
ساری کارپوریٹ ایک لمحے میں تنکوں کی طرح بکھر جائے گی۔ اور تم اربوں
پونڈ کا خواب دیکھتے ہوئے سرد قبر میں اتر جاؤ گے۔ سمجھے۔ دوسری بات
یہ کہ آرگنائزیشن جو کام اپنے ذمہ لیتی ہے۔ اُسے ہر حالت میں پورا کرتی
ہے ـــــ ہمارا مشن جاری ہے۔ اور کامیابی سے جاری ہے "۔
رابرٹ نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

" اوہ ـــ تو تم مجھے دھمکیاں دے رہے ہو۔ تم جانتے ہو کہ آرتھم
کی کیا حیثیت ہے " ـــــ آرتھم نے بھی انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" مجھے تمہاری حیثیت کا اچھی طرح علم ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ تم
ڈیوڈ سابق چیف باس کے ذاتی دوست ہو۔ اور تم نے چھوٹے موٹے
غنڈے بھی پال رکھے ہیں ـــــ لیکن تمہیں شاید آرگنائزیشن کی طاقت
کا علم نہیں۔ اب تمہارا دوست ڈیوڈ چیف باس نہیں ہے۔ سمجھے "۔
رابرٹ نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" دیکھو مسٹر چیف باس ـــــ میرا آرگنائزیشن سے کوئی جھگڑا نہیں
ہے۔ اور نہ ہی ہمارا کسی فیلڈ میں کوئی مقابلہ ہے۔ مجھے تو صرف اپنے
مشن سے مطلب ہے اور بس ـــــ باقی رہا ڈیوڈ والا مسئلہ تو وہ
آرگنائزیشن کا اپنا مسئلہ ہے " ـــــ آرتھم نے اس بار نرم پڑتے ہوئے
کہا۔

" او۔ کے ـــ تو پھر بے فکر ہو جاؤ۔ تمہارا مشن مکمل ہو جائے گا "۔
رابرٹ نے جواب دیا۔ اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اب وہ
ان لوگوں سے فوری طور پر بات چیت کرنا چاہتا تھا جو لارڈ ولنگٹن کا

نام لے کر آئے تھے۔ حالانکہ لارڈ ولنگٹن ایک ماہ سے ملک سے
باہر تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ کوئی گہری سازش کی جا رہی ہے۔ اور
وہ فوری طور پر اس سازش کو ختم کر دینا چاہتا تھا ـــــ تاکہ پھر اطمینان
سے آرگنائزیشن کو چلا سکے۔

عمران کو ایک تہہ خانے میں لے جا کر ایک کرسی سے باندھ
دیا گیا۔ گو اُسے باندھنے والوں نے اپنی طرف سے باقاعدہ رسیوں سے
باندھا تھا ـــــ لیکن عمران ان کے اناڑی پن پر حیران رہ گیا۔ کیونکہ انہوں
نے گانٹھ ایسی عام سی دی تھی کہ عمران جب چاہتا بازوؤں کو ایک مخصوص
جھٹکا دے کر رسیاں کھول سکتا تھا۔ اُسے ناخنوں میں لگے ہوئے بلیڈ
استعمال کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی ـــــ بلیک زیرو کو بھی ساتھ والی
کرسی پر اسی طرح باندھ دیا گیا تھا۔

یہ ایک بڑا ہال کمرہ تھا۔ جو ہر قسم کے ساز و سامان سے عاری
تھا۔ بس سپاٹ دیواریں تھیں اور درمیان میں پانچ چھ کرسیاں موجود
تھیں ـــــ ہال کمرے کا ایک ہی دروازہ تھا۔

عمران اور بلیک زیرو کو باندھنے کے بعد وہ لوگ دروازہ بند کر کے
باہر چلے گئے۔ تو عمران نے بازوؤں کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا۔ عقب

میں بندھی ہوئی گانٹھ کھل گئی۔ اور رسیاں ڈھیلی پڑ گئیں۔ اب بظاہر رسیاں
بندھی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ لیکن اب ان رسیوں سے فوری طور پر نجات
حاصل کرنا عمران کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا۔۔۔ اپنی رسیاں ایڈجسٹ
کرنے کے بعد عمران نے بلیک زیرو کو بھی ہدایات دیں اور بلیک زیرو
بھی رسیوں کو اسی پوزیشن پہ لے آیا۔

لیکن اسی لمحے دروازہ کھلا اور اس بار اندر داخل ہونے والوں کو دیکھ
کر عمران چونک پڑا۔ کیونکہ صفدر۔ کیپٹن شکیل اور جولیا ریوالوروں
کی زد میں ہاتھ سر پر رکھے اندر داخل ہوئے۔

" واہ۔۔۔ پوری بارات آ رہی ہے۔ ویری گڈ "۔۔۔ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

" تم خاموش رہو۔ ورنہ گولی مار دوں گا "۔۔۔ ان تینوں کو لے آنے
والوں میں سے ایک نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

اور پھر اس نے عمران کی طرح ان تینوں کو بھی کرسیوں سے اسی
طرح بندھوایا اور دروازہ بند کر کے باہر چلے گئے۔

" یہ کیا ہو رہا ہے عمران صاحب۔ آپ نے ہمیں کوئی ہدایات ہی نہ دی
تھیں۔ اس لئے ہم چوہوں کی طرح پکڑے گئے "۔۔۔ دروازہ بند ہوتے
ہی صفدر نے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

" چوہا اور شیر ایک ہی نسل کے ہوتے ہیں۔ بس چوہا ذرا بیمار بیمار سا
رہتا ہے "۔۔۔ عمران کی زبان چل پڑی۔

" بکواس مت کرو۔ یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوتا ہے۔ اس بار
میں ایکسٹو سے صاف صاف بات کر دوں گی۔ نہ تم ہمیں کچھ بتلاتے ہو۔

نہ کوئی پروگرام نہ کوئی پلاننگ۔ اور ہم احمقوں کی طرح پکڑے جاتے ہیں "
جولیا نے غصیلے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

اور اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھا ہوا بلیک زیرو جولیا کے اس
فقرے پر دل ہی دل میں ہنس پڑا۔ کیونکہ اب وہ جولیا کو یہ تو نہ بتا سکتا تھا۔
کہ جس ایکسٹو سے وہ شکایت کرنے کی دھمکی عمران کو دے رہی ہے
وہ خود ساتھ والی کرسی پر بندھا بیٹھا ہے۔

" ہاں تو مسٹر کیپٹن شکیل۔ آپ کیا بننا پسند فرمائیں گے۔ صفدر نے
تو اپنے لئے چوہا منتخب کیا ہے اور جولیا نے احمق جانور یعنی وہ میرا مطلب
ہے۔ اس کا نام تو سب جانتے ہیں۔۔۔ اب یہ ضروری تو نہیں کہ میں اس کا
نام یعنی گدھی بھی ضرور زبان سے ادا کروں "۔۔۔ عمران نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔ اور کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔

" جولیا اور صفدر کا غصہ بجا ہے عمران صاحب۔ دراصل اس بار واقعی
ہم ہاتھ پیر ہلائے بغیر ہی پکڑے گئے ہیں "۔۔۔ کیپٹن شکیل نے
ہنستے ہوئے کہا۔

" ارے باپ رے۔ بڑا خوفناک انتخاب ہے تمہارا۔ یعنی ہاتھ پیر
ہی نہ ہل سکیں۔ ایسی صورت تو صرف لاش کی ہی ہو سکتی ہے "
عمران نے زبردستی مطلب نکالتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ دروازہ
کھلا اور ایک لمبا تڑنگا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے سیاہ رنگ
کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔۔۔ اس کے پیچھے دو آدمی تھے جنہوں نے
ہاتھوں میں مشین گنیں پکڑی ہوئی تھیں وہ اندر داخل ہوتے ہی دروازے

کی دونوں سائیڈوں پر دیوار کے ساتھ پشت لگا کر کھڑے ہو گئے۔ ان
دونوں کے پیچھے جو نوجوان داخل ہوا اُسے دیکھ کر عمران چونک پڑا کیونکہ
یہ ہوٹل ایکارڈو کا مینجر براؤن تھا۔

" یہی لوگ ہیں براؤن ۔ جنہوں نے لارڈ ولنگٹن کی ٹپ دے کر کمرے
حاصل کئے تھے "۔۔۔ لمبے تڑنگے نوجوان نے انتہائی کرخت لہجے میں
براؤن سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس باس ۔ یہ پانچ افراد ہیں "۔۔۔ براؤن نے مؤدبانہ لہجے
میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" مشین گن مجھے دکھاؤ "۔۔۔ باس نے مڑ کر ایک مشین گن
بردار سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور مشین گن بردار نے بڑے مؤدبانہ انداز میں مشین گن اس کے
ہاتھ میں دے دی۔

عمران کے اعصاب تن گئے ۔ وہ فوری ہی ایکشن میں آنے کے
لئے تیار ہو گیا تھا۔ لیکن مشین گن لینے کے بعد باس نے عمران اور اس
کے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہونے کی بجائے اپنا رخ براؤن کی طرف پھیر
لیا۔

" یہ بتاؤ براؤن ۔ کہ ڈیانا اور واسکی کو آرگنائزیشن کے متعلق معلومات
کس نے بہم پہنچائی تھیں "۔۔۔ باس کے لہجے میں غراہٹ تھی۔

" ڈیانا اور واسکی "۔۔۔ براؤن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں ۔ اور سنو ۔ مجھے یہ جواب نہ دینا کہ تم نے ایسا نہیں کیا ۔
کیونکہ میرے پاس تصدیق شدہ رپورٹ ہے کہ ڈیانا پہلی رات

تمہارے کمرے میں رہی ہے ۔ اور تم نے اس رات دل بھر کر شراب
پی تھی "۔۔۔ باس کے لہجے میں غراہٹ اور زیادہ عود کر آئی تھی۔

" جب ۔۔ جب ۔۔ باس ۔ میں نے شعوری طور پر تو ...... "
براؤن نے گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" شعوری اور لاشعوری کا چکر آرگنائزیشن کی نظروں میں بے معنی
ہے ۔ تم نے مخصوص راز لیک آؤٹ کیا ہے ۔ اس لئے اب تمہاری
سزا موت ہے "۔۔۔ باس نے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ براؤن کچھ کہتا باس نے ٹریگر دبا دیا اور
دوسرے لمحے مشین گن کا پورا برسٹ براؤن کے سینے پر پڑا اور وہ کسی
لٹو کی طرح گھومتا ہوا فرش پر جا گرا ۔ اُسے چیخنے کی بھی مہلت نہ ملی
تھی۔

" اس غدار کی لاش لے جا کر بھٹی میں ڈال دو "۔۔۔ باس نے چیختے
ہوئے دوسرے مشین گن بردار سے کہا ۔ اور وہ سر ہلاتا ہوا تیزی
سے آگے بڑھا ۔ اور اس نے جھک کر فرش پر پڑی ہوئی براؤن کی
لاش اٹھائی اور اُسے کاندھے پر ڈال کر دروازے سے باہر نکل گیا۔
اس نے اپنی مشین گن دوسرے آدمی کو دینے کی بجائے اپنے کاندھے
سے ہی لٹکا لی تھی ۔۔۔ اس لئے اس کے جانے کے بعد اب کمرے
میں صرف وہ باس ہی مسلح رہ گیا تھا ۔ جب کہ دوسرا آدمی خالی ہاتھ کھڑا
تھا کیونکہ اس کی مشین گن باس کے ہاتھ میں تھی ۔

" ہاں ۔۔ اب تم بتاؤ کہ تم لوگ کون ہو ۔ اور یہاں کس مقصد کے
لئے آئے ہو ۔ لیکن پہلے میری یہ بات سن لو کہ مجھے یہ بتلانے کی ضرورت

نہیں کہ تم لارڈ ولنگٹن کے آدمی ہو۔ کیونکہ میں نے تصدیق کر لی ہے
کہ لارڈ ولنگٹن گزشتہ ایک ماہ سے ملک سے باہر ہیں"
باس نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
اور اس کی بات سن کر عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ واقعی
اس سے حماقت ہو چکی تھی۔ اسے چاہیے تھا کہ لارڈ ولنگٹن کی ٹپ دینے
سے پہلے اس کی یہاں موجودگی تو کنفرم کر لیتا۔ اور یہ وہ آسانی سے
کر سکتا تھا۔
"سنو مسٹر۔ پہلے تم آرگنائزیشن میں اپنا عہدہ بتاؤ تاکہ مجھے
معلوم ہو سکے کہ میں کس سے بات کر رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے انتہائی
سنجیدہ اور باوقار لہجے میں کہا۔
"تمہیں عہدے سے کیا مطلب۔ سنو میرے پاس اتنا وقت
نہیں ہے۔ اس لئے مختصر وقت میں تم اپنے متعلق سب کچھ بتا دو۔
ورنہ تم نے دیکھ ہی لیا ہے کہ جب میں اپنے آدمی کے ساتھ یہ سلوک
کر سکتا ہوں اور تم تو بہرحال اپنے آدمی نہیں ہو"۔۔۔ نوجوان نے
کرخت لہجے میں کہا۔
"سنو مسٹر۔ تمہارا جو بھی عہدہ ہے۔ میری آرگنائزیشن سے
کوئی مخالفت نہیں ہے۔ اگر میری آرگنائزیشن سے مخالفت ہوتی
تو کم از کم میں آرگنائزیشن کے ہوٹل میں نہ آکر رہتا۔۔۔ میری مخالفت
ٹی ٹی کارپوریٹ کے باس آرتھم سے ہے"۔۔۔ عمران نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔
"آرتھم سے تمہاری کیا مخالفت ہو سکتی ہے"۔۔۔ نوجوان نے

چونکتے ہوئے کہا۔
"اسی لئے تو میں نے پہلے کہا تھا کہ اپنا عہدہ بتاؤ"۔۔۔ عمران
نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"میں آرگنائزیشن کا چیف باس رابرٹ ہوں۔ اب بولو"
نوجوان نے کرخت لہجے میں کہا۔
"چیف باس رابرٹ۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ چیف باس تو
ڈیوڈ ہے"۔۔۔ عمران نے واقعی حیران ہوتے ہوئے کہا۔
"مجھ سے پہلے وہی تھا۔ لیکن اب وہ ختم ہو چکا ہے اب میں ہوں
بولو"۔۔۔ رابرٹ نے کہا۔
"اوہ اچھا۔۔۔ ویری گڈ۔۔۔ پھر تو مسئلہ سیدھا ہو گیا۔ سنو ہمارا
تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ ہمیں اطلاعات ملی ہیں کہ
ٹی۔ ٹی۔ کارپوریٹ کا چیف باس آرتھم ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم
ریڈ سٹارز کے ساتھ مل کر پاکیشیا کے خلاف ایک سازش میں
شریک ہے۔۔۔ ہم اس آرتھم پر ہاتھ ڈالنا چاہتے تھے۔ لیکن ہمیں
اس کا صحیح حدود اربعہ معلوم نہ تھا۔ اسی دوران ہمیں پتہ چلا کہ آرتھم نے
پاکیشیا اور گریٹ لینڈ کی کرکٹ میچوں کے سلسلے میں کسی چکر کے تحت
آرگنائزیشن کے چیف ڈیوڈ سے بات کی ہے۔۔۔ اس لئے ہم
یہاں آئے تاکہ اس کلیو کے تحت ہم ڈیوڈ کے ذریعے آرتھم تک
پہنچ سکیں"۔۔۔ عمران نے ایک نئی کہانی سنا دی۔
"لیکن جب تمہارا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے
کہ پاکیشیا اور گریٹ لینڈ کے میچز کے سلسلے میں آرتھم نے آرگنائزیشن

کی مدد حاصل کی ہے۔ تو تم نے اس چکر کی ضرور چھان بین کی ہو گی پھر تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ تم آرگنائزیشن کے مخالف نہیں ہو"

رابرٹ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میں نے تمہیں بتایا ہے کہ ہمارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے اور تم جانتے ہو کہ سیکرٹ سروس صرف ایسے معاملات میں ہاتھ ڈالتی ہے جو بین الاقوامی سطح کے ہوں اور جن کا تعلق ملک کی تباہی و بربادی سے ہو ۔۔۔ کرکٹ ٹیموں کے میچز سے ہمارا کیا تعلق ہو سکتا ہے"

عمران نے باوقار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر کسی سازش کے تحت اس میچ میں پاکیشیا کو ہرا دیا جائے تو یہ تمہارے ملک کی عزت کی بربادی نہ ہو گی"۔۔۔ رابرٹ نے سوچتے ہوئے کہا۔ اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہار جیت تو کھیل کا حصہ ہے مسٹر رابرٹ۔ اس سے ملک کی عزت کا کیا تعلق ہے۔ اور اگر کوئی سازش ہی ہے تو یہ سازش ظاہر ہے ٹیم کی ہار جیت سے متعلق ہے ۔۔۔ اس کا سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں۔ اور پھر ویسے بھی ابھی تک اس سازش کی کوئی بات سامنے نہیں آئی"۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن مجھے رپورٹ ملی ہے کہ تم نے یہاں آتے ہی پاکیشیا ٹیم کے منیجر اسرار احمد سے بات چیت کی ہے۔ اور اس بات چیت کا پورا ٹیپ میں نے خود سنا ہے۔ تم نے کھلاڑیوں کے کمرے دیکھنے پر اصرار کیا تھا"۔۔۔ رابرٹ نے کہا اور عمران سوچنے لگا

کہ آرگنائزیشن اس کی توقع سے کہیں زیادہ باخبر ہے۔

"اگر تم نے گفتگو سنی ہے تو پھر تمہیں خود سمجھ جانا چاہیئے تھا کہ یہ ہمارا مشن نہ تھا۔ ایک سیکرٹری سر سلطان کی ذاتی درخواست پر میں بس رسمی طور پر اسرار احمد سے ملا تھا ۔۔۔ اسرار احمد اس سیکرٹری کے بھتیجے ہیں۔ اسرار احمد صاحب کچھ مشکوک تھے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ چلو ان کی تسلی کر دی جائے۔ لیکن وہ کھلاڑیوں کے کمرے تک بھی مجھے نہ لے جا سکتے تھے۔ اس لئے معاملہ ختم ہو گیا"۔

عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تم درست کہہ رہے ہو۔ لیکن اب صورت حال ایسی ہے کہ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑ سکتا۔ ورنہ آرتھم سے میرا کوئی تعلق نہیں بلکہ میں خود آرتھم سے بھی دو دو ہاتھ کرنا چاہتا ہوں ۔۔۔ اس نے پہلی بار مجھ سے بات چیت کرتے ہوئے گستاخانہ زبان استعمال کی تھی"۔۔۔ رابرٹ نے کہا اور پھر مشین گن عمران کی طرف سیدھی کر لی۔

"سوچ لو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری اس حرکت کی وجہ سے ہم تمہارے خلاف بھی ایکشن میں آ جائیں"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم اور میرے خلاف ایکشن میں ۔۔۔ ہونہہ"۔۔۔ رابرٹ نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن فقرہ ختم ہونے سے پہلے ہی اس کی آنکھیں پھیلنے لگیں۔

"ارے یہ کیا ۔۔۔ یہ رسیاں"۔۔۔ رابرٹ نے چونک کر کہا۔

"یہ رسیاں صرف تمہارا جواب سننے کی منتظر تھیں"۔۔۔ عمران

نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

مگر دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھلا ۔ اور فائرنگ کے تیز دھماکوں کے ساتھ ہی رابرٹ کے حلق سے چیخ نکلی ۔ اور وہ گھومتا ہوا فرش پر جا گرا ـــــ عمران نے عین اُسی لمحے اس پر چھلانگ لگا دی تھی ۔ جس لمحے وہ ٹریگر دبا رہا تھا اور ٹریگر دبنے سے صرف پلک جھپکنے جتنے عرصہ پہلے وہ اس کے ہاتھ کو ضرب لگا کر اونچا کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا ـــــ اس طرح مشین گن کی گولیاں چھت سے ٹکرائیں ۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے دوسرے ہاتھ کے زوردار جھٹکے سے رابرٹ کی گردن پکڑ کر زور سے اُسے گھما دیا ۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مشین گن تو عمران کے ہاتھ میں آگئی ـــــ جب کہ رابرٹ چیختا ہوا گھوم کر فرش پر جا گرا ۔ اُسی لمحے عمران کے ہاتھ میں موجود مشین گن ایک بار پھر چیخ اٹھی ۔ اور دروازے کے ساتھ کھڑا ہوا رابرٹ کا ساتھی چیختا ہوا پہلے دیوار سے ٹکرایا اور پھر خالی ہوتی ہوئی بوری کی طرح دھپ سے نیچے فرش پر جا گرا ـــــ اس کا ہاتھ صورت حال دیکھ کر جیب کی طرف جا رہا تھا ۔ اس لئے عمران نے اس پر پورا برسٹ ہی کھول دیا تھا ۔

بلیک زیرو بھی اس دوران رسیاں کھول کر اٹھ چکا تھا اور اس نے اٹھتے ہی باقی ساتھیوں کی رسیاں کھولنی شروع کر دیں ۔

رابرٹ اب فرش سے اٹھ کر کھڑے ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا ۔ لیکن اس کا چہرہ ستا ہوا تھا ۔ جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو کہ واقعی اس قدر حیرت انگیز طور پر سچویشن بدلی بھی جا سکتی ہے ۔

"تم تو بندھے ہوئے تھے پھر رسیاں کیسے کھل گئیں" ـــــ رابرٹ

نے حیرت بھرے انداز میں کہا اور عمران سمجھ گیا کہ اس کے ذہن پر ابھی تک یہ حیرت انگیز واقعہ چمٹا ہوا ہے ۔ اور اسی حیرت سے تو عمران نے فائدہ اٹھایا تھا ـــــ ظاہر ہے وہ یک لخت تو رسیاں ہٹا کر نہ اٹھ سکتا تھا ۔ اور جتنی دیر میں وہ رسیاں ہٹاتا ۔ رابرٹ کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن گولیاں اگل دیتی ۔ اس لئے اس نے رابرٹ کو اچانک حیرت زدہ کرنے کے لئے رسیاں یک لخت ـــــ ڈھیلی کیں ـــــ اور اس حیرت سے عمران نے فائدہ اٹھا لیا ۔ رابرٹ ابھی تک اسی حیرت سے دوچار تھا ۔

"میں نے بتایا تو ہے کہ رسیاں تمہارے جواب کی منتظر تھیں اگر تم تعاون کرتے تو رسیاں نہ کھلتیں اور تمہارا کم از کم ایک آدمی تو زندہ رہ جاتا ـــــ لیکن تم نے تعاون سے انکار کر دیا ۔ چنانچہ رسیاں بھی اور تمہارے آدمی کی روح کی گانٹھ بھی ساتھ ہی کھل گئی ۔"

عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔ ظاہر ہے مشین گن اب رابرٹ کی طرف ہی اٹھی ہوئی تھی ۔

"اب مجھے یقین آگیا ہے کہ تمہارا تعلق واقعی سیکرٹ سروس سے ہے ۔ صرف سیکرٹ ایجنٹ ہی اس قدر پھرتی سے کام لے سکتے ہیں" رابرٹ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا

"چلو شکر ہے تمہیں یقین آگیا تو کیا خیال ہے میں دوبارہ بیٹھ کر رسیاں باندھ لوں ۔ لیکن تمہارے آدمی کی روح واپس اس کے جسم میں نہیں جا سکتی" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا ۔

"مجھے ایسے آدمیوں کی پرواہ نہیں ہے ۔ لیکن مجھے تم صحیح صحیح بتا دو

کہ تم لوگ یہاں کس چکر میں آئے ہو" ۔۔۔ رابرٹ نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ایسا اطمینان تھا جیسے اس کی طرف
مشین گن کی بجائے پھولوں بھری شاخ اٹھی ہوئی ہو۔ شاید وہ اس لئے
مطمئن تھا کہ یہ اس کا اڈہ ہے اور باہر اس کے آدمی موجود تھے۔
"تمہارا اطمینان بتا رہا ہے کہ تم خاصے مضبوط اعصاب کے مالک
ہو۔ لیکن جو کچھ میں نے تمہیں پہلے بتایا ہے وہی درست ہے اور یہ بھی
سن لو کہ میں اپنی بات دوہرانے کا عادی نہیں ہوں ۔۔۔ تم صرف
مجھے اتنا بتا دو کہ اس آرتھم کا مخصوص اڈہ کون سا ہے۔ اور اس کا
حلیہ اور قد و قامت کیا ہے" ۔۔۔ عمران نے اس بار قدرے
سخت لہجے میں کہا۔
"بس اتنی سی بات۔ تم واقعی مجھے حیرت زدہ کر رہے ہو۔
ادھر تم کہتے ہو کہ میں سیکرٹ ایجنٹ ہوں۔ پھر لارڈ ولنگٹن کی غلط
ٹپ دے کر تم نے ہوٹل ایکارڈو میں کمرے حاصل کر لئے۔ لیکن
اب تم مجھ سے صرف آرتھم کا حلیہ پوچھ رہے ہو ۔۔۔ یہ سب باتیں ایک
دوسرے کی متضاد ہیں۔ اگر تمہیں صرف آرتھم چاہئے تھا تو کم از کم تم ہوٹل
ایکارڈو میں کمرے حاصل کرنے کے لئے اتنا لمبا چکر نہ چلاتے۔ کسی
بھی اور ہوٹل میں رہ کر ٹی۔ ٹی کارپوریٹ کا صدر دفتر معلوم کر سکتے تھے۔
اور پھر وہاں سے آرتھم بھی تمہیں مل سکتا تھا" ۔۔۔ رابرٹ نے باقاعدہ
وکیلوں جیسے انداز میں جرح کرتے ہوئے کہا۔
اور جواب میں عمران ہنس پڑا۔ کیونکہ رابرٹ واقعی ذہین آدمی تھا۔
اس نے عمران کی باتوں میں کمزوریاں بڑی ذہانت سے ڈھونڈ نکالی

تھیں۔ حالانکہ عام مجرم ان باتوں پر غور نہیں کیا کرتے۔
"ٹھیک ہے ۔۔۔ تم نے کافی تقریر کر لی ہے۔ اور اب میرے
ساتھی کے لئے تمہارا لہجہ اپنانا آسان رہے گا۔ کیوں کیپٹن شکیل۔
میں درست کہہ رہا ہوں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے پاس
کھڑے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔
"بالکل عمران صاحب۔ اتنی تقریر کے بعد تو بہت آسانی ہو گئی ہے"
کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے رابرٹ کے لہجے میں جواب دیا۔
اور رابرٹ چونک کر کیپٹن شکیل کو دیکھنے لگا۔ کیونکہ واقعی کیپٹن
شکیل نے اسی کے لہجے اور انداز میں بات کی تھی کہ معمولی سا فرق
بھی محسوس نہ ہو رہا تھا۔
"کک ۔۔۔ کک ۔۔۔ کیا مطلب۔ کیا تم اس آدمی کو میرے میک اپ
میں لے آنا چاہتے ہو" ۔۔۔ رابرٹ نے پہلی بار پریشان سے لہجے
میں کہا۔
"ہاں مسٹر رابرٹ۔ یہ ضروری ہے۔ تاکہ تمہاری آرگنائزیشن کو
اب درست طور پر چلایا جا سکے۔ ورنہ اکاؤنٹس برانچ والے لمبے غبن
نکالے کھڑے ہوں گے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"اوہ ۔۔۔ تم ایسا نہیں کر سکتے۔ ہرگز نہیں کر سکتے۔ یہ میرا اڈہ ہے۔
یہاں سے تم کسی صورت بھی باہر نہیں جا سکتے" ۔۔۔ رابرٹ نے
اس بار بری طرح پریشان ہوتے ہوئے کہا۔
"جب چیف باس مسٹر رابرٹ ہمارے ساتھ ہوں گے تو پھر کس کی
جرأت ہے کہ وہ ہمیں روک سکے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے

جواب دیا۔

"تت — تت — تم چاہتے کیا ہو مجھے بتاؤ۔ میں تمہارے ساتھ تعاون کروں گا۔ میں تمہیں آرتھم کا خاص پتہ بتا دیتا ہوں" — رابرٹ کا اطمینان اب مکمل طور پر کافور ہو چکا تھا۔

"سنو مسٹر رابرٹ — اب کھل کر باتیں سن لو۔ اگر ہم چاہیں تو تمہاری پوری آرگنائزیشن کا خاتمہ کر دیں۔ لیکن اس سے ہمیں براہِ راست کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ ایک تو آرگنائزیشن کی بجائے کوئی اور گروپ سامنے آجائے گا۔ جرائم صرف تمہاری آرگنائزیشن کے خاتمے سے مکمل طور پر ختم نہیں ہو جائیں گے — اور دوسری بات یہ کہ ہماری تمہارے ساتھ براہِ راست کوئی دشمنی نہیں ہے۔ اور نہ ہی تمہاری آرگنائزیشن نے ہمارے خلاف براہِ راست کوئی اقدام کیا ہے۔ بس تمہارا قصور فی الحال اتنا ہی ہے کہ تم نے یہاں ہوٹل میں ہماری ٹیم کے دو کھلاڑیوں کو اعصابی طور پر تنگ کیا ہے۔ ہمارا اصل مجرم آرتھم ہے۔ ٹی۔ ٹی۔ کارپوریٹ کا چیف باس۔ جو اپنے لالچ کے لئے ناجائز طور پر پاکیشیا ٹیم کو شکست دلانا چاہتا ہے — اس لئے ہم صرف اتنا چاہتے ہیں کہ ٹیم اصل کھیل کھیلے۔ ہار جیت کھیل کی وجہ سے ہو۔ ناجائز دباؤ کی وجہ سے نہ ہو۔ بولو۔ کیا تم اس میں ہمارے ساتھ تعاون کرنا چاہتے ہو یا نہیں" — عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں تیار ہوں۔ لیکن اس کے لئے تمہیں بھی میرے ساتھ تعاون کرنا ہوگا۔ ہماری آرگنائزیشن کی ساکھ کا مسئلہ ہے۔ اگر ہماری ساکھ

ایک بار بھی خراب ہوگئی تو سمجھ لو آرگنائزیشن بے موت ماری گئی"۔ رابرٹ نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے پوری تفصیل بتاؤ۔ ہمیں صرف اپنے کام سے غرض ہے۔ اگر ہماری غرض پوری ہو جاتی ہے تو ہمیں خواہ مخواہ خون بہانے سے کوئی مطلب نہیں ہے" — عمران نے جواب دیا۔

"اگر تم اجازت دو تو میں کرسی پر بیٹھ جاؤں" — رابرٹ نے کہا۔

"سوری مسٹر رابرٹ۔ ہم سب تمہارے ساتھ کھڑے ہیں۔ اور یہ سن لو۔ اگر تم وقت ضائع کرنے کے لئے ایسی باتیں کر رہے ہو۔ یا تمہیں کہیں سے امداد آنے کی توقع ہے۔ تو یہ بات پہلے باندھ لو کہ ہمارے ساتھ تو جو کچھ ہوگا بعد میں ہوگا — تمہارا سینہ پلک جھپکنے میں گولیوں سے چھلنی ہو جائے گا" — عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہاری ٹائپ سمجھ گیا ہوں۔ سنو۔ ٹی۔ ٹی کارپوریٹ نے ہمارے ذمہ صرف اتنا کام لگایا ہے کہ ہم پاکیشیا کے چیدہ چیدہ کھلاڑیوں کو اس طرح اعصابی طور پر پریشان اور مفلوج کر دیں کہ پاکیشیا ٹیم اپنا صحیح کھیل پیش نہ کر سکے — البتہ انہوں نے پاکیشیا میں دو کھلاڑیوں کو روکنے کا کام بھی ہمیں دیا تھا۔ جو ہم نے براڈے گروپ کے ذمہ لگا دیا تھا۔ کیونکہ براڈے گروپ فارن میں کام کرتا ہے۔ اور اس کے ایجنٹ نے رپورٹ دے دی ہے کہ ان دو کھلاڑیوں کو انہوں نے روک دیا ہے — ہم نے یہاں پاکیشیا ٹیم کے پہنچتے ہی اپنا مشن شروع کر دیا ہے۔ اور ہم نے چند سائنسی آلات کی مدد سے دو کھلاڑیوں کو اعصابی طور پر مفلوج کر دیا ہے۔ اور ٹیسٹ میچ کے شروع ہونے تک

ہم نے مسلسل ایسا کرنا تھا۔ اب تم جیسے کہو ہم ویسے کرنے کو تیار ہیں ۔
بشرطیکہ آرگنائزیشن کی ساکھ خراب نہ ہو" ــــ رابرٹ نے تفصیل
بتاتے ہوئے کہا۔
"یہ بتاؤ۔ اگر آرتھم کو ہٹا دیا جائے تو کیا ٹی۔ٹی کارپوریٹ ختم ہو جائے
گی" ــــ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔
"نہیں۔ وہ بہت بڑا ادارہ ہے ۔ ایک آرتھم ختم ہوگا تو دس اس کی
جگہ لے لیں گے" ــــ رابرٹ نے جواب دیا۔
"تو پھر تمہارے خیال میں کیا ہونا چاہیئے" ــــ عمران نے کہا۔
"میرا خیال ہے کہ تم اپنی ٹیم کے منیجر سے بات کرو۔ وہ اپنے
کھلاڑیوں کو کہہ دے کہ وہ لوگ یہی تاثر دیں کہ جیسے وہ اعصابی طور
پر ختم ہو رہے ہیں۔ اس طرح ٹی۔ٹی کارپوریٹ مطمئن رہے گا ــــ بعد
میں کھیل کے دوران وہ کچھ نہ کر سکیں گے۔ البتہ ہم ان کے خلاف اب
کچھ نہیں کریں گے۔ اور ہم آرتھم کو یہی کہتے رہیں گے کہ ہم باقاعدہ
ایکشن میں ہیں" ــــ رابرٹ نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔
"سنو ــــ اگر اچانک گریٹ لینڈ کا بھاؤ بڑھ جائے تو کیا آرتھم
تمہیں ایسا کرنے سے خود نہیں روک دے گا" ــــ عمران نے سر
ہلاتے ہوئے کہا۔
"ہاں۔ یقیناً ایسا ہی ہوگا۔ لیکن ایسا ہونا ناممکن ہے۔ کیونکہ اب میچ
میں صرف تین روز باقی رہ گئے ہیں۔ اور پاکیشیا کی ٹیم کا بھاؤ اس قدر
چڑھ چکا ہے کہ اب وہ ڈاؤن نہیں ہو سکتا ــــ اس کے بعد کے میچ
کے بارے میں کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ اس کا دارومدار اس میچ کے فیصلے

پہ ہی ہوگا" ــــ رابرٹ نے جواب دیا۔
"سنو ــــ اگر گریٹ لینڈ کا بھاؤ چڑھانا ہو تو اس کے لئے کتنی رقم
کی ضرورت ہوگی" ــــ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔
"میں نے کہہ دیا ہے کہ ایسا ہونا اب ناممکن ہے۔ کم از کم دس کروڑ
پونڈ کی شرطیں صرف گریٹ لینڈ پر لگیں تب جا کر بھاؤ بڑھے گا۔ اور یہ
اتنی بڑی رقم ہے کہ جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا" ــــ رابرٹ نے
جواب دیا۔
"ٹھیک ہے ۔ اب تم میری بات سن لو۔ تم نے اپنی آرگنائزیشن کی
طرف سے دس کروڑ پونڈ کی شرطیں صرف دو دنوں کے اندر گریٹ لینڈ پر لگانی
ہیں۔ میچ سے ایک روز قبل تک گریٹ لینڈ کا بھاؤ بڑھ جانا چاہیئے ۔ یہ
ضروری ہے" ــــ عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔
"سوری مسٹر عمران ــــ آرگنائزیشن کے پاس اتنی رقم نہیں ہے"
رابرٹ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔
"یہ میں نہیں جانتا۔ تمہاری تنظیم ڈاکے مارے ۔ یا بنک لوٹے ۔
جو مرضی آئے کرے ۔ لیکن دو دن کے اندر اندر بھاؤ بڑھنا چاہیئے۔ ورنہ
میں تمہاری پوری آرگنائزیشن کو تنکوں کی طرح بکھیر کر رکھ دوں گا ــــ اور
یہ بھی سن لو کہ اب اگر تم نے کھلاڑیوں پہ کوئی حربہ آزمانے کی کوشش
کی تو پھر تمہارے لئے جان بچانے کا کوئی چانس باقی نہ رہ جائے گا"
عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
"سنو ــــ سنو۔ میری بات سنو ۔ ایسا ہونا ناممکن ہے ۔ دو روز
میں چاہے ہم جتنی بھی کوشش کریں ۔ اتنی بڑی رقم اکٹھی نہیں کر سکتے ۔ اور

پھر اگر ویسا ہو بھی جائے تو اس کا سارا فائدہ آرتھم کو جائے گا۔ اس لئے سنو۔ میں تمہیں ایک اور بات بتاتا ہوں۔ سنو۔ میری بات سنو" رابرٹ نے بُری طرح ہانپتے ہوئے کہا۔

"ہاں بتاؤ" ——— عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے تمہیں یہ تو بتا دیا تھا کہ آرتھم کی جگہ دس دوسرے آدمی لے لیں گے لیکن یہ نہیں بتایا تھا اور اس لئے نہیں بتایا تھا کہ تم یقین نہ کرو گے ——— لیکن میں جو کچھ کہہ رہا ہوں سچ کہہ رہا ہوں۔ اگر تم یہ دس کروڑ پونڈ والی شرط نہ لگا دیتے تو شاید میں کبھی نہ بتاتا" ——— رابرٹ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تم یہی کہنا چاہتے ہو کہ ٹی۔ ٹی کارپوریٹ کا اصل مالک لارڈ ولنگٹن ہے۔ سکاٹ لینڈ یارڈ کا چیف" ——— عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

اور رابرٹ عمران کی بات سن کر اس بُری طرح اچھلا کہ جیسے اس کے پیروں تلے کرنٹ آ گیا ہو۔

"اوہ اوہ ——— تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ اوہ اگر تمہیں پہلے ہی معلوم تھا تو پھر تم نے لارڈ ولنگٹن کا نام کیسے استعمال کیا۔ یہاں رہنے کے لئے۔ کیونکہ جس جگہ میں تم آئے ہو۔ وہ تو ہے ہی لارڈ ولنگٹن کے خلاف"

رابرٹ کی آنکھیں حیرت سے کانوں تک پھیل چکی تھیں۔

"مجھے کافی عرصے سے اس بات کا علم تھا کہ لارڈ ولنگٹن خفیہ طور پر کسی شرط لگانے والے بڑے ادارے کے مالک ہیں۔ اس لئے سرکاری طور پر ایسے اداروں کے خلاف موثر کارروائی نہیں کی جاتی۔ اور سنو میں نے

ہوٹل میں رہنے کے لئے جان بوجھ کر لارڈ ولنگٹن کا نام استعمال کیا تھا تاکہ تمہیں اس بات کا یقین آ جائے کہ ہمارا اس مشن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور ہم آسانی سے کام کر سکیں ——— لیکن تم نے شاید صرف اس بات پر کہ لارڈ ولنگٹن ملک سے باہر ہیں۔ ہمیں اچانک پکڑ لیا۔ اور میں بھی اپنے ساتھیوں سمیت یہاں اس لئے آ گیا۔ کہ بیچ میں باقی بہت تھوڑے دن رہ گئے تھے ——— اور آرگنائزیشن کو کنٹرول کرنے کے لئے راستہ بنانے میں کافی دن لگ جاتے" ——— عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"تت ——— تت ——— تم واقعی انتہائی ذہین اور شاطرانہ دماغ رکھتے ہو۔ مجھے اب تمہاری باتوں پر مکمل یقین آ گیا ہے۔ سنو میری بات جو میں کہنا چاہتا تھا۔ اگر لارڈ ولنگٹن چاہے تو یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ اگر وہ ٹی۔ ٹی کارپوریٹ کے آرتھم کو حکم دے دے کہ اس بار کوئی چالاکی نہیں ہو گی ——— تو آرتھم کی مجال نہیں ہے کہ وہ کوئی چالاکی کرے۔ پھر اگر ایکیشیا جیت جاتا ہے تو ٹی۔ ٹی کارپوریٹ بہرحال اتنی سرمایہ دار ضرور ہے کہ ساری رقم کی ادائیگی کر سکتی ہے۔ اور اگر گریٹ لینڈ جیت جاتی ہے تو پھر انہیں کچھ کرنے کی ضرورت ہی باقی نہ رہے گی" ——— رابرٹ نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن ابھی تم خود بتا رہے تھے کہ لارڈ ولنگٹن ملک سے باہر ہے۔ ظاہر ہے آرتھم کو بھی اس بات کا علم ہو گا" ——— عمران نے کہا۔

"وہ جہاں بھی ہو۔ اس سے رابطہ قائم ہو سکتا ہے۔ آرگنائزیشن کے پاس اس کی ایک ایسی کمزوری موجود ہے جس کا علم اُسے ہوتے ہی وہ

ہر چیز تسلیم کرنے پر مجبور ہو گا"۔۔۔۔ رابرٹ نے کہا۔

"کیا کمزوری ہے"۔۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔ یہ واقعی اس کے لئے ایک نئی بات تھی۔

"لارڈ ولنگٹن ایک خفیہ مجرم تنظیم آرڈر چ کا سربراہ ہے۔ یہ تنظیم گریٹ لینڈ کے بڑے بڑے سرمایہ داروں اور لارڈز کو بلیک میل کر کے موٹی رقمیں وصول کرتی ہے۔۔۔۔ اور شاید تمہیں یقین نہ آئے کہ گریٹ لینڈ کی ملکہ بھی آرڈر چ کا شکار ہو چکی ہے۔ اور یہاں کے تمام بڑے بڑے لارڈ بھی اس کا شکار ہیں۔ اس لئے اگر اس بات کا ثبوت پریس میں دے دیا جائے کہ آرڈر چ کا سربراہ لارڈ ولنگٹن ہے۔۔۔۔ تو یقین کرو۔ لارڈ ولنگٹن تو ایک طرف رہا۔ اس کا پورا خاندان ایک لمحے میں موت کی وادی میں دھکیل دیا جائے گا۔ کیونکہ پورے گریٹ لینڈ کے اعلیٰ حکام اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے"۔۔۔۔ رابرٹ نے کہا۔

"تمہارے پاس وہ ثبوت موجود ہے"۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"ہاں۔ میرے پاس ایک ایسی خفیہ فلم موجود ہے جس میں لارڈ ولنگٹن آرڈر چ کی خفیہ میٹنگ کی صدارت کر رہا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس میٹنگ میں ملکہ کو بلیک میل کرنے کی پلاننگ کی گئی۔ اور ملکہ کو بلیک میل کرنے کا اسٹف بھی لارڈ ولنگٹن نے ہی اپنے آدمیوں کو مہیا کیا۔۔۔۔ یہ ایسا ثبوت ہے جس سے کسی صورت بھی انکار نہیں کیا جا سکتا"۔۔۔۔ رابرٹ نے جواب دیا۔

"لیکن تم نے اسے استعمال کیوں نہیں کیا"۔۔۔۔ عمران نے چند

لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"مسٹر عمران۔۔۔۔ میں ابھی حال ہی میں آرگنائزیشن کا چیف بنا ہوں۔ اس سے پہلے میں نمبر ٹو تھا۔ البتہ بلیک میلنگ شعبے کا سربراہ میں تھا۔ اس لئے جب یہ ثبوت میرے ہاتھ لگا۔ تو میں نے اسے کسی خاص موقع کے لئے سنبھال کر رکھ لیا۔۔۔۔ اور اسٹف لے کر آنے والے ایجنٹ کو روڈ ایکسیڈنٹ میں ختم کرا دیا۔ دوسری بات یہ کہ آرتھم پہلے چیف ڈیوڈ کا انتہائی لنگوٹیا دوست تھا۔ اس لئے اگر میں یہ اسٹف ڈیوڈ کے سامنے لے آتا تو وہ خود کچھ کرنے کی بجائے اسے آرتھم کے حوالے کر دیتا۔۔۔۔ اور آرتھم خود اپنے فائدے میں اسے استعمال کرتا۔ اس لئے میں خاموش رہا۔ اور شاید اب بھی میں تمہیں نہ بتاتا کیونکہ لارڈ ولنگٹن اگر میرے قابو آجاتا تو میں آرگنائزیشن کو اور زیادہ پھیلا سکتا تھا۔ لیکن ایک تو آرتھم نے مجھ سے تلخ کلامی کی اور میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اس سے انتقام لینے کے لئے لارڈ ولنگٹن کو استعمال کر دوں گا۔۔۔۔ لیکن تمہاری ذہانت اور پھرتی دیکھ کر میں اس نتیجے پر پہنچ چکا ہوں کہ تم بہرحال میرے بس سے باہر ہو۔ اس لئے مجھے لازماً جان سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔۔۔۔ اور جب میں ہی زندہ نہ رہ سکا تو پھر میرے لئے ہر چیز بیکار ہو جائے گی"۔۔۔۔ رابرٹ نے کہا۔

"تم واقعی انتہائی ٹھنڈے دماغ کے آدمی ہو۔ بہرحال ٹھیک ہے تم وہ ثبوت میرے حوالے کر دو۔ میرا وعدہ کہ آرگنائزیشن کے خلاف میں اس وقت تک حرکت میں نہیں آؤں گا۔ جب تک آرگنائزیشن پاکیشیا کے خلاف کام نہ کرے گی"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی مخلصانہ

لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے تمہارے وعدے پر یقین ہے۔ اور میں تمہیں بھی یقین دلاتا ہوں کہ آرگنائزیشن کبھی بھی پاکیشیا کے خلاف کوئی کام نہ کرے گی ـــــ بلکہ اگر کبھی کوئی اطلاع مجھے ایسی ملی جس میں پاکیشیا کا فائدہ ہوا تو میں تمہیں خود اس کی اطلاع دوں گا" ـــــ رابرٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ ـــــ پھر تو تم ہمارے دوست ہو گئے۔ اور یقین کرو ہم سے دوستی لگا کر تم ہمیشہ فائدے میں رہو گے" ـــــ عمران نے مشین گن کو ایک طرف ہٹاتے ہوئے جواب دیا۔

"مجھے یہ دوستی دل و جان سے قبول ہے" ـــــ رابرٹ نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ جیسے اُسے اس دوستی پر بے حد فخر محسوس ہو رہا ہو۔ اور عمران نے ہاتھ آگے بڑھا کر اس کا ہاتھ نہ صرف تھام لیا بلکہ اُسے ذرا سا دبا بھی دیا ـــــ دوسرے لمحے رابرٹ یوں چیختا ہوا اچھلا جیسے عمران نے اس کا ہاتھ دبانے کی بجائے ہتھیلی میں سوئی چبھو دی ہو۔

"ارے کیا ہوا۔ کیا بوٹ تنگ کر رہے ہیں" ـــــ عمران نے حیران ہوتے ہوئے رابرٹ کے جوتوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ جیسے رابرٹ جوتا تنگ ہونے کی وجہ سے اچھلا ہو۔

"تت ـــــ تت ـــــ تم آخر کیا چیز ہو۔ میرے ہاتھ کی ہڈیاں ٹوٹتی رہ گئیں۔ اور مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے میرا ہاتھ کسی آہنی شکنجے

میں کس دیا گیا ہو" ـــــ رابرٹ نے اپنا ہاتھ زور زور سے جھٹکتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"اچھا۔ لیکن میں نے تو صرف دوستی کی خاطر آہستہ سے دبایا تھا" عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"حیرت انگیز۔ تم واقعی حیرت انگیز آدمی ہو۔ مجھے اپنی طاقت پر ہمیشہ ناز رہا ہے۔ لیکن تم میں تو شاید مافوق الفطرت طاقت ہے"۔ رابرٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ وہ اب پوری طرح عمران سے مرعوب نظر آ رہا تھا۔

"وہ ثبوت ـــــ وہ جو تم دوستی کے پہلے تحفے کے طور پر دے رہے تھے" ـــــ عمران نے اصل موضوع پر آتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ آؤ میرے ساتھ" ـــــ رابرٹ نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ٹی۔ کارپوریٹ کا چیف باس آرتھم اپنے خاص کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ آرتھم نے فوراً ہی رسیور اٹھا لیا۔

"یس ۔۔۔ آرتھم بول رہا ہوں" ۔۔۔ آرتھم نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" باس ۔۔۔ میں رچرڈ بول رہا ہوں۔ ہوٹل ایکارڈ سے۔ آرگنائزیشن نے آج رات بھی کامیاب کارروائی کی ہے اور ایک کھلاڑی سلیم کی اعصابی حالت آج صبح بے حد خراب تھی۔ لیکن باس ایک عجیب و غریب صورت حال دیکھنے میں آئی ہے ۔۔۔ رچرڈ نے کہا۔

" کیا مطلب ۔۔۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم" ۔۔۔ آرتھم نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" باس۔ کچھ غیر ملکی اخبار نویس جن کی تعداد چار ہے۔ اُسی منزل پر

ٹھہرے ہیں جہاں پاکیشیا ٹیم ٹھہری ہوئی ہے۔ حالانکہ حفاظتی انتظامات کے تحت انہیں وہاں نہ ٹھہرایا جاسکتا تھا۔ لیکن آرگنائزیشن کے چیف باس کے خصوصی حکم پر نئے منیجر براؤن نے انہیں ٹھہرایا ۔۔۔ اس کے بعد ان میں سے ایک آدمی پاکیشیا ٹیم کے منیجر سے ملا۔ وہ ایک کیبن میں خفیہ طور پر بات چیت کرتے رہے۔ اس کیبن کی ویٹرس مارگریٹ تھی۔ پھر منیجر کے جانے کے بعد مارگریٹ کیبن کے اندر اس آدمی سے باتیں کرتی رہی ۔۔۔ بعد میں اس نے کاؤنٹر پر سے ٹیلی فون پر اپنے بوائے فرینڈ واسکی کو فون کیا۔ اور اُسے بتایا کہ ایک موٹی آسامی اس کے پاس بھیج رہی ہے۔ وہ آدمی وہاں سے نکل کر برآمدے میں موجود ایک پبلک بوتھ میں گیا ۔۔۔ اس نے وہاں سے نجانے کہاں فون کیا۔ اس کے بعد وہ ہوٹل سے نکل کر واسکی کے مخصوص اڈے فائیو سٹار بار میں پہنچ گیا۔ میں بھی اس کے پیچھے گیا۔ کیونکہ میں اس آدمی سے مشکوک ہو گیا تھا ۔۔۔ لیکن باس اس دوران آرگنائزیشن کا ایکشن گروپ وہاں پہنچ گیا۔ انہوں نے واسکی کو گولی مار دی۔ اور اس آدمی کو جبراً ساتھ لے گئے۔ اسی دوران ایکشن گروپ کا ایک اور گروپ وہاں پہنچا اور وہ اس آدمی کے پیچھے آنے والے ایک اور آدمی کو ساتھ ہی اٹھا کر باہر لے گیا ۔۔۔ اور پھر ان دونوں کو ایک ہی کار میں بٹھا کر وہ لے گئے۔ میں واپس ہوٹل آیا تو وہاں پتہ چلا کہ ان کے باقی ساتھیوں کو بھی چیف باس کے حکم پر جبراً ان کے کمروں سے اغوا کر کے آرگنائزیشن کا ایکشن گروپ اپنے ساتھ لے گیا ہے ۔۔۔ وہ کمروں میں موجود ان کا سب سامان بھی ساتھ لے گئے ہیں۔ اور تب سے وہ سب غائب ہیں" ۔۔۔ رچرڈ نے

پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ اس کا مطلب ہے ۔ اندر ہی اندر کوئی خاص چکر چل رہا ہے ۔ ٹھیک ہے ۔ تم پوری طرح ہوشیار رہنا ۔ میں آرگنائزیشن کے چیف سے بات کرتا ہوں " ۔۔۔ آرتھم نے سخت لہجے میں جواب دیا ۔ اور ہاتھ بڑھا کر رسیور رکھ دیا ۔ وہ چند لمحے بیٹھا سوچتا رہا ۔ پھر اس نے تیزی سے فون کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔

"یس ۔۔۔ زیرو زیرو ٹارگٹ " ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی ۔ یہ آرگنائزیشن کے ہیڈ کوارٹر کا مخصوص کوڈ تھا ۔

"میں آرتھم بول رہا ہوں ۔ اپنے چیف باس سے بات کراؤ "

آرتھم نے کرخت لہجے میں کہا ۔

"سوری سر ۔۔۔ چیف باس تھوڑی دیر پہلے کہیں چلے گئے ہیں ۔ اور ہمیں معلوم نہیں ہے کہ وہ کہاں گئے ہیں " ۔۔۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا ۔

"اوکے ۔ جیسے ہی وہ ہیڈ کوارٹر آئیں انہیں میری طرف سے پیغام دے دیں کہ وہ مجھ سے بات کر لیں ۔ ایک ایمرجنسی مسئلہ ہے "

آرتھم نے کہا ۔

"یس سر ۔ ان کو اطلاع دے دی جائے گی " ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا ۔ اور آرتھم نے رسیور رکھ دیا ۔ لیکن اس کے چہرے پر گہری پریشانی کے آثار نمایاں تھے ۔ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ کہیں نہ کہیں کوئی لمبی گڑبڑ موجود ہے ۔۔۔ لیکن کیا گڑبڑ ہو سکتی ہے ۔ یہ بات سامنے

نہ آ رہی تھی ۔ نئے آنے والوں کو کھلاڑیوں والی منزل میں ٹھہرانا ۔ پھر ان میں سے ایک کا پاکیشیا ٹیم کے مینجر سے خفیہ گفتگو ۔ اس کے بعد آرگنائزیشن کے ایکشن گروپ کی طرف سے اچانک گرفتاری اور ساتھ ہی رابرٹ کا ہیڈ کوارٹر سے اسی وقت چلا جانا ۔ یہ سب کچھ بتا رہا تھا کہ کہیں نہ کہیں کوئی کھچڑی ضرور پک رہی ہے ۔۔۔ لیکن اسے صرف تسلی اس بات کی تھی ۔ کہ آرگنائزیشن کا ایکشن گروپ ان لوگوں کے خلاف حرکت میں آ گیا ہے تو اب ان کا بچ جانا ناممکن ہے ۔ وہ ایکشن گروپ کی کارکردگی سے اچھی طرح واقف تھا ۔۔۔ اور دوسری بات یہ بھی تھی کہ آرگنائزیشن کے متعلق وہ جانتا تھا کہ جو کام ہاتھ میں لے لیتی ہے ۔ پھر اپنی ساکھ کی خاطر اسے ہر صورت میں پورا کرتی ہے ۔ لیکن چکر کیا تھا ۔ وہ بس یہی جاننا چاہتا تھا ۔۔۔ لیکن اب رابرٹ کی کال آئے تب ہی اصل بات کا پتہ چلے ۔ اور اب وہ بیٹھا اسی کی کال کا انتظار کر رہا تھا ۔ انتظار کرتے کرتے اسے تقریباً آدھا گھنٹہ گزر گیا تھا ۔ لیکن رابرٹ کی طرف سے کوئی کال نہ آئی تھی ۔۔۔ آخر تنگ آ کر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ دوبارہ اسے کال کرے ۔ یہ فیصلہ کر کے اس نے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی ۔ اور اس نے چونک کر بڑی پھرتی سے رسیور اٹھا لیا ۔

"یس ۔۔۔ آرتھم سپیکنگ " ۔۔۔ آرتھم نے کہا ۔

"باس ۔ میں جیمین بول رہا ہوں کارٹ لینڈ گراؤنڈ سے ۔ آپ کو آج پاکیشیا کی نیٹ پریکٹس کی رپورٹ دینی ہے " ۔۔۔ ٹونی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا ۔

"لیکن یہ رپورٹ تو کم از کم دو گھنٹے پہلے مجھے مل جانی چاہیئے

تھی" ——— آرتھم نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"یس باس ——— لیکن باس اچانک گراؤنڈ کے انچارج نے مجھے اپنے ذاتی کام پر بھیج دیا تھا۔ میری وہاں پوزیشن ایسی ہے کہ میں انکار نہیں کر سکتا۔ ورنہ وہ فوراً مجھے نکال باہر کرتا۔ اور اس طرح ہم ہمیشہ کے لئے معلومات حاصل نہ کر سکتے ——— میں ابھی اس کے کام سے فارغ ہوا ہوں۔ اور پہلی فرصت میں آپ کو رپورٹ دے رہا ہوں" ——— جیمسن نے انتہائی معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ——— بتاؤ کیا رپورٹ ہے" ——— آرتھم نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"باس۔ آج پاکیشیا کا کھلاڑی سلیم کارکردگی نہ دکھا سکا۔ وہ خاصا غیر متوازن تھا۔ جیسے اس کے اعصاب اور ذہن پر شدید بوجھ ہو" ٹونی نے کہا۔

"کیا تم نے اچھی طرح چیک کیا ہے" ——— آرتھم نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"یس باس۔ میری ڈیوٹی ہی ایسی ہے کہ میں نیٹ پریکٹس کے دوران میں ان کے بالکل قریب ہی رہتا ہوں" ——— جیمسن نے جواب دیا۔

"او کے ——— ویسے اب تک مجموعی صورت حال کیسی جا رہی ہے" آرتھم نے قدرے مطمئن لہجے میں پوچھا۔

"باس ——— ہمارا منصوبہ بالکل کامیاب جا رہا ہے۔ پاکیشیا ٹیم ایسی صورت حال میں کسی صورت میچ نہیں جیت سکتی۔ منیجر اور کپتان

فرحان بھی اس صورت حال پر بے حد پریشان دکھائی دے رہے ہیں" جیمسن نے جواب دیا۔

"گڈ ——— ٹھیک ہے ——— گڈ بائی" ——— آرتھم نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور رسیور رکھ دیا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے لاکھوں پونڈ کے نوٹ ناچنے لگے تھے۔

رسیور رکھ کر اس نے ابھی کرسی کی پشت سے سر ٹکایا ہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور آرتھم نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس ——— آرتھم سپیکنگ" ——— آرتھم نے کہا۔

"چیف باس آرگنائزیشن سے بات کیجئے" ——— دوسری طرف سے بھاری آواز میں کہا گیا۔

"اوہ یس" ——— آرتھم نے سیدھے ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہیلو آرتھم ——— میں رابرٹ بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے کیسے فون کیا تھا" ——— رابرٹ کے لہجے میں ناگواری تھی۔

"مجھے اطلاعات ملی ہیں کہ ہوٹل ایکارڈ میں کوئی خصوصی چکر چل رہا ہے" آرتھم نے بھی سخت لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے رچرڈ کی طرف سے ملنے والی تفصیل اسے سنا دی۔

"ہوں ——— اس کا مطلب ہے کہ تمہارے آدمی آرگنائزیشن کے کام کی نگرانی کرتے ہیں" ——— رابرٹ کا لہجہ یک لخت بے حد تلخ ہو گیا۔

"یہ بات نہیں مسٹر رابرٹ۔ ہمیں صرف اپنے مطلب سے غرض ہے۔ اور تم جانتے ہو کہ اس کام پر ہمارے لاکھوں کروڑوں پونڈ داؤ

پر لگے ہوئے ہیں۔ اس لئے ایسا کرنا ضروری ہے۔ کہ ہم ساتھ ساتھ حالات سے واقف رہیں۔ ویسے اگر ہمیں آرگنائزیشن پر اعتماد نہ ہوتا تو ہم یہ کام اس کے ذمے کیوں لگاتے ——— لیکن یہ چکر کیا چل رہا ہے۔ مجھے صرف تشویش دو باتوں پر ہے۔ ایک تو ان لوگوں کی اس منزل پر رہائش جہاں پاکیشیا ٹیم ٹھہری ہوئی ہے۔ دوسری بات کہ انہوں نے پاکیشیا ٹیم کے مینیجر سے گفتگو کی ہے" ——— آرتھم نے جواب دیا۔

"ہاں۔ تمہاری تشویش بجا ہے۔ لیکن اس سارے چکر سے تمہارے کام کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان لوگوں نے لارڈ ولنگٹن کی طرف سے کال کر کے ان کمروں میں رہائش اختیار کی ——— لیکن مجھے تشویش تھی۔ اس لئے میں نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ لارڈ ولنگٹن تو ایک ماہ سے ملک سے باہر ہیں تو میں نے انہیں ایکشن گروپ کے ذریعے اٹھوا لیا پھر پوچھ گچھ پر انہوں نے سب کچھ اگل دیا ——— انہوں نے بتایا ہے کہ وہ پاکیشیا کے پرائیویٹ جاسوسوں کی ایک ٹیم ہے جسے ٹیم کے مینیجر نے ذاتی طور پر ہائر کیا تھا۔ کیونکہ مینیجر اس بات پر تشویش زدہ تھا کہ اس کی ٹیم کے دو اہم ترین کھلاڑیوں نے اچانک بغیر کسی وجہ سے ٹیم میں کھیلنے سے انکار کر دیا تھا ——— وہاں کی پولیس نے اس سلسلہ میں ان کھلاڑیوں اور مینیجر کی ذاتی پرخاش وجہ بتائی جس پر اعلیٰ حکام کی طرف سے مینیجر کی بازپرس ہوئی لیکن مینیجر نے انہیں اپنی طرف سے مطمئن کر دیا۔ اس کے بعد مینیجر نے ذاتی طور پر ان سے رابطہ قائم کیا کہ وہ یہاں گریٹ لینڈ میں کھلاڑیوں کی حفاظت کریں ——— لیکن میں نے انہیں قتل کرا دیا ہے۔ کیونکہ یہاں تحقیق کے نتیجے میں وہ ہمارے مشن سے بھی آگاہ ہو سکتے تھے۔ اور

اب میں نے ان کے میک اپ میں اپنے آدمی ڈال دیئے ہیں۔ تاکہ یہ مینیجر مطمئن رہے" ——— رابرٹ نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا۔ تو یہ بات تھی۔ ٹھیک ہے۔ واقعی آرگنائزیشن اپنے کام کے ہر پہلو پر پوری توجہ دیتی ہے" ——— آرتھم کے لہجے سے ہی ظاہر تھا کہ وہ رابرٹ کی وضاحت سے پوری طرح مطمئن ہو گیا ہے۔

"مسٹر آرتھم۔ آرگنائزیشن جو کام لے لے اُسے ہر صورت میں پورا کرتی ہے۔ یہ ہماری ساکھ کا مسئلہ ہے۔ تمہیں یقیناً یہ رپورٹیں بھی مل چکی ہوں گی ——— کہ ہمارا کھلاڑیوں کو اعصابی طور پر مفلوج کرنے کا مشن کامیاب جا رہا ہے۔ گو اس کے لئے ہمیں اپنے آپ پر بڑا جبر کرنا پڑ رہا ہے۔ حالانکہ ہمارے لئے بڑی آسانی اس وقت ہوتی جب پاکیشیا کے کھلاڑیوں کو اعصابی طور پر مفلوج کرنے کی بجائے ان کے قتل کا کام دیا جاتا" ——— رابرٹ نے کہا۔

"ارے ارے مسٹر رابرٹ۔ اس بات کا سوچنا بھی نہیں۔ پوری ٹیم تو ایک طرف اگر ایک بھی کھلاڑی قتل ہو گیا تو میچ کینسل ہو جائیں گے۔ اور ڈی۔ ٹی کارپوریٹ کو شرطوں کی پوری رقم واپس کرنی پڑ جائے گی" آرتھم نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ بہرحال تم مطمئن رہو۔ کام تمہاری مرضی کے عین مطابق ہو گا" ——— رابرٹ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تھینک یو۔ اب میں پوری طرح مطمئن ہوں" آرتھم نے کہا۔ اور پھر گڈ بائی کہہ کر اس نے رسیور رکھ دیا۔ وہ اب واقعی ہر لحاظ سے اپنے آپ کو مطمئن محسوس کر رہا تھا۔ اُسے اب یقین

ہو گیا تھا کہ پاکیشیا ٹیم کسی بھی صورت گریٹ لینڈ سے نہیں جیت سکتی۔

بڑے ہال نما کمرے میں پاکیشیا ٹیم کے کھلاڑیوں کی میٹنگ ہو رہی تھی۔ کپتان فرحان اور منیجر اسرار احمد سمیت تمام کھلاڑی وہاں موجود تھے ___ اسرار احمد اور کپتان دونوں کے چہروں پر خاصی پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

"یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی کہ ہمارے کھلاڑیوں کو آخر کیا ہوتا جا رہا ہے۔ پہلے ارشد اور افشار نے کھیلنے سے بلا وجہ انکار کر دیا۔ یہ ہمارے لئے بہت بڑا دھچکہ تھا ___ اور اب یہاں پہنچ کر پہلے اعظم پھر سلیم دونوں اعصابی طور پر اپنے آپ کو ان فٹ محسوس کر رہے ہیں۔ اس طرح تو ہماری ٹیم کسی بھی صورت گریٹ لینڈ سے نہیں جیت سکتی" ___ کپتان فرحان احمد نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"فرحان صاحب ___ میں خود حیران ہوں کہ آخر مجھے کیا ہو گیا ہے۔

مجھے یوں لگ رہا ہے۔ جیسے میں اعصابی طور پر ٹوٹ پھوٹ گیا ہوں" اعظم نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"کہیں ہمیں کھانے پینے کی اشیاء کے ذریعے تو کوئی خاص دوا نہیں دی جا رہی" ___ ایک کھلاڑی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ کھانا میرے سامنے پکتا ہے۔ اور میں اُسے باقاعدہ چیک کر کے اپنے سامنے آپ سب کو کھلاتا ہوں۔ اور اس سلسلے میں ٹیم کے ڈاکٹر بھی میرے ہمراہ ہوتے ہیں ___ رہا پانی کا سوال تو آپ جانتے ہیں کہ اب تک ہم نے نہ ہی یہاں کا پانی پیا ہے اور نہ ہی کوئی اور مشروب استعمال کیا ہے۔ اس لئے ایسا سوچنا ہی حماقت ہے ___ اب اس بات کے دوسرے پہلو کو دیکھیں۔ کھلاڑی کبھی کوئی ایسی حرکت نہیں کرتا جس سے فاؤل پلے ہو جائے۔ اس لئے گریٹ لینڈ کی ٹیم۔ کھلاڑیوں یا ان کے منیجر اور کوچ کی طرف سے تو ایسی کسی بات کا سوچنا بھی ناممکن ہے ___ اور اس کے علاوہ اور کوئی ایسی پارٹی ہو نہیں سکتی جسے ہار جیت سے کوئی دلچسپی ہو" منیجر اسرار احمد نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ نے یہاں آنے سے پہلے مجھے کہا تھا کہ ٹیسٹ میچ شروع ہونے سے پہلے ہم ارشد اور افشار کو بلا لیں گے۔ لیکن نہ ہی اب تک آپ نے انہیں بلوایا ہے ___ اور نہ ہی آپ نے یہ بتایا ہے۔ کہ کیا وہ اب کھیلنے پر رضامند ہیں" ___ کپتان فرحان نے اس طرح چونکتے ہوئے کہا۔ جیسے اُسے اچانک یہ بات یاد آ گئی ہو۔

"میں نے صرف اندازے کی بنا پر ایسا کہا تھا کہ شاید پریس کے دباؤ

کی وجہ سے یہ دونوں کھلاڑی آخری لمحات میں کھیلنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ لیکن ابھی تک ان کی طرف سے نہ ہی کوئی بیان پریس میں آیا ہے اور نہ ہی ان کی طرف سے کوئی اطلاع ہے" ——— منیجر اسرار احمد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے اب وہ عمران اور سر سلطان کے متعلق تو کچھ نہ بتا سکتا تھا۔

"اب کیا پلاننگ کی جائے۔ میں تو ہر صورت میں یہ میچ جیتنا چاہتا ہوں۔ لیکن کھلاڑی تیزی سے ان فٹ ہوتے جا رہے ہیں۔ اب کیا کیا جائے۔ اس بارے میں آپ بتائیں کہ اب ہماری آئندہ پلاننگ کیا ہونی چاہیے" کپتان فرحان نے تلخ لہجے میں کہا

"ڈاکٹر واسطی کے مطابق اعظم اور سلیم دونوں جسمانی طور پر بالکل فٹ ہیں۔ لیکن یہ دونوں ہی بتاتے ہیں کہ ان کے اعصاب پر بے پناہ دباؤ ہے۔ اور نیٹ پریکٹس میں بھی یہی بات سامنے آئی ہے ——— اگر ان دونوں کو نہ کھلایا جائے یا پھر یہ دونوں اگر صحیح کھیل پیش نہ کر سکیں تو پھر ہماری جیت کا تو بہرحال امکان ہی نہ ہو گا۔ البتہ ہماری ہار بھی انتہائی شرمناک ہو گی" ——— اسرار احمد نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اب کیا کیا جائے" ——— باقی کھلاڑیوں نے لٹکے ہوئے چہروں سے پوچھا۔

"اب اور کیا ہو سکتا ہے۔ بس میچ کھیلیں گے اور ہار جائیں گے۔ اس کے سوا ہم اور کیا کر سکتے ہیں۔ اب ہم نہ ہی دورہ کینسل کر سکتے ہیں۔ اور نہ ہی ہمارے پاس ان کے پلئیر کے کھلاڑی موجود ہیں۔ کم از کم ان میں سے ایک بھی اعصابی طور پر تندرست ہوتا تو یقیناً ہم میچ جیتنے کی کوشش کر سکتے تھے" ——— اسرار احمد نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو پھر میں اپنی ریٹائرمنٹ کا اعلان کر دیتا ہوں۔ میں ایسا میچ کسی حالت میں بھی نہیں کھیلنا چاہتا جس میں جیت کا امکان ہی نہ ہو۔ گیم میں ہار جیت اپنی جگہ۔ لیکن جہاں جیت کا کوئی امکان ہی نہ ہو صرف ہار ہی ہار ہو۔ وہاں کھیلنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے" ——— کپتان فرحان احمد نے کہا۔

"ارے فرحان پلیز۔ ایسی بات منہ سے مت نکالو۔ اس طرح تو باقی کھلاڑیوں کا بھی مورال ڈاؤن ہو جائے گا" ——— اسرار احمد نے انتہائی پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اس کا کوئی حل بتاؤ" ——— فرحان نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"دیکھیں۔ اعظم اور سلیم دونوں کی میں ماہر نفسیات سے ٹریٹمنٹ کراتا ہوں مجھے یقین ہے کہ میچ تک یہ بالکل فٹ ہو جائیں گے" اسرار احمد نے کہا۔

"لیکن اس طرح تو یہ بات پریس میں آ جائے گی۔ اور پوری دنیا میں شور مچ جائے گا کہ پاکیشیا ٹیم کے اچھے کھلاڑی میچ کھیلنے سے پہلے نفسیاتی علاج کرانے پر مجبور ہو گئے ہیں ——— اس طرح تو پوری دنیا ہم پر ہنسے گی۔ قہقہے لگائے گی۔ اور پھر ہم جیت بھی گئے تب بھی پریس یہی کہے گی کہ شاید نفسیاتی علاج کے بہانے کھلاڑیوں کو مخصوص ادویات دی گئی ہیں یہ ایک نیا چکر شروع ہو جائے گا" ——— تجربہ کار کپتان فرحان احمد نے اسرار احمد کی توجہ ایک نئے پہلو کی طرف دلاتے ہوئے کہا۔

"اس کا بھی حل نکالا جا سکتا ہے۔ میں آج ہی اعلیٰ حکام سے بات کرتا ہوں۔ ہم پاکیشیا سے ماہر نفسیات بلوا لیں گے۔ جو یہ سارا کام انتہائی خفیہ طور پر

کریں گے۔" ___ اسرار احمد نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ یہ کام کریں۔ بہرحال میرا فیصلہ سن لیں اگر میچ شروع ہونے سے ایک روز پہلے تک یہ دونوں کھلاڑی بالکل درست نہ ہوئے تو پھر میں ریٹائرمنٹ کا اعلان کر کے واپس پاکیشیا چلا جاؤں گا ___ اس کے بعد آپ جانیں اور آپ کا کام۔ یہ میرا حتمی فیصلہ ہے۔" ___ کپتان فرحان نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تم بے فکر رہو فرحان۔ سب ٹھیک ہو جائے گا ڈونٹ وری" اسرار احمد نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی میٹنگ بڑے مایوسانہ انداز میں ختم کر دی گئی۔ ویسے ہر کھلاڑی کا چہرہ مایوسی سے لٹکا ہوا تھا۔ کیونکہ انہیں یقین تھا کہ صورتحال بہتر نہیں ہو سکتی۔

آرتھم ٹی۔ ٹی کارپوریٹ کے مخصوص دفتر میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ اچانک دروازہ کھلا۔ اور ایک نوجوان تیزی سے اندر داخل ہوا۔

"باس باس ___ سکاٹ لینڈ یارڈ کے چیف لارڈ ولنگٹن تشریف لے آئے ہیں" ___ نوجوان نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لارڈ ولنگٹن ___ اور یہاں" ___ آرتھم بھی یہ خبر سن کر بری طرح بوکھلا گیا۔ اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"ان کے ساتھ ایک اور آدمی ہے۔ ان کی کار ابھی ابھی یہاں آکر رکی ہے۔ میں آپ کو اطلاع دینے آیا ہوں" ___ نوجوان نے اسی طرح پریشان لہجے میں کہا۔

اسی لمحے میز پر پڑی ہوئی ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور آرتھم نے جلدی سے رسیور اٹھالیا۔

"یس" ___ آرتھم نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ کیونکہ

لارڈ ولنگٹن کی ذاتی طور پر یہاں خود آنے والی بات واقعی انتہائی حیران کن تھی۔ اُسے لارڈ ولنگٹن کے متعلق اچھی طرح معلوم تھا کہ ٹی۔ ٹی کا رپوریٹ کے اصل مالک وہی ہیں ——— اور انہی کی سرپرستی میں یہ ادارہ اونچا جا رہا ہے۔ لیکن اس سے پہلے تو وہ کبھی یہاں نہیں آئے۔ کیونکہ پروٹوکول کے مطابق بھی ان کی یہاں آمد کا کوئی تک نہ بنتا تھا۔

"سر ——— لارڈ ولنگٹن ایک غیر ملکی نوجوان کے ہمراہ آپ کے دفتر میں آ رہے ہیں" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔ یہ کاؤنٹر مین پیڈی بول رہا تھا۔

"ٹھیک ہے" ——— آرتھم نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔ اور رسیور رکھ دیا۔ ظاہر ہے اس کے سوا وہ اور کہہ بھی کیا سکتا تھا۔

"تم جاؤ" ——— آرتھم نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے خبر لے کر آنے والے نوجوان سے کہا۔ اور نوجوان سر ہلاتا ہوا تیزی سے واپس مڑ گیا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور لارڈ ولنگٹن بڑے باوقار انداز میں اندر داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے ایک غیر ملکی نوجوان تھا جو اپنی قومیت کے لحاظ سے ایشیائی لگ رہا تھا ——— لارڈ ولنگٹن کا چہرہ سُتا ہوا تھا۔ جب کہ نوجوان کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

"سر آپ نے خود تکلیف کی۔ سر میں آپ کا خادم ہوں۔ مجھے طلب کر لیا ہوتا سر" ——— آرتھم نے آگے بڑھ کر بڑے عاجزانہ سے لہجے میں کہا۔

"ہٹو" ——— لارڈ ولنگٹن نے کرخت لہجے میں کہا اور آرتھم خاموشی

سے پیچھے ہٹ گیا۔ لارڈ ولنگٹن نے اس کا مصافحے کے لئے بڑھا ہوا ہاتھ بھی نظرانداز کر دیا تھا۔

"سنو ——— یہ علی عمران ہیں۔ پاکیشیا میں رہتے ہیں اور میرے ذاتی دوست ہیں" ——— لارڈ ولنگٹن نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے آرتھم سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ ساتھ آنے والے نوجوان کا آرتھم سے تعارف کرا رہے تھے۔ لیکن ان کا لہجہ ایسا تھا جیسے وہ بہ امر مجبوری بول رہے ہوں، ان کا بولنے کے لئے دل نہ چاہ رہا ہو۔

"یس سر" ——— آرتھم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تمہاری پاکیشیا ٹیم کے خلاف پلاننگ کیسی جا رہی ہے" لارڈ ولنگٹن نے کہا۔ اور آرتھم کو یوں محسوس ہوا جیسے لارڈ ولنگٹن نے فقرہ نہ بولا ہو اس کے سر پر ایٹم بم مار دیا ہو۔ اس کی آنکھیں پھٹی گئیں۔

"ج ——— ج ——— جناب۔ آپ کیا فرما رہے ہیں" ——— آرتھم نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو۔ حیرت دکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ سب کچھ جانتے ہیں۔ اس لئے کھل کر بات کرو" ——— لارڈ ولنگٹن نے تلخ لہجے میں کہا۔ اور جواب میں آرتھم نے رک رک کر ساری بات سنا دی۔ بلکہ اس نے اس میٹنگ میں ہونے والی گفتگو بھی سنا دی۔ جس میں کپتان فرحان نے ایسی حالت میں کھیلنے کی بجائے ریٹائرمنٹ کا اعلان کرنے کی دھمکی دی تھی ——— اس کی رپورٹ اُسے اپنے آدمیوں سے مل چکی تھی جنہوں نے اس میٹنگ ہال کی کارروائی جاننے کے لئے وہاں خفیہ طور پر آلات نصب کئے ہوئے تھے۔ اور آرتھم کی یہ بات سن کر اطمینان سے بیٹھا ہوا عمران

بری طرح چونک پڑا۔

"سنو۔ اپنا منصوبہ فوری طور پر ختم کر دو۔ اب ہمیں اس سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیے۔ کہ کون سی ٹیم جیتتی ہے اور کون سی ہارتی ہے"
لارڈ ولنگٹن نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"ج ۔۔ جج ۔۔ جی ....." ۔۔۔ آرتھم کی آنکھیں ایک بار پھر حیرت سے پھٹنے لگیں۔ اُسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر لارڈ ولنگٹن کو اچانک کیا ہو گیا ہے۔

"تم نے یہ کام کس کے ذمہ لگایا تھا" ۔۔۔ لارڈ ولنگٹن نے اس کی حیرت اور بوکھلاہٹ کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"آرگنائزیشن کے ذمہ لگایا تھا۔ انہوں نے دو کھلاڑیوں کو روکنے کے لئے آگے کام براڈوے گروپ کے ذمہ لگایا تھا۔ اور یہاں کا کام وہ خود کر رہے ہیں" ۔۔۔ آرتھم نے جواب دیا۔

"او۔ کے ۔۔۔ تم ابھی میرے سامنے آرگنائزیشن کو فون کرو۔ اور انہیں اس منصوبے پر مزید عمل درآمد سے روک دو" ۔۔۔ لارڈ ولنگٹن نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"مم ۔۔ مم ۔۔ مگر سر۔ اگر پاکیشیا جیت گیا تو لاکھوں پونڈ کا نقصان ہو گا" ۔۔۔ آرتھم نے آخر رک رک کر کہہ ہی دیا۔

"کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جیسا میں کہہ رہا ہوں ویسے ہی کرو"
لارڈ ولنگٹن نے کرخت لہجے میں کہا۔ اور آرتھم نے مجبوراً ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور آرگنائزیشن کے ہیڈ کوارٹر کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔۔۔ اس کے چہرے سے ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے

وہ خود اپنی موت کے پروانے پر دستخط کر رہا ہو۔ لیکن وہ ظاہر ہے لارڈ ولنگٹن کے حکم سے انکار نہ کر سکتا تھا۔
پھر رابرٹ سے رابطہ قائم ہوتے ہی اس نے اُسے منصوبہ روک دینے کے لئے کہا اور فون بند کر دیا۔

"اب آپ مطمئن ہیں مسٹر عمران" ۔۔۔ لارڈ ولنگٹن نے قریب بیٹھے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مسٹر آرتھم۔ ہوٹل ایکلانڈ میں تمہارے کتنے آدمی موجود ہیں جو وہاں سے تمہیں خفیہ رپورٹیں دیتے ہیں" ۔۔۔ عمران لارڈ ولنگٹن کی بات کا جواب دینے کی بجائے آرتھم سے مخاطب ہو گیا۔

"پانچ آدمی ہیں۔ ایک آدمی گراؤنڈ میں ہے" ۔۔۔ آرتھم نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

"ان سب کو میرے سامنے فون کر کے واپس بلا لو۔ اور ان کے نام و مرتبے اور حلیے بھی بتا دو تاکہ اگر پھر وہ کام کرتے مجھے نظر آ جائیں تو میں سمجھ جاؤں کہ تم لوگوں نے خلوص دل سے منصوبہ نہیں روکا"
عمران نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔
آرتھم ذرا ہچکچایا تو لارڈ ولنگٹن نے اُسے حکم دیا کہ عمران جس طرح کہہ رہا ہے ہو بہو ویسا ہی کیا جائے۔ چنانچہ آرتھم نے فون پر ان آدمیوں سے رابطہ قائم کیا۔ اور انہیں فوری طور پر واپس جانے کے احکامات صادر کر دیئے ۔۔۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے چھ آدمیوں کے نام اور حلیے بھی عمران کو بتا دیئے۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم باہر جاؤ۔ میں لارڈ ولنگٹن سے کچھ پرائیویٹ

بات کرنا چاہتا ہوں" ـــــ عمران نے کہا۔ اور آرتھم نے چونک کر لارڈ ولنگٹن کی طرف دیکھا۔ اور ان کے سر کو اثبات میں ہلتے دیکھ کر وہ خاموشی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"اب تم مطمئن ہو گئے ہو گے۔ اب وہ ٹیپ میرے حوالے کر دو" دروازہ بند ہوتے ہی لارڈ ولنگٹن نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سنو مسٹر لارڈ۔ تمہیں ٹیپ یقیناً مل جائے گا۔ لیکن میچ کے فیصلے کے بعد۔ اور اگر مجھے ذرا سا بھی شک پڑ گیا کہ تم نے مکاری کی ہے تو پھر اسی لمحے یہ ٹیپ پریس میں پہنچ جائے گا" ـــــ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــ ایسی بات نہیں ہے۔ اب ہار جیت مقدر کا فیصلہ ہو گی۔ تم مجھ پر یقین کرو" ـــــ لارڈ ولنگٹن نے رُکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ لیکن ٹیپ ابھی نہیں مل سکتی۔ یہ میرا فیصلہ ہے۔ تم نے بہرحال عقلمندی کی ہے کہ میری بات مان لی ہے۔ اور یہ بھی سن لو لارڈ کہ یہ میری مہربانی ہے کہ میں نے تمہیں ایک بہت بڑے بلیک میلر کے چنگل سے نکال لیا ہے ـــــ ورنہ اگر میں چاہتا تو تمہارے بغیر بھی یہ کام کر سکتا تھا" ـــــ عمران نے کہا۔

"میرے بغیر ـــ وہ کیسے۔ آرتھم سوائے میرے کسی کا حکم نہیں مان سکتا" ـــــ لارڈ ولنگٹن نے چونک کر کہا۔

"اگر آرتھم اصل ہوتا تو میں آسانی سے آرتھم کی جگہ اپنا آدمی ڈال دیتا اور پھر آسانی سے یہی کام مکمل ہو سکتا تھا۔ تم تو ویسے بھی ملک سے باہر تھے ـــــ لیکن میں نہیں چاہتا تھا کہ تم جیسا آدمی کسی عام سے

مجرم کے ہاتھوں اس طرح بلیک میل ہو۔ اس لئے میں نے تم سے رابطہ قائم کیا۔ بہرحال اب تم یقین رکھو۔ میچ کے بعد تمہیں اصل ٹیپ مل جائے گا ـــــ لیکن شرط یہی ہے کہ ڈی ٹی کارپوریٹ کی طرف سے مزید کوئی حرکت نہ ہو" ـــــ عمران نے کہا۔ اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور لارڈ ولنگٹن بھی مجرمانہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اتنے بڑے سرکاری ادارے کا سربراہ اس وقت واقعی مجرم بنا ہوا تھا۔

اسرار احمد اپنے کمرے میں دونوں ہاتھوں سے سر پکڑے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے پاکیشیا میں سر سلطان سے بات کرنا چاہی تھی لیکن وہاں سے اُسے معلوم ہوا کہ سر سلطان سرکاری دورے پر تین روز کے لئے ملک سے باہر چلے گئے ہیں ——— اور کرکٹ کنٹرول بورڈ کے اعلیٰ حکام سے وہ اس سلسلہ میں کوئی بات نہ کرنا چاہتا تھا کیونکہ اس طرح اس کا اپنا کیریئر ختم ہو جاتا۔ اُسے معلوم تھا کہ کرکٹ کنٹرول بورڈ کے اراکین ذاتی طور پر اس کے مخالف ہیں لیکن وہ اس کے تجربے اور کرکٹ ٹیم کی مسلسل کامیابیوں کی وجہ سے اُسے مجبوراً برداشت کر رہے ہیں ——— لیکن اب اگر یہ بات ان کے نوٹس میں آگئی کہ ٹیم کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ اُسے ماہر نفسیات کی ضرورت پڑ رہی ہے تو پھر لازماً اس کا بوریا بستر لپیٹ دیا جائے گا۔ چنانچہ وہ شدید پریشانی کے عالم میں سر پکڑے بیٹھا ہوا تھا۔ اُسے کپتان ذرحان

کی طبیعت کے متعلق بھی اچھی طرح معلوم تھا کہ وہ اپنی ضد کا پکا ہے۔ اس نے واقعی ریٹائرمنٹ کا اعلان کر دینا ہے۔ اور یہ کم از کم اس کی منیجری کے تابوت میں آخری کیل ٹھک جانے کے مترادف تھا۔ ویسے کپتان ذرحان کی بات بھی درست تھی کہ واضح شکست سامنے نظر آ رہی ہو تو پھر کھیلنے کا کوئی فائدہ بھی نہیں ہے ——— لیکن اسرار احمد کو اس ساری صورت حال کا کوئی حل بھی نظر نہ آ رہا تھا۔

ابھی وہ سر پکڑے بیٹھا سوچ ہی رہا تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور اسرار احمد نے چونک کر سر اٹھایا۔ دروازے پر علی عمران موجود تھا۔

"تم ——— اور یہاں میرے کمرے میں" ——— اسرار احمد نے بُری طرح چونک کر کہا۔ اس کے لہجے میں تلخی تھی۔

"کیوں ——— کیا تم ناکتخدا لڑکی ہو کہ تمہارے کمرے میں صرف محرم ہی آ سکتے ہیں" ——— عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔ اور قدم بڑھاتا آگے آکر ساتھ رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"دیکھیں مسٹر عمران۔ میں بے حد پریشان ہوں۔ پلیز آپ مجھے ڈسٹرب نہ کریں" ——— اسرار احمد نے بڑی مشکل سے اپنے آپ پر کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے۔ جب کپتان ذرحان ریٹائرمنٹ کے اعلان کی دھمکی دے دے۔ دو کھلاڑی اعصابی طور پر ان فٹ ہوں۔ دو ٹیم کے ساتھ ہی نہ آئے ہوں تو منیجر کو پریشان ہونے کا تو حق حاصل ہے ہی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گگ ۔۔۔ گگ ۔۔۔ کیا مطلب ۔ تمہیں یہ سب باتیں کیسے معلوم ہوئیں"۔۔۔۔ اسرار احمد نے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔ اس کے چہرے پہ شدید پریشانی کے آثار ابھر آئے تھے۔

"نہیں مسٹر اسرار احمد ۔۔۔ آپ کا صرف نام ہی اسرار ہے۔ لیکن میں خود مجسم اسرار ہوں۔ سمجھے۔ سر سلطان نے تمہیں بتایا نہیں کہ میں نے تمہاری پریشانی کا حل تلاش کرنے کا کام ہاتھ میں لے لیا ہے ۔ پھر تم کیوں پریشان ہو ۔۔۔ لیکن پریشان ہوتے کیسے ہیں ۔ مجھے ذرا موڈ بنا کر دکھاؤ ۔ کیا دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر بیٹھنے کو پریشانی کہتے ہیں ۔ ایسے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا ۔ اور ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر کہنیاں درمیانی میز پہ ٹیک دیں۔

"پلیز آپ مجھے اس وقت تنگ نہ کریں ۔ آپ جو کچھ بھی ہیں پلیز مجھے تنگ نہ کریں ۔ یہ دیکھیں میں آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں ۔ کاش میں انکل سلطان کے پاس نہ گیا ہوتا"۔۔۔۔ اسرار احمد نے بُری طرح جھنجلائے ہوئے انداز میں کہا اور ساتھ ہی اس نے واقعی ہاتھ بھی جوڑ دیئے ۔ لیکن دوسرے لمحے ایک بار پھر چونک پڑا۔

" آپ نے بتایا نہیں کہ آپکو ہماری خفیہ باتوں کا کیسے علم ہو گیا ۔ ہم نے تو اسے انتہائی خفیہ رکھا ہوا ہے ۔ اور ہاں ۔ آپ یہاں پہنچ کیسے گئے ۔ یہاں اس منزل پہ تو کوئی غیر متعلق آدمی داخل نہیں ہو سکتا" اسرار احمد نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"کتنی تنخواہ ملے گی"۔۔۔۔ عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

" تنخواہ ۔۔۔ کیسی تنخواہ ۔۔۔ کیا مطلب"۔۔۔۔ اسرار احمد کا چہرہ اب غصے اور حیرت کی زیادتی سے خاصا مسخ ہو چکا تھا۔

" اس انٹرویو کے نتیجے میں ملنے والی نوکری کی تنخواہ پوچھ رہا ہوں ۔ سوچ لیجئے ۔ آج کل بڑی مہنگائی ہے ۔ اور یہ بھی سن لیں کہ میں اپنے باورچی کو دس ہزار روپے ماہانہ بنیادی تنخواہ دیتا ہوں ۔ باقی الاؤنس علاوہ ہیں ۔ کافی الاؤنس الگ ۔۔۔ بریک فاسٹ ۔ لنچ ۔ ڈنر ۔ الاؤنس ۔ کوئی مہمان آ جائے تو اس کے لئے اگر وہ کوئی چیز پکائے گا ۔ تو پھر الاؤنس تین گنا ۔ اس طرح کھانے میں مونگ کی دال کا الاؤنس علیحدہ ہے چپاتی پکانے کا ۔ فی چپاتی علیحدہ الاؤنس ہے ۔۔۔ غرضیکہ کیا کیا گنواؤں ۔ بس یوں سمجھئے کہ جب وہ مہینے کی تنخواہ وصول کرنے آتا ہے تو مجسم الاؤنس ہوتا ہے ۔ اور مجھے ایک بار نہیں کم از کم تین بار اپنا فلیٹ مع باورچی خانہ نیلام کرنا پڑتا ہے ۔۔۔ تب بھی خالی الاؤنس ہی ادا ہوتے ہیں ۔ بنیادی تنخواہ قرض کی صورت اختیار کر لیتی ہے"۔۔۔۔ عمران کی زبان چل پڑی۔

" اوہ اوہ ۔۔۔ میں کہاں جاؤں ۔ کدھر جاؤں ۔ خدایا میں کس عذاب میں پھنس گیا ہوں ۔ کاش میں انکل سلطان کے پاس نہ جاتا"

اسرار احمد نے اب باقاعدہ اپنا ماتھا پیٹنا شروع کر دیا اور اس کی یہ حالت دیکھ کر عمران مسکرا دیا۔

اسرار احمد کی حالت بتا رہی تھی کہ اگر عمران نے اُسے مزید زچ کیا تو وہ یقیناً اٹھ کر یا تو دیوار سے ٹکر مار کر اپنا سر پھوڑ لے گا یا پھر اس کے دماغ کی کوئی نہ کوئی رگ پھٹ جائے گی۔

" مسٹر اسرار ۔۔۔ پاکیشیا ٹیم کے خلاف باقاعدہ سازشیں کی جا

رہی ہیں۔ اور آپ نے بحیثیت منیجر اعلیٰ حکام کو اس کی رپورٹ تک نہیں کی۔
آپ جانتے ہیں کہ یہ فرائض سے غفلت کے مترادف ہے"
عمران کا لہجہ اس قدر بدلا ہوا تھا کہ اسرار احمد نے چونک کر عمران کی
طرف دیکھا۔ اور دوسرے لمحے اس کی پہلے سے پھیلی ہوئی آنکھیں اور
زیادہ پھیلنے لگیں ۔۔۔ کیونکہ عمران کے چہرے پر اس قدر بے پناہ سنجیدگی
اور وقار تھا کہ اسرار احمد کو یقین نہ آ رہا تھا کہ یہ وہی چند لمحے پہلے والا عمران
ہو سکتا ہے جو احمقانہ گفتگو کر رہا تھا۔

"جج۔ جی ۔۔۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں" ۔۔۔ اسرار احمد نے
حیرت زدہ لہجے میں پوچھا۔

"یہ کارڈ دیکھئے ۔۔۔ اس کے بعد آپ کو اپنے سب سوالوں کا جواب
مل جائے گا" ۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور کوٹ کی
اندرونی جیب سے ایک کارڈ نکال کر اسرار احمد کے سامنے پھینک
دیا۔ اسرار احمد نے کارڈ اٹھایا اور اُسے کھول کر دیکھنے لگا۔

"چیف آف سپیشل ایجنسی ۔۔۔ اوہ تو آپ پاکیشیا کی سپیشل ایجنسی کے
چیف ہیں۔ اوہ۔ ویری سوری سر۔ مجھے آپ کی اس حیثیت کا علم نہ تھا۔
اسرار احمد نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"اب تو ہو گیا ہے۔ اب میرے سوال کا جواب دیجئے" ۔۔۔ عمران
نے سرد لہجے میں کہا اور کارڈ اٹھا کر دوبارہ جیب میں ڈال لیا۔

"سازش ۔۔۔ سازش تو کوئی نہیں۔ بلکہ آپ نے ہی وہاں پاکیشیا
میں کسی سازش کا ذکر کیا تھا۔ اور مجرموں کو بھی پکڑا تھا۔ یہاں تو کوئی سازش
نہیں ہو رہی" ۔۔۔ اسرار احمد کا لہجہ اب بے حد مودبانہ تھا۔

"سنیں مسٹر اسرار احمد ۔۔۔ آپ چونکہ ٹیم کے منیجر ہیں اور پھر سر سلطان
کے بھتیجے ہیں۔ اور انہوں نے مجھے آپ کا خیال رکھنے کی خصوصی درخواست
کی تھی۔ اس لئے میں آپ کے ساتھ تعاون کر رہا ہوں ۔۔۔ ورنہ آپ کی
اس مجرمانہ غفلت کا نتیجہ اب تک یہ ہوتا کہ آپ کو فوری طور پر منیجری سے
معزول کر کے پاکیشیا لے جایا جاتا اور وہاں اس غفلت کے جرم میں آپ
کو سزا دی جاتی ۔۔۔ پاکیشیا ٹیم کو ایک گہری سازش کے تحت ناکام
کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور پھر اس نے
مختصر لفظوں میں براڈ وے گروپ سے لے کر آرگنائزیشن اور ٹی ڈی کارپوریٹ
کی پاکیشیا ٹیم کے خلاف منصوبہ بندی کی خاص خاص باتیں اسرار احمد کو
بتانی شروع کر دیں اور اسرار احمد کا چہرہ یہ باتیں سن کر اس قدر سفید
پڑ گیا جیسے اس کے جسم میں خون کا ایک قطرہ بھی باقی نہ رہا ہو۔

"اوہ ۔۔۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے پہلے بھی ایسا
ہوتا رہا ہوگا" ۔۔۔ اسرار احمد نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔

"ہاں۔ ہر بڑے ملک میں یہ کھیل لازماً دہرایا جاتا ہوگا۔ اور شاید آپ کو
علم اس لئے نہ ہو سکا کہ اس سے پہلے پاکیشیا کی ٹیم کسی بھی غیر ملک میں
ہاٹ فیورٹ نہ گئی ہوگی ۔۔۔ اس کا بھاؤ مخالف ٹیم سے اونچا نہ رہا ہوگا۔
اس لئے آپ زد میں نہ آئے۔ یا اگر کبھی آئے بھی ہوں گے تو آپ کو اس
کا احساس ہی نہ ہوا ہوگا" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے
چہرے پر چھائی ہوئی سختی یک لخت کافور ہو گئی تھی۔

"میرے خیال میں پہلے بھی ایسا ہوتا رہا ہے۔ ہمارے کھلاڑی اسی
طرح ان فٹ ہوتے رہے ہیں۔ لیکن اس بار صورت حال بے حد خراب

ہو گئی ہے۔ اور پھر شاید اس لئے بھی ساری بات سامنے آگئی ہے کہ اس بار پاکیشیا میں دو اہم ترین کھلاڑیوں کو روک لیا گیا اور میں اب تو خوش قسمتی ہی کہوں گا کہ انکل سلطان کے پاس چلا گیا —— اگر میں ان کے پاس نہ جاتا تو شاید یہ سارا گورکھ دھندہ اب بھی سامنے نہ آتا۔

"اب کیا صورت حال ہے۔ یہ کپتان فرحان کی ریٹائرمنٹ کا کیا چکر ہے۔ مجھے دراصل اس خبر نے چونکا دیا ہے۔ ورنہ شاید میں تم سے ملتا بھی نہ" —— عمران نے کہا۔

"ہماری معمول کے مطابق میچ کی پلاننگ کے لئے میٹنگ ہوئی۔ لیکن وہاں صورت حال اتنی تلخ نظر آرہی تھی کہ کپتان فرحان بدک گیا۔ اور مسٹر عمران۔ صورت حال تو اب بھی ویسے ہی ہے —— آپ نے یہ تو بتا دیا ہے کہ اب آئندہ پاکیشیا ٹیم کے کھلاڑیوں کے خلاف کوئی حرکت نہ ہو گی۔ لیکن جو دو کھلاڑی اعصابی طور پر ان فٹ ہو چکے ہیں ان کا کیا کیا جائے۔ اور میچ میں صرف دو دن باقی رہ گئے ہیں" —— اسرار احمد کے چہرے پر ایک بار پھر پریشانی اُمڈ آئی۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ تم فوری طور پر پاکیشیا میں رہ جانے والے دونوں کھلاڑیوں کو کال کر لو۔ اب ان کے آنے سے کوئی مسئلہ پیدا نہ ہو گا —— باقی رہتے یہ دو کھلاڑی۔ ان کو حریرہ مقوی اعصاب کھلاؤ" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"حریرہ مقوی اعصاب —— وہ کیا ہوتا ہے" —— اسرار احمد نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"حریرہ ہوتا ہے اور کیا ہوتا ہے۔ مطلب ہے کسی ماہر نفسیات سے

ان کا علاج کراؤ" —— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

وہ بار بار عادت کے مطابق پٹڑی سے اتر جاتا تھا۔ لیکن اسرار احمد خالص کھلاڑی تھا اُسے سوائے کھیل کے اور کوئی بات سمجھ میں ہی نہ آتی تھی —— لیکن جب جواب میں اسرار احمد نے ماہر نفسیات سے علاج کرانے کے متعلق پیدا ہونے والے ممکنہ نتائج بتلائے تو عمران بھی سوچنے پر مجبور ہو گیا۔ وہ چند لمحے خاموش بیٹھا رہا۔ پھر یک لخت اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی۔

"ان دونوں کھلاڑیوں کو ذرا یہاں بلواؤ۔ میرا تعارف بطور صحافی کرا دینا" عمران نے کہا۔

"یہاں —— مگر کیوں" —— اسرار احمد نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میں ان کے ہاتھ کی لکیریں دیکھ کر بتاؤں گا کہ وہ یہ میچ کس طرح کھیلیں گے۔ اور اگر ضرورت پڑی تو بلیڈ سے لکیریں مرمت بھی کر دوں گا۔ تاکہ تمہیں ماہر نفسیات کی ضرورت نہ پڑے" —— عمران نے تلخ لہجے میں کہا۔ اُسے اب درحقیقت اسرار احمد پر غصہ آنے لگا تھا جو سوائے کھیل کے باقی ہر معاملے میں کورا تھا۔

"اچھا اچھا ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کی مرضی۔ ہو گی کوئی بات ٹھیک ہے" —— اسرار احمد نے چابی بھرے کھلونے کی طرح گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر اس نے پہلے اعظم کے کمرے کا نمبر مانگا۔ اور اُسے اپنے کمرے میں پہنچنے کا کہہ کر اس نے سلیم سے بات کی اور رسیور رکھ دیا۔

تھوڑی دیر بعد دونوں کمرے میں پہنچ گئے۔ عمران نے دیکھا کہ واقعی وہ دونوں خاصے پریشان اور اپ سیٹ دکھائی دے رہے تھے۔ اسرار احمد نے عمران کا تعارف ان سے بطور مخصوص صحافی کر دیا ــــ اور عمران ان سے کھیل کی باتوں میں مصروف ہو گیا۔ وہ اس طرح کرکٹ کے کھیل کے نکات واضح کر رہا تھا... نکات وا ہو رہ گفتگو کر رہا تھا جیسے اس کی ساری عمر کرکٹ کھیلنے میں گزر گئی ہو ــــ اور اسرار احمد حیرت سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر تک رسمی سی بات چیت کے بعد دونوں کھلاڑی واپس چلے گئے۔ تو عمران نے ایک طویل سانس لیا۔

"یہ واقعی صحیح کھیل نہیں پیش کر سکیں گے۔ ان کے اعصاب خاصے متاثر ہیں۔ بہر حال آپ بے فکر ہو کر ٹیم کا اعلان کر دیں۔ کل یہ دونوں کھلاڑی ہشاش بشاش اور تر و تازہ ہوں گے۔ اور پھر آپ دیکھیں گے کہ یہ پیچ میں کیا کارنامہ سر انجام دیتے ہیں" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیسے ــــ کچھ مجھے بھی تو پتہ چلے" ــــ اسرار احمد نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر پہلے پتہ چل جائے تو پھر اسراریت کہاں باقی رہ جائے گی اور اسرار ہی نہ رہا تو منیجری کون کرے گا۔ اور منیجر نہ رہا تو......"

عمران کی زبان ایک بار پھر میرٹھ کی قینچی کی طرح چلنے لگی۔

اور اسرار احمد حیرت سے آنکھیں پھاڑے عمران کو دیکھتا رہ گیا۔ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ یہ گرگٹ کی طرح لمحہ بہ لمحہ رنگ بدلنے والا نوجوان آخر ہے کیا چیز۔

"گڈ بائی ــــ پھر ملاقات ہو گی" ــــ عمران نے اسرار احمد کو حیرت زدہ چھوڑ کر اٹھتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

گراؤنڈ تماشائیوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ ہر طرف انسانوں کے سروں کا سمندر سا نظر آ رہا تھا۔ پاکیشیا رک جانے والے دونوں معروف کھلاڑی بھی ٹیم میں شامل ہو چکے تھے۔ اس لئے کھیل میں مزید دلچسپی پیدا ہو گئی تھی ــــ پاکیشیا اور گریٹ لینڈ دونوں ہی ٹکر کی ٹیمیں تھیں۔ اور ہمیشہ ان دونوں کے درمیان کانٹے دار میچ ہوتے رہتے تھے اور اس بار تو پاکیشیا ٹیم ہاٹ فیورٹ تھی۔ کیونکہ اس کے کپتان فرحان کی فائٹنگ سپرٹ کے سب قائل تھے ــــ کپتان فرحان ایک مشہور ترین آل راؤنڈر اور معروف ترین فاسٹ باؤلر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ جب سے وہ پاکیشیا ٹیم کا کپتان بنا ہوا تھا۔ ٹیم کی کامیابیوں کا گراف اونچا ہوتا جا رہا تھا ــــ پھر ٹیم میں شامل چند نئے کھلاڑی جن میں

خاص طور پر اعظم سے تماشائیوں کو بے حد توقعات تھیں۔ جو یقیناً ایک ابھرتا ہوا باؤلر تھا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ سلیم جو بہترین بیٹسمین کے طور پر ابھر رہا تھا ـــــ ان کے ٹیم میں شامل ہونے کی وجہ سے بھی میچ انتہائی دلچسپ ہونے کی توقع تھی۔

دونوں ٹیموں کے کپتان ٹاس کرنے کے لئے گراؤنڈ میں جا رہے تھے۔ پاکیشیا ٹیم کے کپتان فرحان کے قدم بے حد پُر اعتماد تھے۔ حالانکہ میٹنگ کے دوران اس کا چہرہ دیکھ کر ہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ میچ کھیلنے کی بجائے لازماً ریٹائرمنٹ کا اعلان کر دے گا۔ لیکن پھر تمام صورت حال حیرت انگیز طور پر تبدیل ہو گئی ـــــ پاکیشیا سے انتشار اور ارشد پہنچ گئے تھے۔ اور دوسری حیرت انگیز بات یہ ہوئی کہ اعظم اور سلیم دونوں ہی اچانک بے انتہا فریش اور ترو تازہ نظر آنے لگے ـــــ جیسے وہ اعصابی طور پر انتہائی چاق و چوبند ہوں اور پھر آخری روز کی نیٹ پریکٹس نے تو کپتان فرحان کو یکسر حیران کر دیا تھا۔ کیونکہ اعظم کی نہ صرف لائن اور لینتھ شاندار تھی۔ بلکہ اس کی بالیں کٹ سوئنگ بھی ہو رہی تھیں ـــــ یہ ایسا وصف تھا۔ جس نے کپتان فرحان کو حیرت زدہ کر دیا تھا۔ کیونکہ اس سے پہلے اعظم میں یہ وصف دیکھنے میں نہ آیا تھا۔ بہرحال آخری دن کی نیٹ پریکٹس دیکھنے کے بعد تو کپتان فرحان کو یقین آگیا تھا۔ کہ اب وہ ہر صورت میں یہ میچ جیت جائے گا۔ یہی وجہ تھی کہ اس کے قدم انتہائی اعتماد سے پڑ رہے تھے۔

"عمران صاحب ـــــ یہ اعظم اور سلیم کے ساتھ آخر آپ نے کیا کیا ہے۔ میں تو ان کی حالت دیکھ دیکھ کر حیران ہو رہا ہوں۔ مجھے تو بس

اتنا پتہ چلا تھا کہ وہ دونوں آپ کے ساتھ گئے ہیں۔ اور دو گھنٹوں بعد جب واپس آئے ہیں تو انتہائی خوش تھے" ـــــ اسرار احمد نے حیرت زدہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ دونوں اس وقت ڈریسنگ روم کے سامنے موجود مخصوص کرسیوں پر اکیلے بیٹھے ہوئے تھے۔

"میں نے انہیں حریرہ مقوی اعصاب کھلا دیا ہے۔ لیکن اس کی رقم آپ کو ادا کرنی پڑے گی۔ میں غریب آدمی ہوں۔ اتنا خرچہ برداشت نہیں کر سکتا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور اسرار احمد جو اب کچھ کچھ عمران کی طبیعت کو سمجھ گیا تھا بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"آپ صحیح بتائیں۔ ہوا کیا۔ پہلے تو میں نے سوچا تھا کہ شاید آپ نے انہیں کوئی خاص دوا کھلا دی ہے۔ لیکن میچ شروع ہونے سے پہلے کھلاڑیوں کے تفصیلی طبی تجزیے میں ایسی کوئی بات سامنے نہیں آئی۔ ورنہ ورلڈ کرکٹ بورڈ کی طرف آنے والے ڈاکٹر لازماً اس کا سراغ لگا لیتے" ـــــ اسرار احمد نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب میں اتنا بھی نیم حکیم نہیں ہوں کہ میرا حریرہ ڈاکٹروں کے نوٹس میں آجاتا" ـــــ عمران نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

اُسی لمحے اسرار احمد کو کسی اعلیٰ شخصیت کا بلاوا آ گیا۔ اور وہ عمران سے معذرت کر کے اٹھ گیا۔ عمران مسکراتا ہوا اٹھا۔ اور اس انکلوژر میں آ گیا جہاں اس کے ساتھی بیٹھے ہوئے تھے ـــــ عمران نے ان کیلئے خصوصی انکلوژر بک کرا دیا تھا۔ تاکہ وہ اطمینان سے بیٹھ کر اس دلچسپ اور سنسنی خیز میچ سے لطف اندوز ہو سکیں۔

"آخر یہ کیسا مشن ہے عمران کہ نہ کوئی کام نہ کاج۔ بس اطمینان سے بیٹھے کرکٹ میچ دیکھتے رہو" ـــــ جولیا نے خلاف توقع مسکراتے ہوئے کہا۔ کیونکہ موسم بے حد خوشگوار تھا۔ اور ہلکی ہلکی دھوپ انتہائی لطف دے رہی تھی۔

"کیا کرکٹ میچ دیکھنا کوئی کام کاج نہیں ہے۔ کمال ہے۔ لوگ تو ہزاروں روپے کی ٹکٹیں بھر کر یہ کام کاج کرنے آتے ہیں" ـــــ عمران نے بھی مسکراتے ہوئے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب ـــــ آپ کم از کم ہمیں تو بتا دیں کہ آپ نے دو کھلاڑیوں اعظم اور سلیم پر کون سا نسخہ آزمایا ہے۔ ویسے ہوا کیا ہے۔ میرا خیال یہ تھا کہ یہ کسی صورت کھیلنے کے قابل نہیں ہیں اس لئے لازماً عمران صاحب ان کے میک اپ میں دوسرے کھلاڑی لائیں گے" صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پہلے میں نے بھی یہی سوچا تھا۔ اب اتنی تھوڑی بہت کرکٹ تو مجھے بھی آتی ہے کہ بال آتی دیکھ کر بیٹ گھما دیا۔ یا سامنے نظر آنے والے کھلاڑی کی پیشانی کا نشانہ لے کر سخت سی بال مار دی" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ـــــ تو تم خود کھیلنا چاہتے تھے" ـــــ جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں ـــــ میں نے دونوں پژمردہ کھلاڑیوں کو قریب بلوا کر اسی لئے چیک کیا تھا کہ ان کی جگہ ہم میں سے کون کون لے سکتا ہے۔ اعظم کی جگہ تو میں آسانی سے لے لیتا۔ اور سلیم کی جگہ میں نے سوچا تھا کہ

پاکیشیا سے ٹائیگر کو بلوا کر کھلوا دوں۔ وہ بھی کسی زمانے میں ـــــ ٹیم کا کپتان رہا ہے۔ لیکن پھر میں نے یہ ارادہ بدل دیا کیونکہ یہ کھیل ہے۔ اور جب مجرموں نے کھیل کا اتنا لحاظ رکھا ہے کہ انہوں نے کسی کھلاڑی کو زخمی یا قتل کرنے کی بجائے صرف اعصابی برہمی تک رکھا ہے تو میں اب ان مجرموں سے بھی زیادہ نچلی سطح پر تو نہ اتر سکتا تھا۔ اور پھر سچ پوچھو تو میں ڈر گیا" ـــــ عمران نے کہا۔

"ڈر گئے ـــــ وہ کیسے ـــــ آپ اور ڈر" ـــــ صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں نے حیرت زدہ لہجے میں بیک آواز ہو کر کہا۔

"یار ـــــ میں اگر اعظم کی جگہ کھیلتا تو یقیناً آج تک کے کرکٹ کے سارے ریکارڈ ٹوٹ جاتے۔ رن بنانے کے بھی اور وکٹیں لینے کے بھی۔ کیونکہ اتنا تو تمہیں معلوم ہی ہے کہ میرا نشانہ بے حد اچھا ہے۔ اس لئے گریٹ لینڈ کی ساری ٹیم میری باؤلنگ کے نتیجے ہسپتال یا قبرستان پہنچ جاتی ـــــ اور پھر میں اور بال یہاں گراؤنڈ میں اکیلے رہ جاتے اس کے بعد مجھے رن بنانے سے کون روک سکتا تھا" عمران نے جواب دیا۔ اور اس کے سب ساتھی بے اختیار قہقہے لگانے لگے۔

"تو تم رن بناتے کیوں" ـــــ جولیا نے یک لخت عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ تم تو خواہ مخواہ ناراض ہو رہی ہو۔ جب اللہ تعالیٰ کی بنائی رن کسی طرح دو بول پڑھوانے پر رضا مند نہیں ہوتی تو پھر مجبوراً مجھے خود ہی رن بنانی پڑتی ـــــ اپنی چیز ہوتی کم از کم انکار تو نہ کرتی۔ اور

پھر تعداد کی بھی کوئی رکاوٹ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی رنوں کی تعداد تو چار تک محدود ہے۔ یہاں سو بناؤ۔ دو سو بناؤ۔ چار سو بناؤ۔ بس حرم بھرتا جائے گا "۔۔۔ عمران نے آنکھیں نچاتے ہوئے کہا۔

اور صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں کے قہقہے رکنے میں ہی نہ آ رہے تھے۔

" اچھا تو یہ ارادے ہیں "۔۔۔ جولیا بھی شاید خوشگوار موسم کی وجہ سے موڈ میں تھی۔

" ارادے تو میرے ہمیشہ سے ہی نیک رہے ہیں۔ لیکن کیا کروں۔ تمہاری سینڈل بڑی مضبوط نظر آتی ہے "۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور اٹھ کر تیزی سے ایک طرف ہو گیا۔ ورنہ جولیا کا پرس لازماً اس کی کنپٹی پر پڑتا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل ہنستے رہے۔

" عمران صاحب ۔۔۔ وہ فارن ایجنٹ صاحب نظر نہیں آ رہے " صفدر نے اچانک کہا۔

" ارے ارے۔ میچ تو ختم ہونے دو۔ پہلے سے وہ نظر آ گیا تو پاکیشیا کی ٹیم ابھی نظر آنی بند ہو جائے گی "۔۔۔ عمران نے کہا اور صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں چونک پڑے۔

" کیا مطلب ۔۔۔ کیا وہ کھیل رہا ہے "۔۔۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ارے نہیں ۔۔۔ اس بے چارے نے کیا کھیلنا ہے۔ آج تک ہم بھلا اپنی مرضی کا کھیل نہیں کھیل سکے۔ ظالم سماج وکٹ کے درمیان دیوار بن کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ نہ باؤلنگ ہو سکتی ہے نہ بیٹنگ "

عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تو پھر وہ کہاں ہے "۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔

" ہماری واپسی کی ٹکٹیں بنوانے گیا ہوا ہے "۔۔۔ عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

اور صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھنے لگے۔

لیکن دوسرے لمحے بلیک زیرو فارن ایجنٹ کے میک اپ میں انکلوژر میں داخل ہوتا دکھائی دیا تو وہ چونک پڑے۔

" ٹکٹیں بن گئیں "۔۔۔ عمران نے اس سے پوچھا۔

" بالکل بن گئیں "۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور آ کر کرسی پر ساتھ بیٹھ گیا۔

" یہ کیا چکر ہے۔ ہمیں تفصیل سے بتائیں مجھے تو کوئی خاص کھیلا نظر آ رہا ہے "۔۔۔ صفدر نے کہا۔

" یار۔ کھیلا اب تم کرنا چاہتے ہو پوچھ کر۔ یہاں ہنی مون منانے کیلئے خصوصی رعایت پر ٹکٹیں ملتی ہیں۔ بس اس رعایت کا فائدہ اٹھانا تھا۔ اور ظاہر ہے رعایت مقامی آدمیوں کو ہی ملتی ہے ۔۔۔ چنانچہ یہ صاحب اپنے ہنی مون کی ٹکٹیں بنوا لائے ہیں۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ سفر میں اور جولیا کریں گے "۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

" بات بتائیں صاف صاف ۔۔۔ بتاؤ کیا چکر چلا رکھا ہے " جولیا نے آنکھیں نکالتے ہوئے پوچھا۔

" ارے ارے۔ میں ابھی بات بتا دیتا ہوں۔ بتا دیں جناب

انہیں بتا دیں۔ یہ ہونے والی بیگم کی پہلی شرط ہی شک و شبہ ہوتا ہے"
عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔
" دراصل میں اس ٹیپ کی خصوصی نقلیں بنوانے گیا تھا۔ جس کے ذریعے عمران صاحب نے لارڈ ولنگٹن کو قابو کیا ہے۔ چونکہ وہ فلم ایسی ہے کہ عام دکان پر اس کی کاپی نہیں بن سکتی ——— اس لئے مجھے خصوصی انتظامات کرنے پڑے" ——— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے وضاحت کی۔
" لیکن کیوں ——— کیا اب ہم اُسے عام بلیک میلروں کی طرح بلیک میل کریں گے" ——— جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔
" عام نہیں خاص بلیک میلر کی ڈیمانڈ تھی۔ وہ تمہارا نقاب پوش اس کا تو دھندہ ہی یہی ہے۔ بس تم ہوشیار رہنا۔ اب تک تو میں نے کوشش کی ہے کہ تمہاری کوئی تصویر اس تک نہ پہنچے ——— ورنہ پھر تو ہم ہاتھ ملتے ہی رہ جائیں گے" ——— عمران نے کہا۔
اور جولیا ایک لمحے تو آنکھیں پھاڑے عمران کی طرف دیکھتی رہی پھر جیسے ہی اس کے ذہن میں عمران کی بات کا مطلب آیا وہ غصے سے بل کھاتی اٹھ کھڑی ہوئی۔
" تم ——— تمہاری یہ جرأت۔ تم نے مجھے اتنا گھٹیا سمجھ رکھا ہے"
جولیا نے پھٹ پڑنے والے انداز میں کہا۔
" چلو معافی دے دو۔ جتنا تم کہو اتنا ہی سمجھ لوں گا" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ اور جولیا باوجود غصے کے اس کی بات پر ہنس پڑی۔

" عمران صاحب۔ آپ نے بتایا نہیں کہ آپ نے ان دو کھلاڑیوں پر کیا نسخہ آزمایا ہے" ——— صفدر نے ایک بار پھر پوچھا۔
" یار تم کیوں میرے پیچھے پڑ گئے ہو۔ صدری نسخے ہیں باپ دادا کی طرف سے سینہ بہ سینہ چلے آ رہے ہیں۔ کیوں میری روزی پر لات مارنا چاہتے ہو" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
" چلو ہم اس نسخے کی قیمت ادا کر دیں گے۔ وعدہ رہا"
صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔
" قیمت تو بہت زیادہ ہے۔ بالکل قیمت تو تم ادا ہی نہیں کر سکتے۔ چلو اتنا کرو کہ جولیا کا حق مہر میری طرف سے تم ادا کر دینا" ——— عمران نے کہا۔ اور صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں ہنس پڑے۔
" تم نے پھر بکواس شروع کر دی" ——— جولیا نے غصیلے لہجے میں عمران سے کہا۔ اور ساتھ ہی آنکھ سے بلیک زیرو کی طرف اشارہ کیا۔ جیسے کہہ رہی ہو کم از کم اجنبی کا تو لحاظ کرو اور عمران اس کے اس اشارے پر دل ہی دل میں ہنس پڑا۔
" اب بتا بھی دیں عمران صاحب" ——— کیپٹن شکیل نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔
" کیا بتا دوں۔ یار تم تو جھاڑ کے کانٹے کی طرح پیچھے ہی پڑ گئے ہو۔ بھائی سیدھا سادھا نسخہ ہے۔ میں نے انہیں ہپناٹائز کر کے ان کے ذہنوں سے اس رات کے تمام واقعات واش کر دیئے۔ اور ساتھ ہی ان کے ذہن میں یہ بٹھا دیا کہ انہوں نے ہر صورت میں میچ جیتنا ہے اور بس ——— اب دیکھو کیسے کھیل رہے ہیں" ——— عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور سب حیرت سے عمران کو دیکھتے رہ گئے کہ اس کا ذہن کتنا تیز ہے۔ کہ کھیل میں بے ایمانی بھی نہ ہوئی اور وہ کام جو ناممکن نظر آرہا تھا ممکن ہو گیا۔

"میرے خیال میں تو یہ بھی فاؤل پلے ہے۔ کہ کھلاڑیوں کو ہپناٹائز کر کے ان کے ذہنوں میں میچ جیتنے کی بات بٹھا دی جائے"۔ جولیا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے۔ یہ سب کھلاڑی میچ ہارنے کے لئے پاکیشیا سے آئے ہیں"۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ اور جولیا شرمندہ سی ہو گئی۔

"تو اب آپ کو یقین ہے کہ پاکیشیا میچ جیت جائے گا" کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"ارے نہیں یہ کھیل ہے۔ ہار جیت تو ہوتی رہتی ہے۔ بس اتنا ہے کہ اب میچ صحیح معنوں میں کھیل ہو گا سازشیں نہیں ہوں گی۔ مطلب یہ کہ پہلے فاؤل نہیں ہونا چاہیئے"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ویسے عمران صاحب۔ یہ نسخہ ہے بے حد اچھا۔ ایک ماہر ہپناٹزم منیجر کے ساتھ رکھ لیا جائے۔ اور میچ کھیلنے سے پہلے ان سب کو ہپناٹائز کر کے ان کے ذہنوں میں سارے داؤ پیچ ڈال دیئے جائیں" کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ یہ بات نہیں۔ جسے تم آسان بات سمجھ رہے ہو۔ یہ دنیا کا سب سے مشکل کام ہے۔ ہمیشہ کھلاڑی کی قوت ارادی

سب سے زیادہ طاقتور ہوتی ہے۔ اور اس قدر طاقتور قوت ارادی کے مالک کو ہپناٹائز کر کے ٹرانس میں لے آنا کسی ہپناٹسٹ کے بس میں نہیں ہے۔۔۔۔۔ البتہ سامری جادوگر ہو تو اور بات ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر آپ نے یہ کام کیسے کر لیا"۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"یار۔ واقعی بزرگ ٹھیک کہتے ہیں۔ اچھا موسم ذہنوں کو کند کر دیتا ہے۔ بھائی ان کے اعصاب تو مجرموں نے ہی کمزور کر دیئے تھے۔ اس لئے یہ تو آسانی سے ٹرانس میں آگئے ورنہ تو یہ ناممکن تھا"۔۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں اثبات میں سر ہلانے لگے۔

"تو آپ سامری جادوگر بن گئے ہیں"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کہاں بن گیا ہوں۔ جولیا پر تو آج تک جادو چلا نہیں۔ ورنہ اب تک ڈربہ بھرا ہوا ہوتا۔ چیاؤں چیاؤں کرنے والوں سے"

عمران نے کہا اور دوسرے لمحے تیزی سے اٹھ کر گیٹ کی طرف دوڑ لگا دی۔ اور جولیا کا جوتی کی طرف بڑھتا ہوا ہاتھ واپس آگیا۔ سب بے اختیار ہنسنے لگے۔

ختم شد

عمران سیریز میں وادی مشکبار کے سلسلے کی ایک انتہائی دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی

خاص نمبر

لاسٹ مومنٹ

مصنف مظہر کلیم ایم اے

- وادی مشکبار کی تحریک آزادی کی تمام تفصیل ایک مشین میں تھی اور یہ مشین کافرستان کے ہاتھ لگ گئی ——— پھر؟
- اس مشین سے معلومات حاصل ہوجانے کے بعد پوری وادی مشکبار میں تحریک آزادی کے تمام مراکز' تمام مجاہدین اور ان کے تمام اڈے کافرستان کے سامنے آجاتے ——— اور
موت کے سائے پوری وادی مشکبار میں پھیل جاتے۔
- یہ مشین سرداور کی ایجاد تھی اور اس کے اندر یادداشت کا ایسا خفیہ سسٹم رکھا گیا تھا جو کسی صورت بھی ٹریس نہ ہوسکتا تھا۔
- یہ مشین ہزاروں فٹ بلند پہاڑی پلاسن کی چوٹی پر بنے ہوئے خصوصی اڈے پر بھیج دی گئی جہاں کسی صورت کوئی انسان نہ پہنچ سکتا تھا۔
- عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس مشین کو حاصل کرنے کی غرض سے اپنی جانوں پر کھیل گئے اور پھر ان کی ہمت' حوصلے اور بہادری نے ناممکن کو ممکن کر دکھایا۔ مگر ———؟

وہ لمحہ جب پلاسن پہاڑی کو خوفناک میزائلوں سے اڑا دیا گیا اور عمران اور اس کے ساتھی اس وقت پہاڑی کی چوٹی پر موجود تھے۔ پھر ———؟

وہ لمحہ جب عمران اور اس کے ساتھیوں کا زندہ واپسی کا ہر راستہ بند کر دیا گیا اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو آخری لمحے تک زندگی اور واپسی کے لئے انتہائی خوفناک جدوجہد کرنا پڑی۔ ایسی جدوجہد جس کا تصور ہی رونگٹے کھڑے کر دیتا ہے

کیا عمران اور اس کے ساتھی زندہ واپس بھی آسکے یا نہیں ———؟

کیا اس بار کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف شاگل' عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کی حسرت پوری کر لینے میں کامیاب ہوگیا ——— یا ———؟

انتہائی خوفناک **اور** انتہائی ہولناک

انتہائی تیز رفتار جدوجہد سے بھرپور

سطر سطر پر پھیلا ہوا سسپنس جو اعصاب کو چٹخا دیتا ہے

جرات بہادری اور حوصلے کی ایسی کہانی
جو پہلی بار صفحہ قرطاس پر ابھری ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

نہیں آیا۔ کہ آپ گدھے پر سوار ریل گاڑی سے ریس لگا رہے ہوں۔ لہذا
گئی ہے۔ اب اس آئیڈیے پر فلم نہیں بن سکتی۔ البتہ ڈیڈی حضور نے
ایک اور آئیڈیا دیا ہے ـــ آپ کو علم ہے کہ ڈیڈی حضور کرکٹ کھیلنے کے
بے حد رسیا ہیں۔ آپ کو اگر کرکٹ سے دلچسپی ہو تو آپ کو معلوم ہو گا۔ کہ
ریاست ڈھمپ میں ہر سال بین الاقوامی کرکٹ ٹورنامنٹ منعقد ہوتا ہے۔
جس میں دنیا بھر کی کرکٹ ٹیمیں حصہ لیتی ہیں ـــ کپ آف ڈھمپ پوری دنیا
مشہور ہے۔ لہذا ڈیڈی حضور کی ضد ہے کہ فلم کرکٹ کے موضوع پر
انہ۔ لیکن ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر کرکٹ کے موضوع پر کیسے فلم بن
بھی اسے ـــ اب دیکھئے عورتیں تو کرکٹ کھیلتی نہیں۔ اس لئے مس لوسیا
"اوہ، کھیل سکتی ہیں۔ اور جب تک فلم کی ہیروئن کرکٹ نہ کھیلے۔ کرکٹ
"ہاں۔ ہم تو ہم نے جب یہ بات ڈیڈی حضور کے گوش گزار کی تو
جہان ہیں" ـــ بڑے پریشان ہوتے ـــ انہوں نے فوراً شاہی حکیم
میں کہا۔ اور قدم بڑھاتا ہے ذہنی کا علاج کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ شاہی حکیم نے
دونوں کی آنکھیں حیرت سے کا نسخہ تجویز کیا۔ چنانچہ ہمیں مجبوراً معجون فلاسفہ
خاکی وردی پہنے جوزف اور لیکن ایک بات ہے جب سے ہم نے معجون
سے بھاری ریوالوروں کے دستے کی کھوپڑی میں جہاں ایک ٹمٹماتا ہوا بلب جلتا
سے چل رہے تھے۔ مادہ روشن الاؤ سا جل رہا ہے۔ چنانچہ
"ارے آپ کیوں خوفزدہ ہو رہے فلاسفہ کی زیادہ مقدار کھانے سے
معاف کیجئے بادشاہ حضور یعنی ڈیڈی کی سخت ـــ ہمارے ذہن نے کام
سرکاری رہائش گاہ پر ہوں گے تو باڈی گا ضوع پر ایک اچھوتا موضوع
ہوں گے ـــ اس لئے تو کبھی کبھی ہم انہیں دے آیا۔ چنانچہ انہوں نے

شاہی حکیم کو انعام و اکرام دے کر واپس بھیج دیا۔ اور ہمیں حکم دیا۔ کہ فوراً
آپ کو تلاش کر کے یہ فلم شروع کرائیں۔ ڈیڈی حضور نے اس فلم کے
لئے پچاس کروڑ روپے نقد کی منظوری دے دی ہے ـــ اور تب سے
ہم آپ جیسے پروڈیوسر کی تلاش میں تھے۔ کیونکہ ڈیڈی حضور تم سے بھی زیادہ
ارادے کر چکے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ہماری جان کھا رکھی ہے کہ ہم
جلد از جلد اس موضوع پر فلم شروع کرائیں ـــ اور ان کی عادت ہی
ایسی ہے کہ جب وہ کسی مد میں رقم کی منظوری دے دیں تو تب تک انہیں
چین نہیں پڑتا جب تک وہ رقم خرچ نہ ہو جائے۔ لہذا اب جب تک
یہ پچاس کروڑ کی رقم خرچ نہیں ہو گی وہ ہم پر مسلسل سرزنش کرتے رہیں
گے" ـــ عمران کی زبان چلی تو بس چل ہی پڑی۔ اس میں کہیں فل سٹاپ
آ ہی نہ رہا تھا۔ دونوں اس طرح آنکھیں پھاڑے عمران کی بات سن رہے
تھے جیسے انہیں سکتہ ہو گیا ہو۔
"پپ ـــ پپ ـــ پچاس کروڑ روپے" ـــ رچرڈ اور لوسیا
دونوں کے منہ سے بیک آواز نکلا۔
"ہاں ـــ میرے خیال میں اتنی رقم کافی ہے۔ ویسے اگر زیادہ خرچ
ہو تو اس کا بھی انتظام کیا جا سکتا ہے" ـــ عمران نے بڑے بے نیازانہ
لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی وہ جوزف کی طرف مڑا۔
"سیکرٹری" ـــ عمران نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔
"یس پرنس" ـــ جوزف نے یک لخت اٹین شن ہوتے ہوئے
جواب دیا۔
"یہ ہمارا باڈی گارڈ بھی ہے اور سیکرٹری بھی۔ بڑے کام کا آدمی ہے۔